

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَا لَهُ شَاكِرِينَ

تحریکِ خدمِ اہل سنت کا ترجمان (امید) نظامِ خلافتِ اشد کا داعی

تعلیم

ماہنامہ
الہام
مقدس

زیر نگرانی

قائدِ اہل سنت، کبیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کرامت
بانیِ ماہنامہ تحریکِ خدمِ اہل سنت، پاکستان



خدا ام اہلسنت کی دعاء

از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب باقی تحریک خدا ام اہل سنت پاکستان

۶ فروری ۱۹۹۲ء

۲ محرم ۱۳۹۳ھ



خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
تیرے قرآن کی عظمت پھر سینوں کو گرمائیں
وہ منوا میں نبی کے چار یاروں کی صداقت کو
صحابہ اور اہل بیت سب کی شان سمجھائیں
حسن کی حسین کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
صحابہ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
تیری نصرت پھر ہم پر جم سلام لہریں
تیرے کھن کے اٹارے سے ہو پاکستان کو حاصل
ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری توفیق سے ہم اہل سنت رہیں خادوم
نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں

خلوص و مسرت اور دین کی حکمرانی دے
رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلا میں
ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر کی خلافت کو
وہ ازواج نبی پاک کی ہر شان منوائیں
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایران کو تہ و بالا
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
عروج و فتح و شوکت اور دین کا غلبہ کامل
مثادیں ہم تیری نصرت انگریزی نبوت کو
رسول پاک کی عظمت و محبت و اطاعت کی
تیری راہ میں ہر اک سنی مسلمان فتنہ جو جائے
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت رہیں قائم
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری فلاح

الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری

مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

حافظ حنظلہ شہید مدنی

قاری کتب و کتب دہلی

مور شریف (چکوال) فون: 883020

نظام خلافت راشدہ زید باد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



خلافت راشدہ حق چارہ



تحریک خدام اہلسنت و اجماعہ پاکستان کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی

حق چارہ

زیر سرپرستی
قائد اہلسنت وکیل صحابہ منظر شریعت و طریقت خضر و انا قاضی منظر حسین صاحب منظر
بانی و امیر تحریک خدام اہلسنت و اجماعہ پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۲۳۴
مدیر مسئول
حکیم حافظ محمد طیب

جلد ۲۱ : شماره ۱۲-۱۱ : ذیقعدہ / ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ جون / جولائی ۱۹۹۰ء سالانہ چندہ - ۹۰ روپے فی شمارہ - ۷ روپے

۲۲۰ روپے

ریاستہائے متحدہ امریکہ

ہانگ کانگ، تائیوان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ
ویٹ انڈیز، برازیل، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ - ۱۸ روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت - ۱۵ روپے

سالانہ بدلہ شریک بھارت
مالک بزرگ بھارتی جاز بھارت

ابھارت، دفتر بھارت حق چارہ لاہور، مدینہ بازار، ذیل دروازہ اجیرہ لاہور فون نمبر ۴۱۶۱۰۰

۱۰ شریک حکیم حافظ محمد طیب، مطبع فضل شریف پٹنہ، مقام اشتاد بھارت حق چارہ لاہور، مدینہ بازار، ذیل دروازہ اجیرہ لاہور

اس شمائے میں

۳	حضرت قائد المہنت مدظلہ	{ شیعہ، محرم اور مائتی جلوس (ابتدائیہ) }
۱۱	سید امین گیلانی	اچھ کا خندہ لب یاد آیا!
۱۲	حضرت قائد المہنت مدظلہ	دعوتِ فکر اہل قبلہ کون ہیں؟
۵۶	مولانا حافظ محمد الیاس	مدحتِ خلفاء راشدین رضی
۵۷	حضرت قائد المہنت مدظلہ	{ مولانا قاضی شمس الدین "درویش" اور یزیدی ٹولہ }
۱۰۹	بے چین رجپوری	صدیق رضی، عمر، عثمان رضی، علی رضی
۱۱۱	قاری قیام الدین الحسنی	سیدنا حضرت عثمان غنی رضی
۱۱۲	ماسٹر منظور حسین منظمی	{ وفیات [حاجی عبدالقیوم شملوی حافظ محمد سلیمان خان میواتی] }
۱۱۳	حضرت سرور میواتی	مدح صحابہ رضی

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

شیعہ محرم اور مائمی جلوس

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے (حرمت والے ہیں چنانچہ فرمایا۔
 — إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرٌّ ط (سورہ التوبہ آیت ۳۶) یقیناً شمار مہینوں کا جو کہ
 کتاب الہی میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور
 زمین پیدا کئے تھے (اسی روز سے اور) ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)
 اور یہ چار حرمت اور ادب والے مہینے ذیقعدہ ذی الحجہ محرم اور رجب ہیں۔ ان چار مہینوں میں ماہ محرم کی
 خاص فضیلتیں ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم بہ نسبت یہود
 کے حضرت موسیٰ علیہم السلام سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو
 فرعون سے اور محرم نجات ملی تھی۔ اور وہ دریائے قلزم میں غرق کر دیا گیا تھا۔ اس خوشی میں یہود دسویں
 محرم کو روزہ رکھتے ہیں) اس لئے یہود کے تشابہ سے بچنے کے لئے دسویں محرم کے ساتھ ایک دن
 اور نفلی روزہ کا بڑھا لو۔ اور اب تک مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے تحت نو برس
 دسویں محرم یا دسویں گیارہویں محرم کا نفلی روزہ رکھتے ہیں۔ سابقہ امتوں میں اور بھی دسویں محرم کو اہم مقامات
 پیش آئے ہیں اور دسویں محرم اللہ کو ہی مقام کربلا میں حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے
 اور جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے اعزہ و احباب سمیت یزید کے لشکریوں کے
 ہاتھوں شہید ہوئے ہیں اور اپنے دور میں یہ ایک عظیم شہادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نواسے
 نے اپنے موقف حق پر قائم رہتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ حق
 تعالیٰ ان کی شان کے مطابق درجات بلند فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شعبہ اور محرم | اہل تشیع نے امام کربلا کی شہادت کو کچھ زلہ ہی رنگ دیدیا ہے۔ جوہ اس شہادت کو
 مائمی مراسم کی صورت میں مناتے ہیں۔ کالے کپڑے پہننا۔ منہ پیٹنا۔ سینہ کوٹنا۔ بلکہ پتروں اور زنجیروں سے

ماتم کرنا ان کا ایک مذہبی شعار بن گیا ہے۔ اور ان کے دیکھا دکھی ناواقف عوام اہل سنت بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اگر پٹینا ناجائز ہے تو سوگ تو ضروری ہے۔ اس لئے عموماً سنی مسلمان بھی ان دنوں میں نکاح شادی کو ناجائز سمجھتے ہیں اور شرعاً جائز خوشی سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔ اور ان کے اس طرز عمل سے شیعیت کو بھی تقویت ملتی ہے۔ حالانکہ ان مروجہ ماتمی مراسم کا دین اسلام اور شریعت محمدیہ علیٰ صالحہا الصلوٰۃ والتحیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ انحال ماتم بدعت سیئہ اور گناہ ہیں۔

ماتم اور شہادت | اگر یہ ماتمی مظاہرے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی سے ہیں

تو پھر ان سے بھی جو افضل شہادتیں و دروسات میں پیش آئیں تو ان کی وجہ سے بھی ماتم کرتا چاہیے۔ غزوہ بدر میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے فریش تکہ سے لڑتے ہوئے ۱۴ اصحاب شہید ہوئے ہیں اور جنگ بدر کی خصوصیت یہ ہے اس میں صحابہ کرام کی نصرت کے لئے ملائکہ بھی نازل ہوئے ہیں۔ اور انھوں نے باذن اللہ کفار کو قتل بھی کیا ہے۔ جس کا ذکر سورہ انفال میں موجود ہے پھر جنگ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر مصیبت یہ کہ اس جنگ میں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید زخمی ہوئے ہیں۔ اور زندان مبارک بھی شہید ہوئے۔ اس کے بعد بھی صحابہ کرام تمام شہادت نوش کرتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ علی المرتضیٰ کے بھائی حضرت جعفر طیار نے جنگ موتہ میں دوسرے اصحاب کے ساتھ شہادت پائی ہے اور یہ جنگ عیسائیوں کے مقابلہ میں لڑی گئی تھی۔ لیکن سنی ہوں یا شیعہ کیا کسی نے مذکورہ شہدائے اسلام کی شہادت ہر سال ماتم بپا کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام حسین کی شہادت کو ہر سال زیادہ سے زیادہ جوش و خروش سے ماتمی مظاہروں کے ذریعہ منانے کا جذبہ کوئی اسلامی جذبہ نہیں ہے ورنہ ہر سال فقہ بارگاہ سے شہیدوں کا بھی اسی طرح ماتم منایا جاتا۔ بلکہ اس کی نہی کوئی اور ہی جذبہ کار فرما ہے اور ایران کے خمینی صاحب نے اس کا کھلم کھلا اظہار بھی کر دیا ہے۔

ماتم حسین اور خمینی | انقلاب ایران کے بعد خمینی نے محرم میں خطبہ دیا تھا جو ہفت روزہ شیعہ لاہور داربعین نمبر یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء میں حسب ذیل عنوان کے ساتھ شائع ہوا

ہے اور اس کے چند اہم اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت اللہ خمینی کا خطبہ محرم | ماہ محرم الحرام کی مناسبت سے جو خطبہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خمینی نے ارشاد فرمایا اور جسے ہدائے جمہوری اسلامی ایران نے نشر کیا اس کا ترجمہ قارئین کی تندر کرتے ہیں :-

اس زمانے میں جبکہ شیعہ بہت ہی اقلیت میں تھے۔ اب الحمد للہ ہماری تعداد کافی بڑھ گئی ہے مگر دوسروں کے مقابلے میں ہماری تعداد زیادہ نہیں ہے اس مذہب کی بقاء کا راز کیا ہے ہمیں اس راز کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ہماری بقاء کا سب سے اہم راز سید الشہداء کی قربانی ہے۔

(۲) علماء کا وظیفہ ہے کہ وہ مصائب امام حسین علیہ السلام بیان کریں۔ اور عوام کا وظیفہ ہے کہ وہ اپنے باعظمت ہاتھوں سے سینہ زنی کریں۔ یہ ہاتھ جس سے سینہ زنی ہوتی ہے باعظمت ہاتھ ہیں۔ البتہ شرعی حدود کی پابندی ہونی چاہیے۔ مگر عوام اپنا ہاتھ تہ نہ رکھیں۔ ان ہاتھوں سے سینہ زنی کریں۔

(۳) شاید یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف ایک گریہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمارا یہ گریہ سیاسی اجتماعی اور نفسیاتی مسئلہ ہے۔ اگر خود گریہ مقصود بالذات ہے۔ تو پھر تباہی (روئے کی صورت بنانے کا کیا مقصد ہوتا ہے اور ائمہ ہمارے اس گریہ کے محتاج بھی نہیں ہیں کہ ائمہ علیہم السلام نے اس قدر تاکید فرمائی کہ اجتماعات منعقد ہوں اور گریہ ہو۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ یہ گریہ یہ اجتماعات ہمارے مذہب کی حفاظت کرتے ہیں۔ عا شورہ کے دن جو ہمارے جلوں نکلے ہیں ان کے بارے میں یہ خیال ذکر کریں کہ اس کو ہم لانگ مارچ سے تعبیر کرتے ہیں یہ جلوس مارچ میں جو سیاسی تقاضوں کے مطابق ہیں۔

(۴) آپ نے دنیا کی کسی قوم میں ایسی اجتماعی ہم آہنگی دیکھی ہے۔ پاکستان۔ ہندوستان، انڈونیشیا عراق۔ افغانستان جہاں کہیں یہ قوم تہی ہے اس میں یہی ہم آہنگی موجود ہے اور کسی نے ان کو باہم مربوط کیا۔

(۵) سید الشہداء کی مصیبت کے بارے میں جو ہم آہنگی ہم میں پائی جاتی ہے یہ دنیا میں سب سے بڑی سیاسی قوت ہے اور دنیا میں نہایت اہم ترین نفسیاتی قوت ہے۔ اس سے تمام مومنین کے قلوب باہم مربوط ہو جاتے ہیں ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور ہمارے نوجوانوں کو اس نکتے

کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ الخ۔ شیعوں کے نزدیک تھلنی صاحبِ کھنرت امام مہدی کے نائب تھے۔ انھوں نے اپنے خطبے میں صاف طور پر اقرار کر لیا ہے کہ یہ ماتم اور ماتمی جلوس ہماری دنیا میں سب سے بڑی سیبی قوت ہے۔

اسلام اور ماتم | شیعوں کا یہ مروجہ ماتم قرآن، سنت اور آئمہ اہل بیت کے ارشادوں کے تحت بالکل ناجائز اور خلافِ شریعت ہے۔ اس کی تفصیل اور حرمت ماتم کے دلائل کیلئے قارئین حضرات میری ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) سالہ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے۔ (۲) بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسینؑ یہ رد ماتم میں ایک ضخیم کتاب ہے جو اس وقت نایاب ہے۔ اردو میں غالباً رد ماتم کے موضوع پر یہ سب سے ضخیم اور جامع کتاب ہے۔ یہاں رد ماتم میں ہم آئمہ اہل بیت میں سے امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ شیعہ مذہب میں بھی اس ماتم کی کوئی گنجائش نہیں۔ چنانچہ (۱) شیعہ مذہب کی معتبر کتاب جلاء العیون میں ہے :- ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا۔ اے فاطمہ جب میں مرجاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا۔ اور اپنے گیسو پر نشان نہ کرنا۔ اور واویلا نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنے والیوں کو نہ بلانا۔ (جلاء العیون اردو) مترجم اردو حصہ اول ص ۶ مطبوعہ لکھنؤ و مطبوعہ لاہور ص ۱۱۲

(۲) امام حسینؑ کی آخری مصیبت | جناب سید الشہداء امام حسینؑ علیہ السلام نے کربلائے معلیٰ میں اپنی ہمیشہ حضرت زینب علیہا السلام کو فرمایا کہ :- اے بہن جو میرا حق تم پر ہے اسی کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پٹینا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا کہ تم فاطمہ زہراؑ کی بیٹی ہو۔ جیسا انہوں نے پیغمبر خدا کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا۔ تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا۔ (ایضاً جلاء العیون مترجم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۸۲ باب قضا ہائے کربلا و ایضاً طبع لاہور ص ۱۸۱)

(۳) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان الصبر والبلاء یتبعا ان الی المؤمن فیا تہ

الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبْرٌ وَإِنْ الْجَزَعُ وَالْبَلَاءُ رِيَّتَبْتَقَانِ إِلَى الْكَافِرِ فَيَأْتِيهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَزَعٌ
 رَفُوعٌ كَافِي جِلْدَاوَل ص ۱۲ :- امام جعفر صادق نے فرمایا کہ صبر اور مصیبت دو نومومن کی طرف
 آتے ہیں۔ پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرنے والا ہوتا ہے اور جزع اور مصیبت کافروں کی
 طرف آتے ہیں تو وہ جزع کرتے والا ہوتا ہے۔

(۴۴) عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا الْجَزَعُ قَالَ أَشَدُّ الْجَزَعِ الصَّلَاحُ
 بِالْوَيْلِ وَالْعَوِيلِ وَلَطَمُ الْوَجْهِ وَالصَّدْرُ وَجْزُ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَصِي وَمِنْ أَقَامِ
 النَّوَاحِي فَقَطَّ تَرَكَ الصَّبْرَ وَآخَذَ فِي غَيْرِ طَرِيقَةٍ (فروع کافی جلد اول ص ۱۲) راوی نے
 امام محمد باقر سے پوچھا کہ جزع کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ سخت جزع زور سے چیخنا اور چلنا۔ منہ اور
 سینہ پیٹنا اور پیشانی کے بال اکھاڑنا۔ اور جن نے نوحہ کی مجلس قائم کی اس نے صبر چھوڑ دیا اور
 اسلام کے راستہ کے خلاف چلا۔ قرآن حکیم میں مومنین کو صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور
 إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت صابرین کے
 ساتھ ہوتی ہے اور مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ جزع فزع کرنا اور منہ پیٹنا اور
 اور سینہ کوٹنا وغیرہ افعال ماتم صبر کے خلاف ہیں۔ اگر صبر ہے تو جزع ماتم نہیں ہوتا اور جزع
 ماتم ہے تو یہ صبر کے منافی ہے۔ لہذا مروجہ ماتم خلاف شریعت ہیں۔ اور رحمت خداوندی
 سے محرومی کا ذریعہ ہیں۔

(۵) سورۃ الممتحنہ کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن عورتوں
 کی بیعت کا حکم ہے۔ اور اس آیت کے تحت مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول دہلوی نے قرآن کے
 حاشیہ میں لکھا ہے کہ — کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب جناب سول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو مردوں نے بیعت کی۔ پھر عورتیں بیعت کرنے آئیں
 تو خدا نے یہ پوری آیت نازل فرمائی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ بِمَا يُغْنِيَنَّكَ الْآيَةُ
 اس وقت پہنچنے والے تو یہ کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو جبکہ وہ چھوٹے تھے پرورش کیا اور جب وہ بڑے
 ہوئے تو آپ نے قتل کر ڈالا اور ام الحکم بنت حارث بن ہشام نے عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح
 میں تھی۔ یہ عرض کی کہ وہ سکی جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس میں آپ

کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچہ نہ مارو۔ اپنے منہ نہ ٹوچو۔ اپنے بال نہ کھولو۔ اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو۔ اور ہاتھ واٹے کر کے نہ روؤ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی باتوں پر جو آیت و حدیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی۔ (ترجمہ مقبول۔ استقلال پریس لاہور بار پنجم تعداد ایک ہزار) اور ترجمہ مقبول طبع چہارم ۱۹۵۲ء دنا شرافتخار ربک ڈپو کراچی نگر لاہور میں بھی مذکورہ روایت درج ہے لیکن بعد میں افتخار ربک ڈپو لاہور نے ہی جو ترجمہ مقبول چھپوایا ہے اس کے حواشی میں یہ روایت درج نہیں کی۔ حالانکہ یہ حدیث فروغ کافی میں بھی ہے اور تفسیر قمی میں بھی۔ اور ترجمہ مقبول طبع دہلی میں تو وہ تقریبات لکھی ہیں جن میں بڑے بڑے شیعہ مجتہدین نے مولوی مقبول احمد کے ترجمہ قرآن کی تائید و تحسین کی ہے۔ بہر حال مذکورہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ سرپٹنے کے علاوہ بوجہ سوگ کے کالے کپڑے پہنتے سے بھی منع فرما دیا ہے۔ اور اس سے پہلے منقولہ روایات شیعہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اہل تشیع نے جن افعال ماتم کو جائز اور بلکہ ضروری عبادت قرار دیا ہے حقیقتاً یہ ان کی مذہبی روایات کی بناء پر بھی خلاف صبر۔ ممنوع اور حرام ہیں۔

یہ ماتمی جلوس جب حسب روایات شیعہ یہ مراسم ماتم ہی جائز نہیں تو ماتمی جلوس نکالنا کیوں کر جائز ہو جائے گا۔ لیکن حیرت ہے کہ محرم اور محرم کے ایام میں پاکستان بھر میں ہزار ہا ماتمی جلوس برآمد ہوتے ہیں۔ نہ صرف شاہراہوں بلکہ تنگ گلی کوچوں میں بھی۔ بلکہ مسلمانان اہل سنت والجماعت کے گھروں بلکہ دینی مدارس اور مساجد کی گلیوں میں بھی شیعہ ماتمی جلوس نکالتے ہیں۔ عقائد کے علاوہ سنی و شیعہ تصادم کا بڑا سبب یہی ماتمی جلوس ہیں اور یہ جلوس مذہبی تو ہیں نہیں کیوں کہ کتاب سنت اور اقوال ائمہ سے ان کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے ظاہر یہ مذہبی جلوس ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً یہ سیاسی جلوس ہیں چنانچہ شیعہ امام خمینی کے منقولہ بالا خطبے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایران کے خمینی کے نزدیک یہ ماتمی جلوس دراصل سیاسی جلوس ہیں اور شہادت حسین کے عنوان سے یہ سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور پاکستان میں شیعوں کی منظم طاقت واحد مؤثر ذریعہ ہیں حتیٰ کہ مارشل لاء میں دوسرے سیاسی جلوسوں پر پابندی لگا دی

جاتی ہے لیکن شہادتِ حسینؑ کے نام پر یہ سیاسی مائمی جلوس بھی برآمد کرائے جاتے ہیں۔ اور جہاں فوج کی ضرورت ہوتی ہے وہاں فوج بھیج دی جاتی ہے اور مقصد یہی بتاتے ہیں کہ ملک میں امن و امان قائم کرنا ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ یہ مائمی جلوس ہی تو سنی شیعہ تھنادم کا واحد ذریعہ ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ملک میں کسی طرح بھی امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ تو امن کی تباہی کو دعوت دیتے ہیں۔ سنی شیعہ مذہبی تصادم سے ملک و ملت کو بچانا مطلوب ہے تو ان مائمی جلوس پر مکمل پابندی لگا دیں۔ نہ رہے بالسن نہ بچے بانسری۔

سنی مساجد کا احترام کیوں نہیں اپنے ائمہ اہل بیت کے ارشادات کے خلاف اگر شیعہ مروجہ مائمی پر مصر ہیں تو زیادہ سے زیادہ ان کیلئے یہ گجائش دی جاسکتی ہے کہ مراسمِ ماتم کو اپنے امام باروں تک محدود رکھیں۔

لیکن اب تو یہ ہو رہا ہے کہ اہل سنت کے گھروں کے سامنے کھڑے ہو کر زور شور سے ماتم کیا جاتا ہے۔ نوے الاپے جاتے ہیں اور سنی اپنے مذہب کے خلاف اس مظاہرے کو بدداشت سمجھتا ہے۔ اور اس سے زیادہ ظلم یہ کہ سنی مساجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر شد و مد ماتم کرتے ہیں اور طرفہ یہ کہ پولیس یا فوج ان مائمی جلوسوں کی حفاظت کرتی ہے۔ حالانکہ یہ احترام مسجد کے خلاف ہے اور سنی مسلمانوں کے مذہب میں صریح مداخلت ہے۔ یہ تو کسی پہلو سے شیعوں کا حق نہیں ہے کہ وہ سنی مساجد کی گلی میں ان افعال کا مظاہرہ کریں جو اہل سنت کے نزدیک شرعاً ممنوع ہیں حکومت نہ اس قسم کے مائمی جلوسوں کے روٹ بدلتی ہے نہ شیعہ بالکل خاموشی سے سنی مساجد کے سامنے سے مائمی جلوس گزارتے ہیں۔

جھنگ اور چکوال میں فوج کا کنٹرول مولانا تھقی نواز صاحب جھنگوی مرحوم کی شہادت کے بعد تو جھنگ کے حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔

کتنے قتل ہوئے اور کتنے زخمی اور کتنے لوگ گھروں کو چھوڑ کر دوسرے مقامات پر منتقل ہو گئے ہیں۔ اور اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ یکم محرم سے پہلے ہی فوج نے جھنگ کا کنٹرول سنبھال لیا ہے اور چکوال میں مائمی جلوس ۷ محرم اور ۸ صفر کو ہر سال مدنی جامع مسجد کی تنگ گلی سے گزرتا ہے۔ اور تین چار مرتبہ اس سے پہلے فوج بھی آچکی ہے۔ اب ۷ محرم کو مائمی جلوس کے لئے پھر فوج

اُسی ہی ہے فوجی افسر شہر کا معاشرہ کر چکے ہیں۔ ہمارا اصل مطالبہ تو یہ ہے کہ ۷ محرم اور ۷ صفر کے مابین جلوس کا روٹ تبدیل کر دیا جائے۔ تین کمشنر اپنے اپنے وقت میں روٹ تبدیل کرنے کی پُر زور سفارش کر چکے ہیں لیکن کوئی پذیرائی نہیں ہوئی۔

دوسرا مطالبہ ہمارا وقتی طور پر یہ ہے کہ شیعہ مابین جلوس مسجد کی حدود میں خاموشی سے گزر جائے نہ نوحہ ہو نہ ماتم۔ دیکھتے کیا ہوتا ہے۔

اسی طرح دس محرم کو جامع مسجد گنبد والی جہلم کے سامنے سے شیعہ مابین جلوس نکلتا ہے حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خطیب جامع مسجد گنبد والی سا اہل سال سے روٹ کی تبدیلی کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن سیاسی حکومتیں اہل سنت کے حقوق کا کوئی تحفظ نہیں کرتیں ان مابین جلوسوں کے لئے پولیس اور فوج کی وجہ سے کتنا قوم و ملک کا خرم چہ آتا ہے۔ کاروبار معطل ہو جاتا ہے۔ سرکاری دفاتر بیکار نظر آتے ہیں۔ انتظامیہ کیلئے یہ دن نہایت ہی پریشان کن ہوتے اور عوام و خواص کا سکون اڑ جاتا ہے کئی مقامات پر مابین جلوسوں کی وجہ سے شکیں تصادم ہو چکے ہیں۔ نہ شیعہ مانتے ہیں نہ ہی حکومت حل مشکلات کے لئے کوئی مؤثر اور مضبوط اقدام کرتی ہے۔ صدر اور مرکزی اور صوبائی وزراء میٹنگیں بلا کر وعظ کر دیتے ہیں۔ پاکستان کے کڑوڑوں مسلمان منتظر ہیں کہ اہل سنت کا مطالبہ کب منظور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ ملک ملت محفوظ رہیں اور پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان بن جائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا لَبَدَا

خادم اہلسنت منظر حسین فخری

یکم محرم ۱۴۱۰ھ

اس کا خدہ لب آیا

وہ شہ پاک نسب یاد آیا
دل کی ٹھنڈک کا سبب یاد آیا
اُن کا رب سے ہے تعلق کتنا
کلمہ اُن کا بتوں نے بھی پڑھا
چاند کو تکتا رہا میں شب بھر
جب بھی پو پھٹنے کا منظر دکھا
رکھ کے سر سجدے میں اُمت کے لیے
علم کے شوق میں جو بھی نکلا
یاد تھا کس کو ادب انساں کا
رہے جب ناگیں پڑھیں پہلے درد
اُن کا در چھوڑ دیا ہے ہم نے
بچکیاں بندھ گئیں روئے اروتے
میں ہوا شرم سے پانی پانی

اپنے کردار پہ شرم آئی امین
جب مجھے اپنا نسب یاد آیا

دعوتِ فکر اہلِ قبلہ کون ہیں؟

قائدِ اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظهر حسین صاحب مدظلہ

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو شخص اسلام کا اقرار کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے
 اے وہ مسلمان ہے اور اس کو کافر نہیں قرار دے سکتے۔ جب علماء اسلام نے مرزا قادیانی دجال و
 کذاب کی اس کے دعویٰ نبوت کی بنا پر تکفیر کی اور اس کے پیروکاروں یعنی قادیانی اور لاہوری
 مرزائیوں کو کافر قرار دیا تو مرزائیوں نے یہی سوال اٹھایا کہ چونکہ ہم اہل قبلہ ہیں اور قبلہ کی طرف منہ
 کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اہل سنت و الجماعت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں قرار
 دیا جاسکتا اور اس سلسلے میں انہوں نے امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شرح فقہ اکبر سے یہ
 قول پیش کیا کہ: لَمْ نَكْفِرْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ۔ یعنی ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔
 قادیانیوں نے مقدمہ بہاول پور (۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۵ء) میں اپنے حق میں یہی حوالہ پیش کیا تھا تو اس کا
 جواب شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم
 نے عدالت میں یہ دیا کہ: — یہ مسئلہ جو مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر اہل نہیں اس کے معنی
 حسب تصریح علماء یہ ہیں کہ کل متواترات اور ضروریات دینی پر ایمان رکھتا ہو۔ گویا اہل قبلہ کا لفظ
 ایک عنوان ہے (بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ردالمحتار یعنی شامی اور شرح فقہ اکبر)۔ (حجۃ شرعیہ ص ۱۴۹)
 ناشر مکتبہ تحفظ ختم نبوت ملتان) اور اس سلسلہ میں علامہ انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ: حسب تصریح و
 اتفاق علماء اہل قبلہ کے یہ معنی نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے چاہے اسے عقائدِ اسلامیہ
 کا منکر ہو۔ قرآن نے منافقین کو تمام کفار سے بدتر کافر ٹھہرایا ہے حالانکہ وہ نہ صرف قبلہ ہی کی طرف
 منہ کرتے بلکہ تمام ظاہری احکام کو ادا کرتے تھے — اور یہ جو مسئلہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر

جائز نہیں اس کی مراد یہ ہے کہ کافر نہیں ہوگا جب تک علامات کفر اور کوئی چیز موجب کفر میں سے نہ پائی گئی ہو الخ (ایضاً حجت شرعیہ ص ۱۵۳) حضرت محدث کشمیریؒ نے اپنے اسی بیان میں فرمایا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ جب کلمہ کفر کسی تاول کے ساتھ موجب کفر کہا جائے تو کفر نہیں ہے، جواب یہ ہے کہ اس میں تصریح فقہاء سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔ فقہاء و متکلمین کی تصریحات موجود ہیں کہ تاول اس کلام اور اس چیز میں مانع تکفر ہو سکتی ہے جو ضروریات دین سے نہ ہو لیکن اگر کوئی ضروریات میں تاول کرے اور اجتماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نئے معنی تراشے تو بلاشبہ اسے کافر ہی کہا جائے گا۔ یہ قرآن مجید الحاد کہتا ہے اور حدیث نے اس کا نام زندیق رکھا ہے الخ (ص ۱۵۵)

ملعہ فکر یہ (ایک پمفلٹ) | گزشتہ آیام میں یکم جون بروز جمعہ یہاں ہمارے پڑوس کے ماہابڑ
مہاجرین میں دن کو ایک شیعہ مجلس منعقد ہوئی تھی جس میں آخری
تقریر شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو (مقیم سرگودھا) کی تھی۔ ان کی تقریر کے دوران ایک
پمفلٹ بنام اہل اسلام و پاکستان کے لیے لمحہ فکر یہ تقسیم کیا گیا۔ اس پمفلٹ میں جو کچھ لکھا ہے ڈھکو
مجتہد نے وہی اپنی تقریر میں کچھ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پمفلٹ لکھنے والے خود
ڈھکو صاحب ہی ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس پمفلٹ میں انہوں نے "سپاہ صحابہ" کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ: گاہ بگاہ ملک میں سیاسی زعمار اور مذہبی علماء کا قتل بھی اس گھناؤنی سازش کی ایک کڑوی
ہے۔ دشمن نے اسی مذموم مقصد کے تحت کچھ عرصہ پہلے اہل حدیث کے نامور عالم مولانا احسان الہی ظہیر
اس کے بعد شعیان حیدر گڑار کے محبوب قائد حضرت مولانا سید عارف حسین الحسینی اور اب دیوبندی مکتب فکر
کے مولوی حق نواز جھنگوی کو قتل کرایا جس کی ہم پُر زور مذمت کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ تشدد کی سیاست کے قائل
ہیں اور نہ ہی اس پر عامل اور نہ ہی اسے کسی مسئلہ کا حل جانتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پہلے دونوں حادثات
سے دشمن جو مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا اس میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ اہل حدیث اور شیعہ حضرات نے
جوش میں آکر ہوش کے خلاف کوئی کام نہیں کیا حالانکہ تاحال نہ ان کے قائل گرفتار ہوئے اور نہ ہی اپنے
کیفر کردار کو پہنچے مگر آخری واقعہ سے دشمن اپنے مقصد یعنی داخلی انتشار اور افراتفری پھیلانا ملک کو کمزور کرنے
میں کامیاب ہو گیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انہیں سپاہ صحابہ کے ذمہ دار افراد دشمن کی چال کو سمجھتے اور اسے
ناکام بنانے کی کوشش کرتے اور جوش میں آکر ہوش کا دامن نہ چھوڑتے مگر افسوس کہ وہ ایسا نہ کر سکے اور

اپنی نامعلوم مصلحتوں کے تحت ہر وہ کام کر رہے ہیں جو دشمن ملک و ملت کی تباہی و بربادی کے لیے کرنا چاہتا ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ موصوف کے پسماندگان قانون کو ہاتھ میں لے کر اس کی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور بلا بینہ (یعنی شہادت) اور برہان (یعنی دلیل) اسلام کے ایک مقتدر اور مسلم اسلامی فرقہ کو نشانہ بنا کر اس کے خلاف نہ صرف کفر کا برطانوی دسے ہے ہیں بلکہ ان کی مساجد امام بارگاہ اور ان کے گھروں اور دکانوں کا گھیراؤ جلاؤ کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود شیعیان حیدر کرار چونکہ ملک و ملت کے حب دار اور وفا دار ہیں (کیونکہ اس کے معمار ہیں) اس لیے وہ ملکی و ملی مفاد کی خاطر سب کچھ خاموشی سے برداشت کر رہے ہیں یا زیادہ سے زیادہ حملہ آوروں کا دفاع کر رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کھلم کھلا جوابی کارروائی کے لیے گھروں سے باہر نکل آئے تو حالات بے قابو ہو جائیں گے اور ملک و ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ مزید برآں یہ آگ جلتی پر تیل چھڑکتے ہوئے گلیوں کو چوں میں اور جلسوں جلوسوں میں انتہائی دلازار نعرے بازی کر رہے ہیں مزید برآں ان کے زخموں میں نمک پاشی کرتے ہوئے تحریری طور پر انتہائی زہریلے قسم کے اشتہارات، پمفلٹ اور ہینڈ بزدھڑا دھڑا شائع کر کے تقسیم کر رہے ہیں جن میں "ایک منزل دو مسافر"، "رشدی اور غمی" نامی ٹریکیٹ بھی شامل ہے جن میں بعض زندہ اور مرحوم شیعہ علماء کی کتابوں سے ادھوری عبارتیں نقل کر کے فضا کو مزید کدھر کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ایک خاص گہری سازش کے تحت شیعیان علی کو منکر صحابہ قرار دے کر ان پر قوی کفر کی مشق کی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ یعنی نہ تو شیعیان علی صحابہ کے منکر ہیں اور نہ ہی انکار صحابہ کوئی باعث کفر فعل ہے بلکہ حقیقت اس پر یہ ہے کہ حضرات شیعہ شیخ رسالت کے پروانوں اور فلک نبوت کے ستاروں (یعنی صحابہ کرام کی عظمت کے معتقد ہیں اور ان پر یہ بالکل غلط الزام ہے کہ وہ تین چار صحابہ کے علاوہ باقی سب کے منکر ہیں بلکہ وہ تمام اصحاب با دفا اور ارباب ربہ و اتقا کے بدل و جان معتقد ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کو حرد جان اور جزو ایمان جانتے ہیں۔ اور اگر بغرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ شیعہ تمام اصحاب کو نہیں مانتے تو اس سے بھی ان کے اسلام و ایمان میں کوئی خلل نہیں پڑتا کیونکہ خود اہل سنت کے اصولوں کے مطابق صحابہ پر ایمان لانا نہ ایمان محمل میں داخل ہے اور نہ ایمان مفصل میں، جیسا کہ کئی روٹی سے لے کر بخاری شریف تک تمام مذہبی کتابیں اس پر گواہ ہیں۔

اہل سنت کی اکثریت کا نظریہ ہے کہ سب صحابہ سے افضل حضرت ابو بکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ ہیں مگر امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ ان کی خلافت کا منکران پر سب و شتم کرنے والا بلکہ ان کا قاتل بھی فاسق و فاجر ہے مگر کافر نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۶ طبع دہلی)

جب افضل اصحاب کا قاتل کافر نہیں ہے تو صرف عام صحابہ کا منکر کیونکر کافر ہو سکتا ہے شیعہ بے شک اصحابِ ثلاثہ کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلفاء برحق نہیں مانتے (کیونکہ شیعوں کے نزدیک نبی خاتم کے حقیقی جانشین ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں لیکن وہ ان پر سب و شتم کرنے کو روا نہیں جانتے کیونکہ شیعوں کے مذہب میں اللہ کے اس فرمان لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ..... کافروں کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ صحابہ کرام۔ یہ لوگ انہی لوگوں کی باقیات میں جنہوں نے ہندوؤں کی کانگریس کی آغوش میں بیٹھ کر بانی پاکستان قائد اعظمؒ کو کافر اعظم کہا تھا۔ اور یہ انہی لوگوں کی یادگار میں جنہوں نے کل ایمان حضرت علی علیہ السلام کے والد محسن اسلام ابو طالبؓ عمران پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا بلکہ یہ انہی گستاخ مفتیوں کی نسل سے ہیں جنہوں نے بانی اسلام کے والدینؓ کو بھی کافر ٹھہرایا۔ ان لوگوں نے پاکستان بنانے کی مخالفت کی تھی اور جب خدا نے ان کی ناک کو گرگڑتے ہوئے

پاکستان بنا دیا تو آج ان کی ذریت اس کی بقا اور اس کی سالمیت کی مخالفت کر رہی ہے اور اپنے غیر علی آقاؤں کے اشاروں پر ناپچھے ہوئے شیعوں کو کافر اور اہل سنت کو مشرک کہہ کر تفریق بین المسلمین کر کے اس کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ حالانکہ شریعت اسلامیہ میں کسی کلمہ کو کافر قرار دینے سے بڑھ کر کوئی سنگین جرم نہیں ہے۔ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا	من صلی صلوٰتہ واستقبل قبلتہ واکل
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہماری غازیٹھ	ذبیحتہ فقال المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ
ہمارے قبلہ کی طرف منکرے اور ہمارے ذبیحہ کو	وذمۃ رسولہ۔ (بخاری شریف پ ۲ ص ۱۳)
کھائے وہ مسلمان ہے اس کے لیے خدا اور رسول	باب فضل استقبال القبلة۔ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱

کتاب الایمان (کاذمہ اور عہد ہے۔)

برادرانِ اسلام! اہل سنت کے امام اعظمؒ فرماتے ہیں
انا لا نکفر احداً من اهل القبلة | ہم قبلہ رو ہو کر ناز پڑھنے والے کسی بھی شخص کو

کافر نہیں کہتے۔ (شرح فقہ الکبرا)
 صاحبانِ انصاف! غور فرمائیں کہ امام اعظم کے گرانقدر فتویٰ کے بالمقابل کسی کچی پکی روٹی کے پڑھے
 ہوئے مفسد ملاں کے مفسد از فتویٰ کی کیا حیثیت ہے اسی طرح اہل سنت کے ذمہ دار علماء کبار
 کے فتوؤں کے انبار موجود ہیں کہ شیطان حیدر کرار مسلمان ہیں۔

① بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رقم طراز ہیں:

الصحيح عند الحنفية ان الروافض ليس بكفار (شرح سلم النبوت) | حنفیہ کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ روافض
 کافر نہیں۔

② علامہ عبد الحمی لکھنوی لکھتے ہیں۔ تبراہی شیعہ کافر نہیں گو سب صحابہ کرتے ہوں۔ وہ فاسق ہیں۔
 کافر نہیں۔

③ علامہ وحید الزماں رقم طراز ہیں۔ ایمان فقط اقرار کا نام ہے۔ پس جس نے اللہ کی توحید اور رسول
 کی رسالت کا اقرار کیا پس اس پر احکام اسلام دنیا میں جاری کیے جائیں گے اور اس پر کفر کا
 حکم نہیں لگایا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۲۱۸)

④ مولانا شفاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔ شیعہ اور سنی میں اختلاف شدید ہے لیکن اجمالی طور پر اصولی
 اتفاق بھی ہے۔ مثلاً کلام اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق دونوں فرقے
 کرتے ہیں۔ پس اس اصول اتفاق کی وجہ سے میل ملاپ جائز ہے۔ (اخبار المحدثین امرتسر)

مجر ۲۳ جون ۱۹۲۲ء

اس پمفلٹ کے ٹائٹل پر لمحہ فکریہ کے نیچے یہ لکھا ہے۔ مشکیش۔ انجمنِ مجاہدین اسلام و پاکستان
 تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان۔ وفاقِ علمائے شیعہ پاکستان

مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو مجتہد نے یکم جون کو امام بارگاہِ ماجہرین میں

جو تقریر کی ہے اس میں بھی وہی باتیں ہیں جو لمحہ فکریہ میں ہیں۔ ان کی

تقریر کے اقتباسات

تقریر کی کیٹ کے ضروری اقتباسات حسب ذیل ہیں:

① آج مسلمانوں کو کافر بنانا ہمارا محبوب غلہ بن گیا ہے۔ بات بات پر کافر۔ ہر چیز پر کافر۔ نہ کوئی
 اصول اختلاف نہ فردی اختلاف۔ کسی بات پر ذرا جھگڑا ہو جائے تو کفر سے نیچے ہم سے پاس کوئی

فتویٰ نہیں ہے۔ اگرچہ مولوی صاحبان کے کفر کے فتوؤں سے کوئی بھی دنیا کا مسلمان نہیں بچتا۔ یقیناً سب سے بڑھ کر آج اس فتوے کا نشانہ ہماری قوم اور ملت مسلمہ جعفریہ کو بنایا گیا ہے۔ دیواروں پر دیکھ لو تو یہی نظرائے گا کہ کافر کا فرشتہ کافر — میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ذرا یہ تو بتاؤ کہ ہم پر نازلہ کرانے کا سبب کیا ہے۔ یہ کافر کا فرک کی رٹ لگانے کا باعث کیا ہے؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ہم آل محمدؐ سے محبت رکھتے ہیں، ان سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آل محمدؐ کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ اگر وہی وجہ ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس لیے کرتے ہیں کہ خالق نے محمد و آل محمدؐ کی محبت کو عبادت قرار دیا ہے۔ ایک بتا دو مجھے پوری بھری ہوئی کائنات میں ایسی ہستی کہ جن سے محبت کرنے کو نبی نے ایمان کہا ہو اور جس سے بغض اور لفاق رکھنے کو نبی نے کفر قرار دیا ہو۔ آفتاب قیامت کے ابھرنے تک کتابوں کا مطالعہ کرتے رہو۔ آفتاب قیامت کو مغرب کی جانب سے ابھرائے گا لیکن ایسی ہستی ہمارے پہلے امام کے سوا اور نظر نہیں آئے گی۔ اگر آج اس علی کی محبت کا نام کفر ہے تو پھر دنیا مجھے بتائے کہ مسلمان بننے کا طریقہ کیا ہے۔

۲ میں کہتا ہوں شیعہ اصحاب کو مانتے ہیں۔ کون ان کو نہیں مانتا جو پیغمبر کی بارگاہ میں بیٹھتے تھے، اٹھتے تھے۔ ہم ان کو مانتے ہیں اور اگر یہ مقصود ہے کہ نہیں۔ ان کو پیغمبر کا جانشین مانا جائے تو گستاخی معاف میں کہوں گا یہ بات پیغمبر بھی نہیں مانتے۔ خدا ان کو نہیں مانتے کیونکہ خدا کا لا شریک ہے۔ پیغمبر خاتم الانبیاء ہیں۔ ان کے بعد نبی نہیں۔ نبی ان کو نہیں مانتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہو کہ تم ان کو پیغمبر کا جانشین مانو۔ تو میں عرض کروں گا کہ ہم وہی عقیدہ رکھیں گے جو پیغمبر رکھتے تھے۔ اگر ہم سے یہ منوانا چاہتے ہو ہم مان لینے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ پر پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ جن کو تم منوانا چاہتے ہو پیغمبر بھی ان کو اپنا جانشین مانتے تھے۔ اور اگر یہ دعویٰ ہے تو پھر خلافت نصی بن جائے گی۔ ایک طرف اجماع اور شوریٰ کو مانتا ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ پیغمبر مانتے تھے نہ منواتے تھے نہ فرماتے تھے۔ بعد میں لوگوں نے اجماع کر کے مشورہ کر کے منوایا۔ پیغمبر نہیں ملتے تھے تو ہم سے کیوں منواتے ہو۔

۳ نہ ہم مولا علی کو بڑھاتے ہیں اور نہ معاذ اللہ صحابہ کرام پر ہم سب کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ لا تسبوا الدین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً للغير علم۔

سورۃ الانعام رکوع ۱۳ آیت ۱۰۸) جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو خدا مانتے ہیں۔ بتوں کو معبود و معبود مانتے ہیں ان کو بھی گالی مت دو ورنہ وہ مذہب میں آکر حد سے بڑھ کر غلط روی اختیار کریں گے اور تمہارے سچے خدا کو گالیاں دینے لگ جائیں گے جس کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔ تو جس مذہب میں جس اسلام میں جس شیعہ مسلک میں نہ بتوں کو گالی دینا روا ہو نہ بتوں کے پیار یوں کو گالی دینا روا ہو کوئی عقل کے ناخن لے کر مجھے بتائے کہ اس مقدس مذہب میں معاذ اللہ پیغمبر خاتم کے صحابہ کرام کو گالی دینے کا تصور بھی کوئی کر سکتا ہے۔

۴ چلو جی۔ پھر کہا جاتا ہے کہ ٹھیک ہے صحابہ کرام کے منکر نہیں۔ صحابہ کرام کو صحابہ مانتے ہیں۔ پر یہ تو قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ قرآن کی تحریف کے قائل ہیں۔ اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر کہو۔ آج تک آپ نے اپنی پوری زندگی میں کوئی اس میں پائے دے قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن دیکھا ہے۔ کوئی پڑھا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے۔ سستی ہو یا شیعہ اسی قرآن کو پڑھاتے ہیں۔ اسی قرآن کو یاد کرتے ہیں تو اسی قرآن کا ایک کو قائل اور دوسرے کو منکر بنانے کا جواز کیا ہے؟ — لے لے کے ان کے پاس ہماری دو چار روایتیں ہیں کہ فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے کہ یہ آیت پیغمبر کے زمانے میں یوں پڑھی جاتی تھی آج یوں پڑھی جاتی ہے — پیغمبر کے زمانے میں اس آیت کے بعد یہ آیت تھی آج وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اگر ان دو چار روایتوں کی بنا پر جو ہماری بعض کتابوں میں پائی جاتی ہیں اگر منکر قرآن قرار دینا ہے تو پھر لازم آتا ہے کہ اس آسمان کے تلے اور اس زمین سے اوپر تشریف فرما میں سے کوئی بھی اسلام کا قائل نہیں کیونکہ جو روایتیں ہماری کتابوں میں ہیں ہماری اصول کافی یا فضل الخطاب میں ہیں اس سے دس گنا زیادہ روایتیں تفسیر القان۔ تفسیر درمنثور۔ تفسیر ابن جریر میں ہیں۔ اگر ان سے دس گنا روایتیں کہ یہ سورت اتنی آیتوں کی تھی آج اس کا چوتھا حصہ بھی نہیں ہے پہلے یہ سورت جو تھی تین آیتوں کی تھی آج وہ بھی نہیں ہے۔ آج اس کا عشر عشر بھی نہیں ہے۔ اگر ان روایتوں کے باوجود ہمارے ایمان بالقرآن میں کوئی خلل نہیں آتا تو ان روایتوں کی وجہ سے ہمیں کیوں منکر قرآن قرار دیا جاتا ہے۔ اگر وہ روایتیں آپ کے نزدیک معتبر نہیں ہیں تو ہمارے نزدیک بھی معتبر نہیں ہیں۔ اگر اپنی روایتوں کی آپ تاویل کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جبرئیل اس کی تفسیر یوں لایا تھا تاویل یوں لایا تھا تو ہم کہتے ہیں کہ ہماری روایتوں میں بھی تاویل کرنی پڑے گی تو جو جواب آپ اپنی روایتوں

کا دیں گے ہماری رواتیوں کا بھی وہی جواب سمجھ لیں۔

۵ میرے الفاظ نوٹ کر لو۔ کیا شیعہ مذہب آج کی پیداوار ہے۔ یہ کوئی چودھویں صدی کی پیداوار ہے یہ ہمارے برادر اسلامی کے چار اماموں کے زمانے میں بھی شیعہ مذہب موجود تھا۔ امام اعظم، امام مالک امام شافعی، امام احمد بن حنبل ہمارے جتنے اسلامی برادری کے لوگوں میں کوئی دیوبندی ہے کوئی بریلوی ہے کوئی اہل حدیث ہے کوئی کسی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نفی نقطہ نظر سے ان چار مذاہب سے کوئی خارج نہیں۔ پانچواں مکتبہ فکر ہمارا ہے۔ ائمہ اہل بیت کو ہم امام مانتے ہیں تو میں جو عرض کر رہا ہوں کہ یہ مذہب شیعہ ہمارے بھائیوں کے چار اماموں کے زمانے میں بھی تھا یا بعد میں پیدا ہوا۔ یقیناً ہر پڑھے لکھے آدمی کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ فرقہ اشاعہ شریہ صرف ائمہ اربعہ کے زمانے میں نہیں بلکہ پیغمبر کے زمانے میں بھی موجود تھا۔ پاکستان میں امام اعظم کو ماننے والے سنی مسلمان کہتے ہیں کیونکہ بریلوی بھی امام اعظم کو مانتے ہیں دیوبندی بھی امام اعظم کو مانتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ مرزا بھی امام اعظم کو مانتے ہیں۔ لہذا پاکستان کے اندر سب سے زیادہ پیروکار حضرت امام اعظم کو اپنا امام مانتے ہیں۔ امام اعظم کا فتویٰ ان کی کتاب شرح فقہ اکبر مطبوعہ دہلی ص ۸۷ کے اوپر موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ امام نے کوئی نہیں فرمایا کہ ہاتھ باندھ کر پڑھے یا کھول کر، سینہ پر باندھے یا ناف پر باندھے، دو رکعت پڑھے یا چار رکعت پڑھے۔ جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے امام اعظم کہتے ہیں ان کو کافر کہنا میرا مذہب نہیں۔

۶ اگر ملک کو بچانا ہے تو سنی شیعہ کو لڑانے والا خدا کے لیے آج ایک بن جاؤ۔ آج نصرانی آج یہودی، آج ہندو، آج سکھ آج ساری کافر طاقتیں اگر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے متحد ہو سکتی ہیں تو پھر مسلمان جس کا خدا ایک جس کا مصطفیٰ ایک۔ جس کا اسلام ایک، جس کا قرآن ایک، مل کر اسلام کو بچانے کے لیے ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ مولوی صاحبان کہہ دیں گے کہ جی ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اتحاد اور ہوتا ہے ادغام اور ہوتا ہے۔ ادغام تو یہ ہے کہ یا سائے شیعہ سنی بن جائیں یا سائے سنی شیعہ بن جائیں اور اتحاد ہوتا ہی یہ ہے کہ دو طاقتیں اپنا تشخص اپنی انفرادیت کو بحال رکھیں۔ سنی سنی ہے شیعہ شیعہ ہے اور پھر جن باتوں پر اتفاق ہے ان کو اتحاد کی بنیاد بنایا جائے اور جن باتوں میں اختلاف ہے ان کو چھوڑا جائے۔ تو کم از کم خدا تو ایک ہے سب کہتے ہیں لا الہ الا اللہ۔ سب پڑھتے ہیں محمد رسول اللہ اور اس کو

بنیاد اتحاد بناو۔ اگر اختلاف ہے مسئلہ خلافت میں تو اس کو چھڑو نہیں۔ چند منٹ کے لیے چند لٹلوں کے لیے
چند ہفتوں کے لیے چند مہینوں کے لیے جب تک پاکستان سے خطرات کے بادل ٹل نہ جائیں اس وقت
تک اختلافی باتوں کو چھڑو ہی نہیں اور اتحاد والی باتوں کو چھڑو نہیں۔ پھر تباہی اتحاد ہو سکتا ہے یا
نہیں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ سنی شیعہ یقیناً بھائی بھائی ہیں۔ بلکہ میں کہوں گا کہ بقول مولانا قاضی محمد
صاحب شاید ان تک آواز بھی پہنچ رہی ہوگی۔ انہوں نے کتاب لکھی ہے کہ پاکستان میں فتنہ خارجیت

ہے۔
۷۔ آج یزیدیت کے گن گانے والے اور حسیت پر بغاوت کا الزام لگانے والے۔ بنو امیہ کے ترانے
گانے والے۔ آل محمد پر ظلم و ستم کرنے والے، ان کو میں نہ سنی کہہ سکتا ہوں نہ شیعہ کہہ سکتا ہوں۔ میں ان کو
یزیدی کہہ سکتا ہوں مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ میں کہتا ہوں سنی شیعہ بھائی بھائی۔ یہ تیسری یزیدی
خارجی قوم کہاں سے آئی۔ ان کو بتا دو کہ پاکستان کی سرزمین میں ان خارجیوں کے لیے کوئی مقام نہیں
ہے۔ اور آج وہ ہمیں آنکھیں دکھاتے ہیں کہ پاکستان سے عزاداری بٹا دوں گے۔ محمود عباسی ملعون
نے ایک رسوائے زمانہ کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا خلافت معاویہ و یزید جس کے بارے میں سنیوں نے
بھی قلم اٹھایا تھا برادران اہل سنت نے بھی قلم اٹھایا تھا۔ شیعوں سے زیادہ جواب اہل سنت نے
لکھے۔ ان شاء اللہ سنی شیعہ مل کر یوم حسین منائیں گے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ چودہ سو
سال سے حسین کی عزاداری پر فتویٰ لگانے والے، جلسے جلوسوں کو ناجائز کہنے والے، ماتم کو ناجائز اور حرام
بتانے والے آج مولوی حق نواز جھنگوی مرجائے تو ماتم کرنا بھی جائز، جلوس نکالنا بھی جائز، ٹپیاں باندھنا
بھی جائز۔ جلسے کرنا بھی جائز۔ رونا بھی جائز۔ اور اگر کسی کی جان لی جائے تو قاتلوں کو پکڑنا چاہیے۔
لیکن کسی کو بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کا کوئی جواز نہیں۔ بے قصور لوگوں کے مال لوٹے جائیں۔ ان کے
مال و جان کو مورد نشانہ ظلم و ستم قرار دیا جاتا ہے۔

۸۔ یاد رکھو ہم نے ملک و ملت کے مفاد کے لیے اب تک صبر کیا ہے اور پھر بھی کر رہے ہیں لیکن
کوئی ہمارے صبر کو ہماری حب الوطنی کو ہماری کمزوری پر محمول نہ کرے۔ اگر حالات کی ستم ظریفی نے ہمیں
مجبور کر دیا اور ہم گلیوں کو چوں میں نکل آئے تو ہوا کا رخ بدل جائے گا۔ ہمیں اپنا دفاع اتنا مضبوط اور
مرابط بنانا چاہیے کہ اگر خواہ مخواہ کوئی ہمیں چھپڑے تو بچ کر نہ جائے اور اگر جائے تو نسلوں کو بھی تباہ

میفلٹ "لمحو فکریہ" اور شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کی تقریر کے اکثر اقتباسات ہم نے نقل کر دیے ہیں۔ اگر مفصل تبصرہ لکھا جائے تو ایک کتاب بن جائے گی کہ

ڈھکو صاحب نے کئی مسائل چھیڑے ہیں جن کا جواب حسب ضرورت مختصر طور پر دیا جائیگا۔ واللہ الموفق

شیعہ مجتہد مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو نے مسئلہ تکفیر کے سلسلہ میں شرح فقہ اکبر میں سے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پیش کیا ہے

کہ لا نکفر احداً من اهل القبلة (ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے) لیکن انہوں نے اس کا مطلب نہیں ظاہر کیا جو شارح فقہ اکبر علامہ علی قاری حنفی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضرورات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله بالکليات والجزئيات وما اشبه ذلك من المسائل۔ فمن واطب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفى الحشر او نفى علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من اهل القبلة وان المراد تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر ما لم يوجد شئ من امارات الكفر وعلامات الخ

(شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹ مطبع محبتائی دہلی)

اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں ضروریاتِ دین پر اتفاق ہو مثلاً عالم حادث ہے (یعنی اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے) اور لوگ جسموں سمیت قیامت میں اکٹھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمام کلیات اور جزئیات کا علم رکھتا ہے اور اس قسم کے اور مسائل کو بھی مانتا ہو اور جو شخص ساری عمر طاعات اور عبادات کی پابندی کرتا ہے لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ عالم قدیم ہے (یعنی ہمیشہ سے ہے) اور قیامت میں جسموں سمیت لوگ زندہ ہو کر اکٹھے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات یعنی ہر ہر چیز کا علم نہیں ہے تو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہوگا اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں کفر کی نشانیوں اور علامتوں میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے۔

(۲) بہاول پور کے تاریخی مقدمہ میں مرزا یوں کے مقابلہ میں حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب

محدث کشمیری نے عدالت میں اہل قبلہ کا جو مطلب بیان فرمایا تھا وہ اس مضمون کے شروع میں نقل کیا جا چکا ہے۔ اس مقدمہ میں دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی حضرت مفتی محمد شفیع صاحب بانی دارالعلوم کراچی (محب) تفسیر معارف القرآن) نے اہل قبلہ کی تعریف میں شرح فقہ اکبر کی منقولہ بالا عبارت کے علاوہ رد المحتار جلد اول سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت بھی پیش کی تھی کہ

لا خلاف فی کفر المخالف فی ضرورات الاسلام من حدوث العالم وحشر الأجساد
وبقی العلم بالجزئیات وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما
فی شرح المتعیر۔

یعنی امت میں کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو وہ
کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور ساری عمر عبادات پر مداومت کرے
میں مضمون بحرانی شرح باب المرتدین اور غایۃ التحقیق شرح حامی اور کشف الاصول میں ہے
الحج (حجت شرعیہ ص ۲۵)

ب اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے اہل قبلہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ: کلمہ گو اور
اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی جس کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں کہ جو کلمہ پڑھ لے
خواہ کسی طرح پڑھے وہ مسلمان ہے یا جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے اس
شخص کا جو تمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو الخ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند یعنی امداد جلد دوم ص ۱۱۳)
ڈھک صاحب نے شرح فقہ اکبر کی توضیحی عبارت کو نظر انداز کر کے قارئین اور سامعین کو دھوکہ دیا ہے۔ غالباً
انہوں نے اس طرح تفسیر کی عبادت پر عمل کر کے ثواب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔
ڈھک صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار (قادیانی اور لاہوری
مرزائی اہل قبلہ نہیں ہیں یعنی کیا وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں نہیں پڑھتے لیکن اس کے باوجود دھبی جمہور
اہلسنت کے نزدیک وہ قطعی کافر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل قبلہ سے مراد وہی لوگ ہیں جو ضروریات دین
کو مانتے ہیں ورنہ اگر ضروریات دین کا کوئی منکر ہو جائے تو وہ یقیناً اہلسنت حنفی مسلمانوں کے نزدیک
قطعی کافر ہے خواہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا اور رمضان المبارک کے روزے بھی رکھتا ہو
اور حج و زکوٰۃ کا بھی پابند ہو۔

سب صحابہ کا حکم | زیر بحث پمفلٹ "لمؤ فکر" ص ۳ پر یہ بھی لکھا ہے کہ: اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ایک خاص گہری سازش کے تحت شیعیان علی کو منکر

صحابہ قرار دے کر ان پر فتویٰ کفر کی شق کی جا رہی ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ یعنی نہ تو شیعیان علی صحابہ کے منکر ہیں اور نہ ہی ان کا صحابہ کوئی باعث کفر فعل ہے "ص ۳" پھر ص ۳ پر لکھتے ہیں۔ اہلسنت کی اکثریت کا نظریہ یہ ہے کہ سب صحابہ سے افضل حضرت ابوبکر اور ان کے بعد حضرت عمر ہیں مگر امام اعظم فرماتے ہیں کہ ان کی خلافت کا منکر ان پر سب و شتم کرنے والا بلکہ ان کا قاتل فاسق فرد ہے مگر کافر نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر ص ۱۹ طبع دہلی) جب افضل اصحاب کا قاتل کافر نہیں ہے تو صرف عام صحابہ کا منکر کیونکر کافر ہو سکتا ہے؟ شیعہ بے شک اصحاب ثلاثہ کو رسول اللہ کے خلفاء برحق نہیں مانتے (کیونکہ شیعوں کے نزدیک نبی خاتم کے حقیقی جانشین ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں) لیکن وہ ان پر سب و شتم کرنے کو روا نہیں جانتے

الاجواب ① شرح فقہ اکبر میں اصل مسئلہ یہ لکھا ہے: لا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب وان كانت کبیرۃ اذالم یستحلها۔ ای لکن اذالم یکن یقتد حلیتها لان من استحل معصیۃ قد ثبت حرما بدلیل قطعی فهو کافر (شرح فقہ اکبر ص ۸۶ طبع دہلی): ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیتے خواہ کبیرہ گناہ ہی ہو جبکہ وہ اس گناہ کو حلال نہیں سمجھتا لیکن اگر وہ اس گناہ کو حلال سمجھتا ہے جس کا حرام ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے تو وہ کافر ہے۔ اسی سلسلے میں سب کا حکم بیان کیا ہے کہ کسی کو سب کرنا چونکہ گناہ میں شامل ہے اس لیے اگر وہ کسی مسلمان کو سب کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہے اگرچہ وہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) کو سب کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

یستوی الشیخان وغیرہما فی هذا الحکم (ایضاً ص ۸۶) یعنی سب کے اس

حکم میں شیخین اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ برابر ہیں۔

اور یہی حکم کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ہے کہ قاتل کو کافر نہیں قرار دیں گے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے قاتل کو قصاص قتل کیا جاتا ہے نہ کہ ارتداداً لیکن شرح فقہ اکبر میں یہ بھی تو لکھا ہے:

و شرح العقائد سب الصحابة والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلة

القطعية فكفر كقذف عائشة (رضی اللہ عنہا) والا فبدعتہ وفسق الخ (ص ۸): شرح عقائد
() میں ہے کہ صحابہ کو سب کرنا اور ان میں طعن کرنا اگر قطعی دلائل کے خلاف ہے تو کفر ہے مشرک

حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانا۔ اور اگر قطعی دلائل کے خلاف نہیں تو وہ بدعت اور فسق ہے۔
(۲) ڈھکوا صاحب نے سب صحابہ کو کفر نہ قرار دینے میں فتاویٰ مولانا عبدالحی کا حوالہ بھی دیا ہے چنانچہ

”لمحہ فکریہ“ ص ۱ پر ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رقمطراز ہیں۔ تبرائی شیعہ کافر ہیں گو سب صحابہ کرتے ہوں۔
وہ فاسق ہیں کافر نہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے حرام نہیں اور ان کے ساتھ مناکحت بھی درست
ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ج ۲ ص ۹۱-۹۲) یہاں بھی شیعہ مجتہد نے تبیس سے کام لیا ہے کیونکہ اسی مجتہد

فتاویٰ مولانا عبدالحی میں لکھا ہے: ہر چند کہ ایک جماعت فقہاء نے مطلقاً شیعہ کو بوجہ سب شیخین کے
کافر لکھ دیا اور بر بنائے کفر ان کے ساتھ مناکحت کی حرمت کا اور عدم حلت ذبیحہ و افض کا فتویٰ دیا ہے
مگر امر منقح اور قول مفتی بہ و مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہوں وہ کافر ہیں۔ ان کا ذبیحہ

حلال نہیں۔ مناکحت ان کے ساتھ درست نہیں۔ شرکت ان کے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے جائز
نہیں اور جو ایسے نہ ہوں گو سب صحابہ کرتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں۔ ذبیحہ ان کے ہاتھ کا حلال

ہے حرام نہیں۔ مناکحت بھی ان کی درست ہے الخ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳۹ ناشر عمر فاروق
الکبیری اردو بازار لاہور) اور فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد اول ص ۱ پر ہے۔ کبیکہ منکر خلافت صدیق

اکبر یا منکر استحقاق جناب ایشاں برائے خلافت یا حلال سب شیخین باشندہ اکثر کتب فقہ اور

کافر نوشتہ اند فی الخلاصۃ والرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فهو مبتدع دلائل خلافتہ الصدیق فهو کافر انحق
جو شخص حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت یا ان کے ستمی خلافت ہونے کا منکر ہو یا سب شیخین کو حلال جانتا

ہو اس کو اکثر کتب فقہ میں کافر لکھا گیا ہے چنانچہ خلاصہ میں ہے اور رافضی اگر حضرت علیؓ کو دوسروں پر
فصلیت دیتا ہے تو وہ مبتدع ہے اور اگر حضرت صدیق کی خلافت کا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔

(۳) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ سب شیخین کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ہم اسی رد

کیے ہوئے مقدمہ کو کہ سب شیخین کفر ہے اور احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں ثابت کرتے ہیں ان میں سے
ایک وہ حدیث ہے جس کی روایت محامی اور طبرانی اور حاکم نے عرو بن ساعدہ سے روایت کرتے ہیں
کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پسند فرمایا اور میرے اصحاب کو۔ میرے لیے

بعض کو ان میں سے وزیر بنایا بعض کو مددگار اور بعض کو رشتہ دار۔ اب جو ان کو گالی دے گا اس پر اللہ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نہ اس کی توبہ اور نہ یہ قبول فرمائے گا نہ فرض و نہ اہل اس کے درجہ قبولیت کو پہنچے گے الخ (تائید اہل سنت مترجم ص ۱۱) اسی سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: نیز شیخین کو گالی دینا ان کے ساتھ بغض رکھنے کا موجب ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے۔ دلیل یہ حدیث ہے۔ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت پہنچائی۔ ابن عساکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ محبت ایمان ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے۔ نیز حضرت مجدد صاحب لکھتے ہیں: خلاصہ میں ہے جو حضرت صدیقؓ کی خلافت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور اصح قول پر یہی حکم اس شخص کا ہے جو حضرت عمرؓ کی خلافت سے انکار کرے۔ لہذا جب ان کی خلافت سے انکار کرے پھر اس کا کیا حال ہوگا جو ان کو گالی دے یا ان پر لعنت بھیجے۔ اس تقریر سے صاف ظاہر ہوا کہ شیعہ کو کافر ٹھہرانا احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سلف کے موافق ہے الخ

ٹھہکو صاحب نے سب کا ترجمہ شتم (گالی) کیا ہے اور فرمایا ہے کہ شیعہ صحابہ کرام کو گالیاں نہیں دیتے۔ حالانکہ سب صرف گالی کو نہیں کہتے بلکہ سب کا مفہوم وسیع ہے اور لعن طعن پر بھی سب کا لفظ بولا جاتا ہے اور شیعہ خلفائے ثلاثہ پر لعن طعن کے قائل ہیں اور بعض بد بخت خلفائے راشدین اور خصوصاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کھلی گالیاں بھی دیتے ہیں العیاذ باللہ اور ظاہر ہے کہ عموماً شیعہ سب شیخین اور سب صحابہؓ کو حلال جان کر ہی اس کا ارتکاب کرتے ہیں جو فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔

مجتہد ڈھکونے اپنی تقریر میں کہا ہے: سب سے زیادہ
کیا مرزائی امام اعظم کے پیروکار ہیں؟
 ہمارے ملک میں پاکستان میں امام اعظم کو ماننے

والے شئی مسلمان رہتے ہیں کیونکہ بریلوی بھی امام اعظم کو مانتے ہیں۔ دیوبندی بھی امام اعظم کو مانتے ہیں حد ہوگئی کہ مرزائی بھی امام اعظم کو مانتے ہیں الخ ڈھکومصاحب کے اس جھوٹ کی بھی حد ہوگئی۔ کیا کوئی مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی دجال و کذاب کو نبی ماننے کے بعد بھی امام اعظم کا پیرو اور متقلد ہو سکتا ہے مرزا قادیانی تو یہ بکو اس کرتا ہے

منم سح زماں د منم کلیم خدا : منم محمد واحد کہ محبتی باشد
 تو جو شخص مرزا غلام احمد کے اس دعوے کی تصدیق کرتا ہے کیا وہ اس کے بعد امام اعظم کی تقلید کرے گا
 مرزا قادیانی کی اور کیا مرزا قادیانی بھی دعویٰ نبوت کے بعد امام اعظم کا مقلد رہ سکتا ہے؟
 واضح بات ہے کہ اگر کوئی شخص پہلے سنی حنفی تھا اور پھر اس نے مرزا قادیانی کو نبی مان لیا تو اس کو کافر و
 مرتد تو کہہ سکتے ہیں لیکن حنفی نہیں کہہ سکتے۔

ڈھک صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا ہے کہ : یہ مذہب
 شیعہ ہمارے بھائیوں کے چار اماموں کے زمانے میں بھی تھا یا بعد

شیعہ مذہب کب سے ہے؟

میں پیدا ہوا۔ یقیناً ہر ہر پڑھے لکھے آدمی کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ فرقہ اثنا عشریہ صرف ائمہ اربعہ کے زمانے
 میں نہیں بلکہ پیغمبر کے زمانے میں بھی موجود تھا۔ اگر نہیں تھا تو صواعق محرقة اٹھا کر دیکھو۔ علامہ سیوطی کی درمختار
 اٹھا کر دیکھو۔ علامہ ابن جوزی کی انوار اٹھا کر دیکھو۔ ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ پیغمبر نے بانگ دہل فرمایا
 تھا۔ یا علی انت و شیعتک ہم الفائزون یوم القیامۃ۔ کہ دنیا والو سنو! قیامت والے دن
 اگر کوئی فرقہ ناجی ہے، اگر کوئی جنت میں جانے والا ہے تو یا علی یا ان کے شیعہ ہیں اور کوئی نہیں ہے الہم

الجواب ①

ہم کہتے ہیں کہ جو مذہب اثنا عشریہ دورِ حاضر میں پاکستان یا ایران میں پایا
 جاتا ہے یہ نہ دورِ رسالت میں تھا نہ دورِ خلافت راشدہ میں اور نہ دورِ خلافت مرتضویہ میں اور جو روایت
 ڈھک صاحب نے پیش کی ہے اس کا مصداق مذہب شیعہ کیونکر بن سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ آپ نے لفظ شیعہ سے کوئی مذہب شیعہ مراد لیا ہو۔ وہ جو روایت ڈھک صاحب
 پیش کرتے ہیں اس کا مطلب تو صرف یہی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کی اتباع کرے۔ اگر گزشتہ
 میں کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ لغت میں شیعہ کے دو معنی ہیں ① گروہ ② اتباع کرنے والے۔ ہم
 یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنے والے جنتی ہوں گے لیکن کیا ڈھک صاحب
 ثابت کر سکتے ہیں کہ شیعہ اثنا عشریہ کے جو عقائد ہیں یہی عقائد حضرت علی المرتضیٰ کے تھے۔ ہرگز نہیں۔
 شیعہ اثنا عشریہ کا کلمہ اسلام یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
 وخلیفۃ بلا فصل۔ کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود بھی کہے پڑھتے تھے اور کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی غیر مسلم
 کو اسلام میں داخل کرتے وقت یہی حلیفہ بلا فصل والا کلمہ پڑھایا تھا۔ ہرگز نہیں۔

۲ شیعہ اثنا عشریہ جو اذان دیتے ہیں کیا حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے دورِ خلافت میں ہی خلیفہ بلا فصل والی اذان کھلائی ہے۔ ہرگز نہیں۔

۳ اثنا عشری شیعہ جس عقیدہ امامت کے قائل ہیں، یعنی یہ کہ امامت توحید و رسالت کی طرح اصولِ دین میں سے ہے اور منصبِ امامت منصبِ نبوت سے افضل ہے۔ کیا حضرت علیؑ سے ڈھکوا صاحب یہ عقیدہ ثابت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر حضرت علی المرتضیٰ اپنی امامت کو مثلِ نبوت انبیائے سابقین من جانب اللہ نامزد مانتے تو پھر وہ نہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کرتے اور نہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں اہل تشیع کی مستند روایات سے ثابت ہیں۔ چنانچہ احتجاج طبرسی میں ہے۔ ثم قام و تحمياً للصلاة وحضر المسجد و صلى خلف ابي بكر۔ پھر حضرت علیؑ اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد میں حاضر ہوئے۔ اور فروغ کافی جلد ثالث کی کتاب الروضہ ص ۱۳۹ طبع لکھنؤ میں ہے۔ فلذلك كتب علي عليه السلام امره و بايع مكرها حيث لم يجد اعواناً۔ اور اسی وجہ سے حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنا امر حق چھپایا اور جب آپ نے مددگار نہ پائے تو مجبوراً (حضرت ابوبکرؓ) کی بیعت کر لی۔

فرمائیے یہ ہیں ڈھکوا صاحب کے مولانا علی جوگی کائنات پر حاکم ہیں (بزع شیعہ) خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خلافت کو پس پشت ڈال دیا اور آخر کار حضرت ابوبکرؓ کی مجبور ہو کر بیعت کر لی۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا کمزور اور مغلوب علیؑ تو اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا جو اپنی خدا داد خلافت کو سنبھال ہی نہیں سکتا اور چاہے اس کو گھسیٹ کر لے جاتے ہیں اور جبراً اس سے بیعت لے لیتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

"وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک حضرت میں ریاں ڈال کر مسجد میں لے گئے۔ و ہدایت دیگر جب دروازہ در دولت پر پہنچے اور جناب فاطمہؑ آنے سے مانع ہوئیں اس وقت قنفذ نے ہدایت دیگر ثانی (یعنی حضرت عمرؓ) نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہؑ پر مارا کہ بازو جناب سیدہ کا مضروب ہو کر سوچ گیا مگر پھر بھی جناب فاطمہؑ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہؑ پر گر دیا جس نے پسلیوں کو شکستہ کر دیا اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسولؐ نے جس کا نام محسن رکھا تھا شہید کر دیا الخ

(جلال العیون مترجم ص ۲۷) حب زبانش میجر شیعہ جنرل کب کیسی اندرون موچی دروازہ لاہور

اور دھکو صاحب نے حضرت علی کی گردن میں رسی کی روایت کو تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت لینے کے لیے جبر و اکراہ کے ساتھ حضرت امیر کو دربار خلافت میں لانے کے واقعات اس قدر مشہور و مسلم تھے کہ معاویہ اپنے بعض خطوط میں جناب امیر کو لغز دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ تقاد کما تقاد البصل الخشیش حتی تبایع تمہیں دربار خلافت میں یوں پکڑ کر لایا جاتا تھا جس طرح (ست) اونٹ کے ناک میں نکیل ڈال کر کھینچا جاتا ہے۔“

(العقد الفرید ج ۲ ص ۲۲۲ طبع مصر) (تجلیات صداقت ص ۳۶۸ طبع اول و طبع دوم ج دوم ص ۴۲۱)

کاش کہ دھکو صاحب اور ان کے ہم عقیدہ علماء اس قسم کی روایات کو تسلیم نہ کرتے۔ اس روایت میں نثر خلیفہ بلا فصل حضرت علی المرتضیٰ کی جو تصویر کھینچی گئی ہے یہ کوئی فرضی علی ہیں ورنہ اس پر فتن دور کا ایک منگتا منگ بھی اپنی اور اپنی زد و جد کی اس طرح کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ بھی اپنے ماتی مذہب کے فرد کے لیے جان بھینگی پر رکھ کر یا علی یا علی کے نعرے لگاتا رہتا ہے اور خود دھکو صاحب اتنے دل گڑے کے مجتہد ہیں کہ وہ اپنے مذہب کے لیے ہر طرح کی قربانی کے لیے امتیوں کو ان الفاظ میں ابھار رہے ہیں کہ:

”ہمیں اپنا دفاع اتنا مضبوط اور مربوط بنانا چاہیے کہ اگر خواہ مخواہ کوئی ہمیں چھڑے تو بچ کر نہ جائے۔“

اور اگر جائے تو نسلوں کو بھی بتا دے کہ ان کو نہ چھڑنا، (تقریب دھکو مقام) امام باقرہ ماجرین یکم جون ۹۰) (۴) اگر اس روایت سے کہ یا علی انت و شیعتک الفائزون یوم القیامۃ سے حضرت علیؑ کے شیعوں کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر حضرت عثمان ذوالنورین کے پیروکاروں کو بھی جنتی تسلیم کرنا پڑے گا۔ چنانچہ فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ ص ۹۹ میں امام جعفر صادق سے یہ روایت منقول ہے:

ینادی مناد من السماء اول النهار الا ان علیاً و شیعتہ ہم الفائزون قال

وینادی مناد اخر النهار الا ان عثمان و شیعتہ ہم الفائزون

آسمان سے دن کے پہلے حصہ میں ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار علیؑ اور اس کے پیروکار

کامیاب ہونے والے ہیں اور ایک پکارنے والا دن کے آخری حصہ میں پکارتا ہے کہ خبردار عثمانؓ

اور ان کے پیروکار کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ جہاں حضرت علی المرتضیٰ کے پیروکار کامیاب ہونے والے ہیں وہاں حضرت عثمان ذوالنورین کے

پیروکار بھی کامیاب ہونے والے ہیں۔ دونوں کے لیے الفائزون فرمایا گیا ہے۔ کیا دھکو صاحب کے نزدیک

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے پیروکار مذہباً شیعہ ہیں۔ تو یہاں لفظ شیعہ سے مذہب شیعہ اثنا عشری مراد نہیں ہے تو حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں بھی اس قسم کی روایت سے مذہب شیعہ اثنا عشری کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں اگر شاہ عبدالغزیز صاحب محدث دہلوی نے اہل سنت والجماعت کے لیے شیعیانِ اولیٰ کے الفاظ لکھے ہیں تو وہاں بھی لغوی معنی مراد ہے یعنی حضرت علیؓ کا گروہ۔ اس قسم کی روایات سے ڈھکڑھکا صاحب یا دوسرے شیعہ علماء کا مذہب شیعہ کا ثبوت پیش کرنا ایک علمی خیانت ہے جس سے ناواقف شیعوں کو فریب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم میں جہاں بھی لفظ شیعہ آیا ہے اس سے مراد لغوی معنی ہے یعنی گروہ۔ پیروکار چنانچہ:

لفظ شیعہ قرآن میں

① إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا آلَهُ شَيْعًا (پ ۲۰)

بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس ملک کے رہنے والوں کو شیعہ بنادیا۔

② وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعًا (پارہ ۲۱)

اور تم ان مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے وہ شیعہ۔

شیعہ جمع شیعہ کی ہے۔ اگر ڈھکڑھکا روایت میں لفظ شیعہ سے مذہب شیعہ مراد لینے پر اصرار کرتے ہیں تو پھر قرآن کی آیات میں بھی لفظ شیعہ سے شیعہ مذہب مراد لیا جائے تو اس کا نتیجہ یہی نکالنا پڑے گا کہ شیعہ مذہب کا بانی فرعون تھا۔

محمد ڈھکڑھکا صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

امام غلام اور شیعہ | اتنا سب کو ماننا پڑے گا کہ شیعہ فرقہ ائمہ اربعہ امام مالک، امام شافعی، امام غلام

امام احمد بن حنبل کے زمانے میں بھی تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ چار اماموں سے کسی ایک امام نے شیعہ پر کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے۔ اگر کسی ماں کے لال کو جرات ہے تو ساری کائنات کی اپنی کتابیں اٹھا کر سامنے رکھ لو۔ مجھے بتائیے کہ فلاں امام نے اپنے دور میں شیعیان علیؓ پر کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے لیکن اگر قیامت تک کوئی مائی کا لال یہ ثابت نہ کر سکے اور یقیناً ثابت نہیں کر سکتا۔ جو کفر کا فتویٰ ائمہ اربعہ نے نہیں دیا ان کے ماننے والوں کو یہ فتویٰ دینے کا کیا حق ہے۔

الجواب ① میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ موجودہ فرقہ اثنا عشریہ جن عقائد کا اظہار کر رہا ہے

یہ عقائد نہ دُور رسالت میں کسی کے تھے اور نہ خلافت مرتضویہ میں اور نہ ائمہ اربعہ کے دُور میں اس قسم کے عقائد کا کسی نے اظہار کیا ہے۔ اگر کوئی شخص شیعہ مذہب کا قائل تھا بھی تو وہ اپنے مذہب کا بڑا اظہار نہیں کرتا تھا بلکہ تقیہ کی عبادت پر عمل کیا کرتا تھا یعنی اپنے مذہب کو چھپاتا تھا بلکہ جن حضرات کو شیعہ امام معصوم مانتے ہیں وہ بھی خلافِ حق بات اپنی مجلس میں بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ راوی بیان کرتا ہے کہ:

میں نے ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام کو فرماتے سنا جو شخص یہ جانتا ہے کہ ہم نہیں کہتے مگر حق تو اس کو چاہیے کہ اکتفا کرے اس پر جو ہم سے جانا ہے اور ہم سے کوئی بات ایسی سنی جو حکمِ خدا کے خلاف ہو تو سمجھ لے کہ ہم نے تم سے دشمنوں کے ضرر کا دفع چاہا ہے یعنی بصورتِ تقیہ اس کو بیان کیا ہے۔ (شامی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۷)

جب امام جعفر کا بروایت شیعہ یہ حال ہے حالانکہ ان کا لقب صادق ہے تو پھر ان اماموں سے شیعوں کو اصل مذہب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ الکافی کے مؤلف شیخ یعقوب کلینی ہیں جن کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی ہے اور الکافی (یعنی اصول کافی و فروع کافی) ہی شیعہ مذہب کی سب سے قدیم اور کتابِ حدیث ہے جس کے متعلق اکثر شیعہ مجتہدین کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی کو یہ کتاب ساری سنائی گئی ہے اور آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا: ہذا کاف لیشیعہ (یہ ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے اور الکافی کی وجہ تسمیہ امام غائب کا یہی قول ہے جو خود ۲۵۵ھ سے کسی غار میں روپوش ہیں۔ بہر حال ائمہ اربعہ کے زمانے میں یہ مذہب شیعہ تو ظاہر ہی نہ تھا پھر ائمہ ان کے کفر کا فتویٰ کس بنا پر دیتے امام اعظم ابو حنیفہؒ کا سال وفات ۱۵۰ھ ہے ان کو تقیہ باز شیعہ راویانِ حدیث کی روایات کا علم کیونکر ہو سکتا تھا۔ پھر بھی امام اعظمؒ کا خلافتِ شیعین کے منکر کے متعلق یہ فتویٰ موجود ہے۔ فمذہب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ ان من انکر خلافتہ الصدیق و عمر فہو کافر۔ (مواہق محرقہ ص ۱۵۳ مؤلف حافظ ابن حجر مکیؒ متوفی ۸۰۴ھ)

اب ڈھکوا صاحبِ خود ہی اپنے چیلنج کا جواب سمجھ لیں کہ امام اعظم نے شیعوں کے کفر کا فتویٰ دے دیا ہے کیونکہ شیعہ اثنا عشریہ یقیناً حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافتِ راشدہ کے منکر ہیں۔ اور اسی لیے انہوں نے کلمہ و اذان میں حضرت علی المرتضیٰ کے لیے خلیفۃ بلا فصل کا اضافہ کر دیا ہے۔

قاضی عیاضؒ محدث متوفی ۵۴۴ھ سورۃ فتح کی آیت والذین معہ

..... لیغیظہم الکفار کے تحت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش

امام مالک کا فتویٰ

من غاظہ اصحاب محمد فهو کافر قال اللہ تعالیٰ لیغیظہم الکفار (الشفاء بتعریف
 حقوق المصطفیٰ جلد ثانی طبع دمشق ص ۱۲۰) جس شخص کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے
 غصہ آئے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفات اس لیے
 بیان فرمائیں تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو غصہ نہ آئے۔

ڈھکڑ صاحب کے دو سرخ چیلنج کا جواب ڈھکڑ صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا ہے کہ:

"میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ذرا یہ تو بتاؤ
 کہ ہم پر نزلہ لگانے کا سبب کیا ہے۔ یہ کافر کافر کی رٹ لگانے کا باعث کیا ہے۔ کیا اس کا
 سبب یہ ہے کہ ہم آل محمد سے محبت رکھتے ہیں، ان سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آل محمد کی
 محبت کا دم بھرتے ہیں۔ اگر یہی وجہ ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس لیے کرتے ہیں کہ خالق نے
 محمد آل محمد کی محبت کو عبادت قرار دیا ہے۔ ایک بتا دو مجھے پوری بھری ہوئی کائنات میں ایسی
 ہستی کہ جن سے محبت کرنے کو نبی نے ایمان کہا ہو اور جن سے بغض اور نفاق رکھنے کو نبی نے
 کفر قرار دیا ہو۔ آفتاب قیامت کے اُبھرنے تک کتابوں کا مطالعہ کرتے رہو۔ آفتاب قیامت
 کو مغرب کی جانب سے اُبھر آئے گا لیکن ایسی ہستی ہمارے پہلے امام کے سوا اور نظر نہیں آئے
 گی۔ اگر آج اس علی کی محبت کا نام کفر ہے تو پھر دنیا مجھے بتائے کہ مسلمان بننے کا طریقہ کیا ہے۔"

الجواب ① ڈھکڑ صاحب ہی بتائیں کہ کیسی سنی عالم محقق نے شیعوں پر کفر کا فتویٰ اس لیے
 لگایا ہے کہ وہ حضرت علیؑ اور آل محمدؑ کا دم بھرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ آل محمدؑ اور اہل بیتؑ کی محبت تو طہنت
 والجماعت کے ایمان کا جزو ہے۔ ڈھکڑ صاحب یہ بہتان تراشی کر کے شیعوں کو ان کے خلاف بھڑکانا
 چاہتے ہیں۔

② امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ لکھتے ہیں: اخرج ابن عساکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم قال حب ابی بکر وعمرایمان وبغضہما کفر (رسالہ رد رد فی ترجمہ ص ۱) ابن عساکر نے یہ
 حدیث درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرت) ابوبکرؓ اور (حضرت) عمرؓ کی محبت ایمان
 ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ اور قاضی عیاض محدث نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

قال (رسول الله صلى الله عليه وسلم) مَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنِ ابْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ ابْغَضَنِي
 (الشفاء جلد ثانی صفحہ ۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت
 کی اور جس نے عمرؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ حاشیہ میں لکھا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط
 بسند حسن۔ یعنی طبرانی نے سند حسن کے ساتھ اس کی روایت کی ہے) فرمائیے ڈھکو صاحب کے اس جیلینج
 کا بھی کیا حشر ہوا۔ لو آپ اپنے دام میں میاں آگیا

ڈھکو صاحب کی یہ تقریر میں نے خود بھی سنی ہے۔ اس قسم کے بے بنیاد جیلینجوں سے ان کی گھبراہٹ
 ثابت ہو رہی تھی۔ خدا جانے ان کی اس گھبراہٹ اور پریشانی کا سبب کیا تھا۔

ڈھکو صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ
کیا ڈھکو صاحب صحابہ کو مانتے ہیں | "میں کتا ہوں کہ شیعہ اصحاب کو مانتے ہیں۔ کون ان کو نہیں
 ماننا جو پیغمبر کی بارگاہ میں بیٹھتے تھے اٹھتے تھے۔ ہم ان کو مانتے ہیں اور اگر یہ مقصود ہے کہ ان کو پیغمبر کا
 جانشین مانا جائے تو گستاخی معاف۔ میں کون لگا کہ یہ بات پیغمبر کی نہیں مانتے۔ خدا ان کو نہیں مانتے کیونکہ خدا
 وعدہ لا شریک ہے۔ پیغمبر خاتم الانبیاء ہیں۔ ان کے بعد نبی نہیں۔ نبی ان کو نہیں مانتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہو
 کہ تم ان کو پیغمبر کا جانشین مانو۔ ان کو ان کی مسند کا وارث مانو۔ تو میں عرض کر دوں گا کہ ہم وہی عقیدہ رکھیں گے جو
 پیغمبر رکھتے تھے۔ اگر ہم سے یہ منوانا چاہتے ہو تو ہم ماننے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ پر پہلے یہ ثابت کرنا پڑے
 گا کہ جن کو تم منوانا چاہتے ہو پیغمبر بھی ان کو اپنا جانشین مانتے تھے اور اگر یہ دعویٰ ہے تو پھر خلافت نصی بن
 جائے گی۔ ایک طرف اجماع اور ثنوی کو ماننا ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ پیغمبر نہ مانتے تھے نہ منواتے تھے نہ فرماتے
 تھے بعد میں لوگوں نے اجماع کر کے مشورہ کر کے منوایا۔ پیغمبر نہیں مانتے تھے تو ہم سے کیوں منواتے ہو۔

الجواب ۱ | حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت نصی بھی ہے اور اجماع بھی نصی سے مراد عبارتہ انھیں
 نہیں کہ قرآن میں حضرت ابو بکرؓ کا نام لے کر خلیفہ بنانے کا اعلان کیا گیا ہو لیکن بطور اقتضاء انھیں کے آپ پہلے
 خلیفہ ہیں کیونکہ سورۃ النور کی آیت استخلاف اور سورۃ الحج کی آیت تمکین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ
 (جانشین) کی جو صفات و علامات مذکور ہیں اس کا مصداق سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہیں۔
 ۲ چونکہ اللہ تعالیٰ کی مراد خلیفہ اول سے حضرت ابو بکرؓ کی شخصیت ہی تھی اس لیے مہاجرین و انصاریں
 کی خلافت پر متفق ہو گئے۔ اسی طرح آپ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت پر سب نے اتفاق کر لیا۔

تو شوریٰ اور اجماع اقتدار انفس کے منافی نہیں بلکہ اس کے مرتد ہیں۔

۴۱) آپ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ پہلے منصوص خلیفہ ہیں لیکن واقعات سے اس عقیدہ کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ حسب اعتقاد شیعہ باوجود نامزد اور منصوص خلیفہ ہونے کے خود حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی کی بیعت کر لی۔ چنانچہ روضۃ الکافی کی یہ عبارت پہلے پیش کی جا چکی ہے کہ:

فبایع مکرھا حیث لم یجد اعواناً۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے جب مددگار نہ پائے تو مجبوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی کی بیعت کر لی۔

یہ جبری بیعت تو قطعاً شیر خدا کے کردار کے خلاف ہے۔ اگر بالفرض جبری بیعت کر لی تو اس سے اتنا تو سب کے سامنے واضح ہو گیا کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت تسلیم کر لی تھی اور دل کا حال تو اللہ جانتا ہے لیکن یہاں ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی کے نامزد اور منصوص خلیفہ ہونے کے ان کو یا امت کو کیا فائدہ پہنچا جبکہ ۲۴ سال خدا و رسول کے نامزد خلیفہ نے بلا کسی عملی حکومت و خلافت کے ویسے ہی تقیہ کرتے ہوئے گزار دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے منصوص خلیفہ کی مدد کیوں نہ کی۔

۴۲) اہل السنۃ والجماعت کے عقیدے کے تحت حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۲۴ سال تین جانشین تو رہے ہیں جن کے نتیجے میں روم و ایران کے علاوہ موعودہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین کے دورِ خلافت میں کابل قندھار تک بھی فتح ہو گیا لیکن اس کے برعکس شیعہ عقیدہ کے تحت حضرت علی جو مولائے کل تھے وہ عملاً ۲۴ سال کے عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مفتوحہ رقبے کے کسی چھوٹے سے چھوٹے خطہ پر بھی اپنی خلافت کا نظام قائم نہ کر سکے بلکہ خلفائے ثلاثہ کے دور کے بعد بھی آپ اپنی خلافت میں بھی عملاً کامیاب نہ ہو سکے۔ تو فرمائیے ایسے نامزد اور منصوص خلیفہ بلا فصل کی اس فرضی خلافت کا کیا فائدہ ہوا شیعہ عقیدہ کے تحت اگر حضرت علی المرتضیٰ اپنی خلافت میں کامیاب ہوئے تو پھر اس رونے دھونے، چیخ و پکار، غصب و خلاف اور غصب باغ و مذک کے تذکرے کی شیعہ علماء و ذاکرین کو کیا ضرورت پڑی تھی؟ اور صدیوں سے یہ داویلا اس لیے کیا جا رہا ہے کہ اہل بیت پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے حضرت علی المرتضیٰ اور باقی ائمہ اہل بیت بھی سختیاں ہی اٹھاتے رہے اور دین حق کی کوئی خدمت انجام نہیں دے سکے۔ باعتبار اعتقاد شیعہ ائمہ کا یہی بڑا کارنامہ ہے کہ سوائے حضرت امام حسین کے باقی سب نے تقیہ کی عبادت میں ہی زندگی گزار دی تو اللہ تعالیٰ نے امت پر ایسے ائمہ کی اتباع لازم ہی کیوں کی تھی جو بیچارے حق کوئی کافر فیض

بھی ادا نہ کر سکے۔ فاعتر و یا اولی البصار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں جب زیادہ تکلیف لاحق ہو

حضرت ابوبکرؓ مصلیٰ نبویؐ پر

گئی تو فرمایا۔ مَرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ یعنی ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ میری جگہ نماز پڑھائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت آپؐ نے مسجد نبویؐ میں مصلیٰ نبویؐ پر کھڑے ہو کر سترہ نمازیں پڑھائیں اور صحابہ کرامؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سمیت حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں حضرت ابوبکرؓ کو تمام صحابہ کرامؓ کا امام صلوٰۃ بنا کر یہ سمجھا دیا کہ بعد وفات کے بھی میرا جانشین ابوبکرؓ ہوں گے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ غدیر خم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے حق میں فرمایا تھا من کنت مولاً فعلی مولاً اس سے مقصود صرف حضرت علیؓ کے ساتھ محبت رکھنا تھا۔ ورنہ اگر اس سے مراد حضرت علیؓ کی خلافت بکمال کا اعلان ہوتا اور اس سے تاج پوشی مقصود ہوتی تو اول تو جنگل میں اعلان خلافت ہی غیر مناسب ہے۔ یہ اعلان یا تو حجة الوداع میں کیا جاتا یا پھر واپسی پر مدینہ منورہ میں اور حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل نامزد کرنا ہوتا تو پھر بڑے حضرت ابوبکرؓ کے مسجد نبویؐ میں اپنے مرض الموت میں اپنے حکم سے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے مصلیٰ پر کھڑا کر کے امام نماز بنایا جاتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام صحابہ کرامؓ میں سے امامت نماز کے لیے اپنی جگہ حضرت صدیق اکبرؓ کا انتخاب فرمایا۔ کیا اس ارشاد نبویؐ کی اس کے علاوہ بھی توجہ یہ ہو سکتی ہے؟

شیعوں کے نائب امام مہدی عینی صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ:

خینی اور تہقیر ائمہ

ہمارے ائمہ علیہم السلام اکثر و بیشتر مواقع میں ایسے حالات سے دوچار تھے کہ وہ حکم واقعی کو بیان نہیں کر پاتے تھے اور وہ ظالم و جابر حاکموں کے شکنجے میں جکڑے ہوئے درگاہ تہقیر اور خوف کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کا خوف مذہب کے لیے تھا نہ کہ اپنی ذوات کے لیے کیوں کہ بعض مواقع پر اگر تہقیر نہ کیا جاتا تو خلفاء جو مذہب کی بیخ کنی کرتے۔ (حکومت اسلامی یا ولایت فقیہہ)

خینی صاحب ہی قاضی شریح کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ انتہائی کمزور خلیفہ تھے

"شریح وہ شخص ہے جو پچاس ساٹھ سال کو نہ میں منصب

قضاوت پر ملے اور ان علماء میں سے ہے جنہوں نے معاویہ کی باگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لیے باتیں

کی ہیں اور فتوے صادر کئے ہیں اور حکومت اسلامی کے خلاف کام کیا ہے۔ حضرت امیر اپنی حکومت کے دوران بھی اسے معزول نہ کر سکے۔ لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا۔ اور اس عنوان سے کہ شیعیان نے اسے نصب کیا ہے اور آپ ان کے خلاف عمل نہ کیجئے اسے آنحضرت کی حکومت پر لا دیا گیا۔

(ایضاً ولایت فقیہ ص ۱۱۹)

حد ہو گئی تو مطلق کے نامزد خلیفہ اپنے دورِ خلافت میں ایک قاضی کو بھی معزول نہ کر سکے۔ کیا خینی صاحب نے اپنے دورِ حکومت میں خود بھی کوئی ایسی کمزوری دکھائی ہے۔

ایرانی انقلاب کے بانی سی خینی صاحب حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کے اعلان کے سلسلے میں امام الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سورۃ المائدہ کی آیت تبلیغ

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے تحت لکھتے ہیں: ازیں آیت بواسطہ ابن قرائین و نقل احادیث کثیرہ معلوم شد کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشتہ الخ (کشف اسرار ص ۱۴۵) ان قرائن اور احادیث کثیرہ کی بنا پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

کہ پیغمبر (حضرت علی کی) امامت کی تبلیغ (واعلان) میں لوگوں سے ڈرتے تھے۔ فرمائیے۔ رسول اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان رسالت کے بعد تبلیغ توحید میں کسی سے بھی نہیں ڈرے حالانکہ آپ تنہا تھے اور برادری اور سارا ملک دشمن تھا لیکن اس کے بعد صرف حضرت علی المرتضیٰ کی امامت و خلافت کی تبلیغ میں کیوں ڈر گئے جبکہ آپ کے صحابہ کی جماعت ہزار ہا ہزار کی تعداد میں موجود تھی جس میں دس ہزار غازیانِ اسلام وہ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مکہ فتح کیا تھا اور ان فاتحین مکہ میں چار بارہ بھی تھے جن کو باری باری منصب عطا کیا گیا۔ تو حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کی تبلیغ میں کیا آپ کو ان صحابہ کرام رضوانہ کا خوف دامن گیر تھا جو آپ کی محبت و اطاعت میں شرک و کفر کی طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما ہو کر ان کو شکست دے چکے تھے۔ یہ نہ عقل کی بات ہے نہ ایمان کی کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے میں پس پیش کرتے رہے۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

ڈھکو صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ: میں کتاہوں شیعہ اصحاب کو ڈھکو اور صحابہؓ مانتے ہیں۔ کون ان کو نہیں مانتا جو پیغمبر کی بارگاہ میں اٹھتے تھے الخ اس میں بھی محمد ڈھکو صاحب نے تمبیس و تلیق سے کام لے کر کہا ہے کہ اصحاب آپ کی خدمت میں اٹھتے تھے

بیٹھتے تھے۔ حالانکہ اصحاب کی طرف یہ تعریف نہیں ہے بلکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ نوبین میں جو آپ پر ایمان لائے اور پھر آپ کے ہی ہو کر رہ گئے۔ اپنی پیاری سے پیاری چیز کو چھوڑا سب نے رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑا اور خصوصاً شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی محبت اور سنگت کا تو کوئی شخص بھی منکر نہیں ہو سکتا جو ایمان لانے کے بعد ساری زندگی آپ کے تدبیروں میں رہے اور بعد وفات بھی آپ سے جدا نہیں ہوئے اور قیامت تک کے لیے روضہ مقدسہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ شاعرِ ملت علامہ اقبال مرحوم نے امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات کو حسب ذیل اشعار میں کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

اَلْاَنْثُ النَّاسِ بِرَمْلَانِ مَآ اَلْاَلِیْمِ اَدْلَ سَیْنَانِ مَآ

ہمت اور ملت راجو ابر ثانی اسلام وغار و بدو و قبر

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین اور خصوصاً پہلے تین خلفاء راشدین ساری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے عظیم محسن ہیں لیکن ڈھکوکو مجتہد کا ان جتنی حضرت کے متعلق جو نظریہ ہے اس کے متعلق بطور نمونہ ان کی حسب ذیل عبارات باعث عبرت ہیں۔

① در اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلے میں جو کچھ نزاع ہے

وہ اصحابِ ثلاثہ کے بارے میں ہے۔ اہل سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے

افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان والیقان اور اخلاص سے تنہی دامن جانتے ہیں۔

(تجلیاتِ صداقت طبع اول ص ۲ ناشر انجمن حیدری چکوال۔ طبع دوم ص ۲۱۶)

ناشر مکتبۃ السبطین سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

② حضرت ثلثہ جو ہمتی و مددی اور اموی شجرہ ملعونہ فی القرآن کے افراد ہیں ان کو پیغمبری ذات

سے کیا ربط و تعلق ہے۔ (ایضاً طبع اول ص ۶۷ طبع دوم ص ۴۷)

③ ثلاثہ کی فتوحات نے اسلام کو بدنام کیا۔ (ایضاً طبع اول ص ۹۵ طبع دوم ص ۲۲۵)

④ جناب امیر (یعنی حضرت علی المرتضیٰ) خلافتِ ثلاثہ کو غاصبانہ و جابرانہ اور خلفائے ثلاثہ کو گناہگار

کہا، غدار، خیانت کار، ظالم و غاصب اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ خلانتِ نبویہ کا

مذہر سمجھتے تھے۔ (ایضاً طبع اول ص ۲۰۶ طبع دوم ص ۲۲۱)

۵ ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق لکھا ہے،

باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں، ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کیا ہے۔ مگر اس سے ان کا مومن ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور یہ اور مومن ہونا اور

(ایضاً تجلیات صداقت طبع اول ص ۲۷۸ طبع دوم ص ۵۵۷)

ہم کہتے ہیں کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جو طعن کیا ہے وہ خود حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن ہے کیونکہ جب حضرت عائشہ مومنہ ہی نہ تھیں (الحیاء باللہ) تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لگا کیونکر صحیح ہوا اور اصحاب ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ رضی اللہ عنہم اگر مومن نہ تھے اور وہ کذاب و خیانت کار تھے تو پھر حضرت علی المرتضیٰ نے ان سے بیعت کیوں کی؟ ان کی اقتداء میں مازیں کیوں پڑھیں۔ اگر حضرت علی المرتضیٰ نامزد خلیفہ بلا فصل (حسب اعتقاد شیعہ) اور ان کے تین چار مخلصین یعنی حضرت عمار بن یاسر وغیرہ کا یہ حال تھا اور خلفائے ثلاثہ ایسے تھے تو ڈھکو صاحب اور دوسرے شیعہ علماء و مجتہدین بتائیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت کا کسی کو کیا دینی اور ایمانی فائدہ پہنچا ہے۔ ڈھکو صاحب کے نزدیک وہ کون کون اصحاب رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ان کے نزدیک قابل احترام اور جنت کے حقدار ہیں۔

۲ ڈھکو صاحب نے اصحاب ثلاثہ کے لیے جو زبان استعمال کی ہے کیا یہ گالیوں سے کم ہے عبرت عبرت عبرت۔ بخوف طوالت یہاں ہم دوسرے شیعہ مصنفین مولوی حسین بخش جاٹا اور مولوی غلام حسین نجفی کی وہ عبارت نظر انداز کرتے ہیں جن میں خلفائے ثلاثہ اور اہمات المؤمنین کے متعلق اس طرح کی یا اس سے بھی زیادہ خباثت کا اظہار کیا گیا ہے۔

ڈھکو صاحب نے اپنی تقریر میں جو یہ کہا ہے کہ

سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے | "سنی شیعہ بھائی بھائی یہ تیسری یزیدی خارجی قوم کمال آئی۔"

ہم پوچھتے ہیں کہ وہ سنی کون ہے جو خلفائے ثلاثہ کو مومن کامل اور قطعی جنتی نہیں مانتا اور ڈھکو صاحب خود بھی تجلیات پر یہ لکھ چکے ہیں کہ: اہلسنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے افضل جانتے ہیں۔ (طبع اول ص ۲ طبع دوم ص ۲۱۶) آپ کے مندرجہ عقائد کے بعد کون ایسا بے غیرت سنی ہے جو آپ کو اپنا اسلامی بھائی تسلیم کرے گا اور آپ کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ سنی شیعہ

بھائی بھائی ہیں۔ کیا آپ یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ ابو بکر علی بھائی بھائی۔ عمر علی بھائی بھائی۔ عثمان علی بھائی بھائی پہلے ان چاروں خلفاء کو دینی اور اسلامی بھائی بھائی تسلیم کر لیں پھر دیکھا جائے گا کہ سنی شیعہ بھائی بھائی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ آپ از روئے تقیہ ابو بکر علی بھائی بھائی کا اقرار کر لیں۔ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کے متعلق جو ایران کے خمینی صاحب اور تمام اثنا عشری شیعوں کا عقیدہ ہے۔ یہی شیعیت کی بنیاد ہے اور یہی ان کے بڑوں کے بڑے کتے اور لکھتے ہے ہیں۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ اور مستند کتاب اصول کافی میں بھی خلفائے ثلاثہ کو منافق اور کافر لکھا گیا ہے۔ بطور نمونہ اصول کافی کی بعض روایات حسب ذیل ہیں۔ بخوف طوالت عربی متن کے بجائے شیعہ ادیب اعظم مولوی طفر احسن امر دہی کے ترجمہ کی اردو عبارت پیش خدمت ہے:

① (سورۃ النساء کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا) آیت جو لوگ ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے اور پھر ایمان لائے اور پھر کفر کو زیادہ کیا تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پہلے توبہ نبی پر ایمان لائے پھر جب ولایت (یعنی حضرت علیؑ کی خلافت) کو ان پر پیش کیا گیا تو منکر ہو گئے۔ نبی نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے تو ایمان لائے اور امیر المؤمنین کی بیعت کر لی لیکن رسول کے مرنے کے بعد پھر گئے اور بیعت کا اقرار نہ کیا۔ پھر بیعت علیؑ کرنے والوں کی کپڑا دھو کر کرنے پر اپنے کفر کو اور بڑھایا لہذا ایمان کا کوئی حصہ ان میں باقی نہ رہا۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول کتاب الحجۃ ص ۵۱۶ و اصول کافی طبع لکھنؤ ۲۷۵) یہ ملحوظ ہے کہ روایت بن فلاں فلاں سے مراد اصحاب ثلاثہ ہیں۔ چنانچہ صافی شرح اصول کافی میں ہے:

امام گفت این آیت نازل شد در ابو بکر و عمر و عثمان۔ (صافی حصہ دوم جز سوم ص ۹۸)

② سورۃ الحجرات کی آیت کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان کے تحت اصول کافی طبع لکھنؤ ص ۲۶۹ کے متعلق امام جعفر صادق نے فرمایا: خدا نے ایمان کی محبت تمہارے دلوں میں ڈالی اور تمہارے دلوں کے ذمیت بنایا (مراد ایمان سے امیر المؤمنین (حضرت علیؑ) ہیں اور برقرار دیا تمہارے لیے کفر و فسق و عصیان کو۔ اس سے مراد ہیں فلاں فلاں فلاں (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۵۲۳)

③ امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف منسوب روایت میں ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا۔ وھما الکافران علیھما لعنۃ اللہ واللعنۃ والناس اجمعین (فردع کافی ج ۳)

کتاب الردہ ص ۶۲ مطبوعہ نو لکچور لکھنؤ: اور وہ دونوں کافر ہیں۔ ان دونوں پر اللہ کی لعنت وشتوں اور عام لوگوں کی لعنت (العیاذ باللہ)

(۴) شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی متوفی ۱۳۱۰ھ نے امام زین العابدینؑ کی طرف منسوب وضعی روایت میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق لکھا ہے کہ: ہر دو کافر بوند دہر کر الیشا رادوست دارد کافر است (حق یقین مطبوعہ طہران ص ۵۲۲) وہ دونوں کافر تھے اور جو شخص ان کو دست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب ڈھکو صاحب ہی بتائیں کہ جس فرقہ کا حضرات خلفائے راشدین کے متعلق یہ عقیدہ ہوا اس کے ساتھ کوئی غیرت مندرستی اتحاد کر سکتا ہے یا ان کو اپنا اسلامی بھائی قرار دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید

مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہید مرحوم جب شیعہ مذہب کی جدید و قدیم عبارتوں سے مطلع ہوئے تو انہوں نے حقیقی

صحابہ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دفاع میں انہیں سپاہ صحابہؓ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور اپنی تقریروں میں انہوں نے اہل سنت و الجماعت کے سامنے شیعہ مصنفین کی تکفیری عبارتیں پیش کیں اور اس کے رد عمل میں انہوں نے تکفیر شیعہ کا عنوان قائم کیا۔ فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (بانی ماہنامہ الفرقان لکھنؤ) زید فیضیم نے شیعہ مذہب کی مستند اور بنیادی کتابوں سے ان کے عقائد مرتب کر کے ایک استفتاء سنی علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا جس پر ہندوپاک کے سینکڑوں سنی علماء کرام نے ان عقائد کی بنیاد پر شیعہ اثنا عشریہ پر فتویٰ کفر عائد کیا جس کی تصدیق دارالعلوم دیوبند کے اکابر نے بھی کی اور ان کا یہ فتویٰ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں شائع ہو چکا ہے۔

اس کے جواب میں اہل تشیع کے دفاع میں دیوبند غیر شرعی جہارت (دیوبند کا فتویٰ) کی طرف منسوب مفتی احمد علی سعید کا فتویٰ محررہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ ایرانی ماہنامہ توحید ج ۵ شمارہ ۳ ص ۸۱ پر بعنوان "شیعوں پر کفر کا الزام۔ غیر شرعی جہارت"، شائع ہوا اور مفتی صاحب موصوف کو مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند ظاہر کیا گیا ہے۔ اس فتویٰ میں مفتی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ: ردافض پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ لگانا غیر شرعی جہارت ہے۔ اس فتویٰ میں مفتی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ پس فقہاء نے تصریح کی ہے کہ

جو ان ضروریاتِ دین کا منکر ہو جو کہ نصوصِ معلومہ سے ثابت ہیں اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خدا ہونے کا قائل ہو (نعوذ باللہ) یا جن کا یہ عقیدہ ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے
 وحی کے پہنچانے میں غلطی کی (العیاذ باللہ) یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت رسول ہونے کا قائل
 نہ ہو یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان طرازی کرتا ہو تو ایسے عقیدہ رکھنے والے پر کفر کا حکم لگایا جائے
 گا کیونکہ یہ عقیدے نصوصِ صریحہ و ضروریاتِ دینیہ کے قطعاً مخالف ہیں اور ظاہر ہے کہ تمام شیعوں کا یہ
 عقیدہ نہیں الخ اور مفتی احمد علی سعید کا یہ فتویٰ ہفت روزہ شیعہ لاہور مجریہ ۸ جولائی ۱۹۸۸ء اور نہایت
 اسد لاہور وغیرہ میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

تبصرہ یہ تو صحیح ہے کہ مفتی احمد علی سعید دیوبند میں رہتے ہیں اور ان کا ایک چھوٹا سا مدرسہ
 بھی ہے لیکن یہ صریح جھوٹ ہے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم ہیں۔ چنانچہ اس
 سلسلہ میں خدامِ اہلسنت ساہیوال ضلع سرگودھا کی طرف سے حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب
 مستم دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں عرضیہ ارسال کیا گیا تو حضرت موصوف نے جواب میں تحریر فرمایا کہ
 مفتی احمد علی سعید جنہوں نے اپنے کو مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند سے منسوب کیا ہے یہ سراسر
 غلط ہے۔ دارالعلوم دیوبند سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ شہر میں دوسری جگہ پر فرضی نام
 دے کر دارالعلوم وقف کے نام پر ادارہ چلا رہے ہیں۔ اور دارالعلوم دیوبند کے فرقی مخالف
 ہیں۔ اس سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کا مطمح نظر آپ نے ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ دارماہنامہ
 دارالعلوم میں تفصیلی طور پر ملاحظہ فرمایا ہے۔ صحیح فتویٰ وہی ہے جس پر دارالعلوم دیوبند
 کے مفتیان کرام حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب، مفتی طفیر الدین صاحب، حضرت
 مولانا نصیر احمد خان صاحب اور حضرت مولانا معراج الحق صاحب صدر المدرسین دارالعلوم
 کے دستخط ہیں نیز ماہنامہ دارالعلوم بابت ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ میں ایڈیٹر صاحب نے اپنے
 مضمون میں اس کی تردید بھی شائع کر دی ہے الخ (۸، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳،

اس کو زیر بحث نہیں لیتے۔ علماء کے فتویٰ تکفیر کی بنیاد تحریف قرآن وغیرہ کے عقائد ہیں۔ جو شخص بھی اس قسم کے عقائد رکھے اس کو شرعاً کافر قرار دیا جائے گا۔ یہاں میرا مقصد تکفیر کی بحث نہیں ہے۔ یہ جو کچھ عرض کر دیا ہے شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو کی تقریر اور ان کے پبلیٹ "نئے فکریہ" کے جواب میں ہے کہ عدم تکفیر شیعہ کے سلسلہ میں انہوں نے اہل سنت کی کن بور کی بعض عبارتیں تو پیش کر دیں اور ان میں بھی تبیس اور کتمان حق کا کرشمہ دکھایا لیکن وہ اپنی عبارتیں مقبول کئے جن میں انہوں نے عراحتاً خلفائے ثلاثہ وغیرہم کو غیر مومر در منافق لکھا ہے اور ان عبارتوں کو نظر انداز کر دیا جو الکافی اور حقیق وغیرہ میں ہیں۔

اہل سنت اور اہل بیت ہم اہل سنت والجماعت تو حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمہ الزہرا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی محبت کو اپنے ایمان کا جز مانتے ہیں اور ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ تنقیص بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن کہاں علماء اہل سنت کی طرف سے تکفیر شیعہ کا فتویٰ اور کہاں رد افض کی طرف سے صحابہ کرام اور اہمات المومنین پر لعن طعن اور ان کی تنقیص و تکفیر۔ یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجی تکفیر صحابہؓ وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے اہل سنت والجماعت شیعہ اور رد افض سے کوئی اسلامی تعلق نہیں قائم کر سکتے۔ اس مضمون میں گنجائش نہیں تھی مگر مولوی محمد حسین ڈھکو اور دادر حاضر کے دوسرے شیعہ مصنفین کی عبارتیں میرے کتابچہ "صحابہ کرام اور پاکستان" میں درج کر دی گئی ہیں۔ قارئین کرام کے لیے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔ مولوی غلام حسین نجفی آف لاہور نے تو اصحاب و خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہمات المومنین کے بارے میں اپنے جن نظریات کا اظہار کیا ہے وہ انہی کا مخصوص کارنامہ ہے۔ ایک کتاب انہوں نے شائع کی ہے جس کا نام ہے۔ کیا ناصبی مسلمان ہیں بجاواب کیا شیعہ مسلمان ہیں، "شیعہ اہل سنت والجماعت کو بھی ناصبی قرار دیتے ہیں یعنی اہل بیت کے دشمن اور شیعہ ہر اس شخص کو بھی ناصبی قرار دیتے ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ پر کسی دوسرے صحابی یا خلیفہ کو فضیلت دیتا ہو۔ اس کتاب میں انہوں نے زیادہ تر سپاہ صحابہؓ کا عنوان اختیار کیا ہے مثلاً سپاہ صحابہؓ کا جناب عائشہؓ کی ذات گرامی پر تہمت لگانا ص ۴۱" "سپاہ صحابہؓ کا حضرت عائشہؓ پر کفر کا فتویٰ" ص ۴۲۔

(۲) اولاً دلائل نے شیعوں کی تکفیر کی خاطر تقریر اور تحریک کے محاذ کو خوب گرم کیا ہے۔ تقریر میں ایک

باطل نواز (المعروف) حق نواز جھنگوی بین الاقوامی لعین کی کیسٹ اس باب کا روشن ثبوت ہے اور خبر میں ہر باب ملاؤں کی بے شمار کتابیں اور کتابچے ان کی اس بے حیائی کے گواہ ہیں الخ (ص ۳)

(۳) سپاہ صحابہ کا اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر کفر و شرک... کا فتویٰ -

(۴) مفتی کے لیے سلمان ہرنا ضروری ہے اور جن مفتیوں نے ہم شیعوں کے خلاف کفر کے فتوے دیے ہیں خواہ وہ اہل حدیث ہوں یا دہلوی دیوبندی ہوں وہ بیچاے خود کا فر ہیں۔“ (ص ۶۹)

(۵) خدا کرے کہ کوئی کمینہ، چوڑھ چار بھی چار حرف علم کے نہ پڑھے۔ یہ اولادِ حلالہ یا حیض یا زنا جو شیعیان حیدرآباد کے خلاف کفر کے فتوے دے رہے ہیں۔ ہم ان کی اس ماں کو بھی جانتے ہیں جس نے ان کو اندھیرے میں جن کر کے بھینک دیا تھا الخ (ص ۱۱)

(۶) حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مؤلف ”ایرانی انقلاب“ کے متعلق بعنوان ”غوغا شیطانی بر زبان منظور خبیث نعمانی لکھتا ہے کہ: ارباب انصاف کراچی میں ناظم آباد سے ایک اقرڈ انجسٹ شائع ہوتا ہے اس کے شمارہ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ اور ماہ فروری ۱۹۸۸ء شیعیت نمبر

کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ اس نمبر میں ایک خبیث ناصبی، ولد الحیض، ولد الحلالہ، ولد الحرم لطفہ نا تحقیق محمد منظور نعمانی نے اپنے لعنت زدہ سر سے لے کر اپنی اس منحوس گانڈ تک زور لگایا کہ جو گانڈ سخی کے پیار کی طرح بہت کشادہ اور کھلی ہے اور تمام دنیا کے اولاد زنا کے فتوے کو جمع کیا ہے الخ (ص ۵۲) اس کتاب ”ناصری کیوں کافر ہیں“ میں بعض ایسے ایسے الفاظ اور عنوانات ہیں کہ قارئین کے سامنے ہم پیش نہیں کر سکتے۔ اس قسم کے الفاظ اور عنوانات قائم کرنا نجی صاحب کی خصوصیات میں سے ہے جس کا جواب ہم نہیں لکھ سکتے۔

انجمن سپاہ صحابہ کا مقصد دفاع صحابہ ہے اور ہونا چاہیے

اس مقصد سے کوئی سنی مسلمان اختلاف نہیں کر سکتا لیکن ہیں

سپاہ صحابہ کا طریق کار

ان کے طریق کار سے اختلاف ہے۔ چنانچہ میں نے ماہنامہ حق چار بار ماہ رمضان میں بھی عرض کر دیا تھا۔ مولوی غلام حسین نجفی کے الفاظ تو انہیں کے لیے زیبا ہیں لیکن شیعوں کی طرف سے زیادہ تر رد عمل کافر کافر شیعہ کافر کے عمومی نعروں کا ہے جو جلسوں اور احتجاجی جلسوں میں اٹکے جاتے ہیں اور یہ رد عمل ان تحریروں کا ہے جو دیاروں پر لکھی جاتی ہیں یا جو اشتہار دیوے پر لگائے

جاتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد کی بظاہر رفتاری کمی ان اشنہ راتوں سے تھی جو ان کی لاعلمی میں ان کے مدرسہ کے بعض جذباتی طلبہ نے لگائے تھے۔ سپاہِ صحابہؓ کے جذباتی سپاہی یہ بھی سوچا کریں کہ اہل تشیع بھی دیواروں پر چاکنگ کر سکتے ہیں اور میٹروں اور پوسٹروں میں سب لکھ لکھ سکتے ہیں۔ اس طریق سے ہم کو یا خود نامی کا فرستی کا فرکنے اور لکھنے کے لیے ان کے لیے گنجائش نکالتے ہیں اور یہی حکمت تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بتوں کو بھی برا بھلا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام رکوع ۱۳- آیت ۱۰۸) اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو بھڑکھڑا کر عبادت کرتے ہیں پھر وہ برائے جملہ مد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ) اس کی تشریح رمضان المبارک کے شمارے میں لکھ دی ہے۔

ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ ہم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب کا بھی ایک دائرہ ہے۔ بعض دفعہ جواب جاہلان باشد خموشی پر بھی عمل کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قُلُوا سَلَامًا (سورۃ الفرقان آیت ۶۳) جس وقت کہ بات کرتے ہیں ان سے جاہل کہتے ہیں کہ سلام ہے۔ (ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ)۔ جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات چیت کرتے ہیں تو وہ رفعِ شر کی بات کہتے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ) اور رب العالمین نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فرمایا۔ وَالصَّبْرُ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاصْصَبْ صَبْرًا جَمِيلًا۔ (سورۃ المزمل آیت ۱۰) اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔ (ترجمہ مولانا تھانویؒ) اس آیت کے تحت حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: "یعنی خلق سے کفارہ کو لیکن رو بھڑ کر نہیں۔ سلوک سے" شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں۔ یعنی کفار آپ کو ساحر کا ہواؤ مجنون و مسخورد وغیرہ کہتے ہیں ان باتوں کو صبر و استقلال سے سہتے رہیے۔ "برہان کا ایک وقت اور ہر بات کا ایک موقع ہوتا ہے۔"

طرہ بر سخن متے و ہر نکتہ معلّمہ دارد

سماد دہ سے جو اپنے جذبات پر کنٹرول کر کے اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جائے۔ جتنا کام مشکل ہوتا ہے اتنا ہی اس میں مبرارد حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ سپاہ صحابہؓ کے جوانوں کو حالات کی سنگینی پر نظر رکھی چاہیے۔ سستی قوم کی زبوں حالی کو پیش نظر رکھیں۔ پہلے اپنی سستی قوم کا جائزہ لے میں۔ اس وقت سستی کو اقتدار و عمل میں پختہ سستی بنانے کی ضرورت ہے۔ عجلت پسندی میں نقصان ہوتا ہے۔ ہولنا حق نواز شہید کے اصل قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ اور اس کے لیے مشتعل تحریک چلانا یا راست اقدام کی تجویز پیش کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیا پہلے بھی پاکستان میں کسی سیاسی اور مذہبی نوعیت کے قتل کا کچھ بنا ہے حالانکہ بڑے بڑے قتل ہو چکے ہیں۔ اگر راہ حق میں کوئی شہید ہو جائے تو یہ اس کے لیے خوش نصیبی ہے۔ غزوہ احد میں ایک دن میں ستر صحابہؓ نے جام شہادت نوش فرمایا تھا حتیٰ کہ حفصہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید زخمی ہوئے، دندان مبارک شہید ہوئے۔ اس کے باوجود رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلوان (سو وہ آل عمران) نہ کمزوری کھاؤ اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غائب ہو گے اگر تم اسی طرح مومن بن کر رہے۔ سستی مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ عظمت صحابہؓ اور عقیدہ خلافت راشدہ کی تبلیغ میں محنت کرتے رہیں۔ دلائل اور اعتدال سے کام لیں۔ ہم سستی میں نہ کہ تیزی۔ اگر ہم بھی انہی کا دیرہ اختیار کریں تو ہم میں اور ان میں کیا فرق ہو گا۔

پفلٹ "لمو فکر یہ" میں لکھتے ہیں: یہ لوگ انہی لوگوں کی باقیات میں جنہوں نے

کانگریس کا طعنہ

ہندوؤں کی کانگریس کی آغوش میں بیٹھ کر بانی پاکستان وقائد اعظم کو کافر عظیم کہا تھا اور یہ انہی لوگوں کی یادگار میں جنہوں نے کل ایمان حضرت علی علیہ السلام کے والد محسن اسلام ابو طالب علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا جبکہ یہ انہی گستاخ مفتیوں کی نسل سے ہیں جنہوں نے بانی اسلام کے والدین شریفین کو بھی کافر ٹھہرایا۔ ان لوگوں نے کل پاکستان بنانے کی مخالفت کی تھی اور جب خدا نے ان کی ناک کو کھدائی ہوئے پاکستان بنا دیا تو آج ان کی ذریت اس کی بقا اور سالمیت کی مخالفت کر رہی ہے اور اپنے غیر ملکی قاتلوں کے اشاروں پر تلپتے ہوئے شیعوں کو کافر اور اہل سنت کو مشرک کہہ کر تفریق بین المسلمین کر کے اس کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہی ہے۔ (ص ۱)

اصل مذہبی بنیادی اختلاف تو سنی شیعہ کا ہے اور یہ موضوع بحث ہے۔ یہاں سے

تصویر ۱ سے کانگریسی اور غیر کانگریسی ہونے کا کیا تعلق۔ وہ تو ایک سیاسی الحلف قیام و بنام

پاکستان کے بعد ختم ہو گیا۔ اس اختلاف کی بنیاد بھی یہی تھی کہ متحدہ ہندوستان کی صورت میں انگریزوں سے آزادی حاصل کی جائے یا ہندوستان تقسیم ہو اور مسلم اکثریت کے صوبے ہندوستان سے علیحدہ ہو جائیں اور اس کا نام پاکستان ہو۔ اکابر علمائے دیوبند میں بھی تقسیم ہند اور عدم تقسیم کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا اور دونوں کے پیش نظر نفع و نقصان کے مختلف پہلو تھے اور یہ اختلاف خلوص پر مبنی تھا۔ جمعیت علمائے ہند کا نظریہ یہ تھا کہ ہندوستان تقسیم نہ ہو اور جمعیت علمائے اسلام تقسیم ہند اور قیام پاکستان کی قائل تھی اور آخر کار ۱۹۴۷ء میں پاکستان قائم ہو گیا۔ اس کے بعد جو علماء تقسیم ہند کے قائل نہ تھے انہوں نے بھی یہ دعائیں کیں کہ پاکستان مستحکم ہو اور یہاں صحیح اسلامی نظام حکومت قائم ہو لیکن

عڑے بسا آرزو کہ خاک شدہ

سالہا سال گزرنے کے بعد اب تک اسلامی حکومت پاکستان میں قائم نہیں ہو سکی۔ مسلم لیگ کے بھی ٹکڑے ہو گئے اور آج پاکستان میں سیاسی پارٹیوں کے اندر محاذ آرائی کا جو طوفان بپا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور اب پاکستان میں کوئی لیگی اور کانگریسی مسئلہ نہیں ہے۔ اہل تشیع کو زیادہ دُکھ اس بات کا ہے کہ دیوبندی علماء کیوں شریعت بل منوال ہے ہیں اور وہ فقہ حنفی کو کیوں سیکڑے کے طور پر منظور کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ صرف دیوبندی علماء کی کوشش نہیں بلکہ بریلوی علماء بھی فقہ حنفی کا نفاذ چاہتے ہیں اور شریعت بل جو سینٹ میں پاس ہو چکا ہے اس کے مؤید علمائے اہل حدیث بھی ہیں۔ گو ہمارے نزدیک شریعت بل میں اتباع خلفائے راشدین اور فقہ حنفی کی تصریح نہ ہونے کی وجہ سے شریعت بل میں خاصہ نقص رہ گیا ہے۔ سواد اعظم اہلسنت کا اپنی عظیم اکثریت کی بناء پر یہ حق ہے کہ پاکستان کو سنی اسٹیٹ بنایا جائے اور یہاں خلفائے راشدین کی اتباع میں اسلامی نظام حکومت قائم ہو۔ ایران میں شیعہ اکثریت ہے۔ وہ شیعہ اسٹیٹ ہے اور فقہ جعفری بطور پبلک لار نافذ ہے وہاں دارالحکومت طہران میں توسنی مسجد بنانے کی بھی اجازت نہیں ہے اور نہ ہی سنی مسلمان جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھا سکتے ہیں۔ حالانکہ ایران حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا اور یہاں پاکستان کا قیام بھی اہل سنت کی اکثریت کی وجہ سے عمل میں آیا ہے۔ صرف شیعہ اقلیت کیا کر سکتی تھی لیکن اب وہ پاکستان میں اہل سنت کے مساوی حقوق مانگتے ہیں اور اہل سنت کے انتشار کی وجہ سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(۲) ہمیں معلوم نہیں کہ کس نے مسلم لیگ کے قائد اعظم کو کافر اعظم کہا تھا۔ کاش کہ وہ اس کا ثبوت بھی پیش کر دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب ابوطالب کے تعلق جنہور

جناب ابوطالب کا ایمان

الہدنت کا یہی قول ہے کہ انہوں نے بظاہر سلام قبول نہیں کیا۔

(۲) لیکن شیعہ روایات میں بھی یہ آیا ہے کہ انہوں نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا تھا۔ چنانچہ شیعوں نے نبی کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری ابوطالب کے اسلام کے متعلق بعض شبہات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور ایک اور وجہ شبہ کی یہی ہے کہ حضرت ابوطالب اپنے ایمان کو چھپاتے تھے لہذا بعض کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ باطناً مؤمن ہیں یا نہیں لیکن حضرت کا اخفاء ایمان عین مصلحت کے مطابق تھا تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہم مذہب ہونے کے سبب سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اس لیے کہ سفہائے قریش آپ کو کبھی مثل اور مسلمانوں کے سفیہ کہنے لگتے اور عمدہ ریاست قریش سے برطرف کر دیتے اور ان کا رعب دلوں سے جاری رہتا۔ (مجالس المؤمنین مترجم اردو ص ۲۳۵ مطبوعہ شمس پریس آگرہ)

(۱) جب جناب ابوطالب نے ایمان کو چھپائے رکھا تو ان کے مخفی ایمان کو کوئی کس

تبصرہ

طرح تسلیم کرے گا۔ جب تک کوئی شخص زبان سے علی الاعلان اسلام کا اقرار و اظہار نہ کرے بظاہر اس کو مسلمان قرار دینا مشکل ہوتا ہے۔

(۲) اور جناب ابوطالب کی وجہ سے ایمان کو چھپانے کی جو مصلحت بیان کی گئی ہے وہ گویا عذرِ گناہ بد قرآن گناہ کی قسم ہے۔ یہ تو قریش سے مرعوب ہونا ہے اور اس کی غرض بھی یہی ہے کہ ان کی سرداری نہ چھن جائے۔ یہ تو اخلاصِ دین کے خلاف ہے۔ اسلام تو وہ ہے جس پر مال و اقدار ہر تاع کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ الحاصل شیعہ مذہب کا عقیدہ تقیہ ایک ایسی مصیبت ہے کہ اچھے سے اچھا آدمی کسی کام کا نہیں رہتا۔ ہم ایمان ابی طالب کی بحث کی یہاں مزید ضرورت نہیں سمجھتے۔ اتنا ہی اہل فہم کے لیے کافی ہے۔

نور اللہ شوستری متوفی ۱۰۹۰ھ نورجہاں کی ساروش سے ایران سے

نور اللہ شوستری کا تقیہ

درآمد ہوئے۔ تقیہ باز شیعہ عالم تھے۔ جہانگیر نے ان کو سزا دیا۔

کرتی عن قساق کا نصب عطا کیا۔ بعد میں جب راز کھلا تو جہانگیر نے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ اب

وہ شیعوں کے ہاں شدید ثالث سے معروف ہیں چنانچہ دھکو صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں:
 بہت بلند پایہ عالم، عظیم الشان، منظم فصیح البیان تھے۔ باوجود ناظم حالات سے دوچار ہونے کے
 علم کلام میں بہت سی کتب جلیلہ تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل کتب بہت مشہور و مفید
 ہیں۔ احقاق الحق..... یہ بزرگوار ان مظلوم علمائے شیعہ میں سے ہیں جنہیں تشیع کے جرم میں جرم شہادت
 نوش کرنا پڑا۔ انہیں جہانگیر نے ملاؤں کے فتوے کے مطابق شہید کرایا۔ ان کی سزا آگرہ میں مشہور و معروف
 امام اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ "خود قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں:

حضرت امیر المومنین (حضرت علی) کی خلافت کے زمانے سے لے کر سلاطین صفویہ کے ظہور
 سلطنت تک اہل تشیع میں بلائے فقیہ کا ایسا زور رہا کہ اپنے مذہب کو بالکل ظاہر نہیں کر سکتے
 تھے اور نہ ہی اپنے اصول و فروع کی ترویج ہی ممکن تھی۔ بلکہ علماء و فقہائے معتزلہ
 کے اصول و فروع پر ظاہر میں عمل رہا کرتا تھا۔ اسی سبب سے مخالفین کے مختلف فرقوں میں
 تو اپنے بزرگوں کے حالات مشہور کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کیں اور بہت سی کتابیں اس
 فن میں تصنیف ہوئیں لیکن علماء شیعہ یہ سبب سالہا سال مظلوم اہل شعار رہنے کے گوشہ
 فقیہ میں چھپے رہتے تھے اور اپنے آپ کو شافعی یا حنفی ظاہر فرماتے تھے الخ
 (مجالس المومنین مترجم اردو ص ۳)

یہ ہے شیعہ مذہب کی تاریخ فقیہ۔ حضرت علی المرتضیٰ سے لے کر سلاطین صفویہ تک سب بلائے
 فقیہ میں ہی مبتلا رہے اور شیعہ علماء حنفی شافعی بن کر کام کرتے رہے۔ پھر اصل مذہب کہاں سے دستیاب
 ہوگا کیونکہ ہر بات اور ہر عمل میں فقیہ کا احتمال ہے العیاذ باللہ۔

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد جناب عبداللہ

والدین ماجدین کا ایمان | تو ولادت نبوی سے پہلے وفات پا چکے تھے اور حضرت آمنہ

کی وفات بھی اس وقت ہوئی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کے تھے اور اس امت کے
 لیے اسلام و ایمان کا حکم اس وقت سے لگایا جاتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا
 اعلان فرمادیا تھا اور والدین ماجدین تو اعلان رسالت سے پہلے ہی انتقال فرما گئے تھے اس لیے
 ایمان و اسلام کی بحث کی حاجت ہی نہیں۔

۲ اکابر طہارہ و بوند کا عقیدہ یہ ہے جو حضرت مولانا محمد شفیع صاحب صاحب تفسیر معارف القرآن نے حسب ذیل سوال کے جواب میں لکھا ہے۔

(سوال) ایک واعظ صاحب نے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے لحاظ سے کریم میرے والدین کو زندہ کر دے تاکہ میں ان کی خدمت کروں۔ اسی وقت دونوں قبر پر نشتر ہو گئیں اور دونوں زندہ ہو گئے۔ پھر آپ نے دونوں کو اپنی شریعت پر مسلمان کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ (الجواب) اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی شرح میں مستقل رسالے لکھے ہیں اور اس حدیث کی توثیق کی ہے اور شامی نے ماب الرز میں بھی حدیث کی تصحیح اکابر محدثین سے نقل کی ہے۔ ولفظہ۔ الاثری و ابنینا صلی اللہ علیہ وسلم ارمہ اللہ تعالیٰ بحیاتہ ابویہ لہ حتیٰ امانا کما فی حدیث صحیحہ القرطبی و ابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرہما فانفعنا بالایمان بعد الموت علی خلاف القاعدہ اکراماً بنینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ (شامی مصری ج ۳ ص ۳۱۵) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد دوم) یعنی امداد المفسرین (ص ۲۶۱) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل و کرم فرمایا کہ آپ کے والدین کو زندہ کر دیا حتیٰ کہ وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث میں ہے جس کو امام قرطبیؒ اور ابن ناصر الدین حافظ شام اور ابن دونوں کے علاوہ اوروں نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بعد وفات کے والدین شریعین نے ایمان سے نفع اٹھایا جو عام قاعدہ کے خلاف ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے (بطور معجزہ ہوا) (بحوالہ شامی مصری ج ۳ ص ۳۱۵) اس تصریح کے بعد بھی کسی شخص کے لیے اس بات کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ علمائے دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریعین کو مؤمن نہیں مانتے۔

مجتہد ڈھکو صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا ہے کہ: آج جو مسلمانوں

شیعہ اور خارجی

کو آپس میں لڑا ہے ہیں اور گڑے مڑے اکھاڑ رہے ہیں وہ نہ

سنتی ہیں نہ شیعہ بلکہ یزیدی خارجی ہیں۔ آج یزیدیت کا گن گانے والے اور حسینیت پر بغاوت کا الزام لگانے والے، بنو امیہ کے ترانے گانے والے اور آل محمدؐ پر ظلم و ستم کرنے والے ان کو میں نہ سنتی کہہ سکتا ہوں نہ شیعہ کہہ سکتا ہوں بلکہ میں ان کو یزیدی کہہ سکتا ہوں مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

تبصرہ

نہروال خارجی جو تھے وہ حضرت علی المرتضیٰ کی تکفیر کرتے تھے (العیاذ باللہ) لیکن موجودہ دور

میں جو محمود احمد عباسی کے پیروکار ہیں وہ حضرت علی المرتضیٰؑ کی تکفیر نہیں کرتے البتہ

ان پر تنقید و جرح کرتے ہیں اور ہم بھی ان کے خلاف ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے رد میں ہی یہ کتابیں لکھی ہیں۔ خارجی فتنہ حصہ اول و حصہ دوم (بحث فسق یزید) اور کشف خارجیت اور آپ نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا ہے کہ: محمود احمد عباسی ملعون نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا "خلافت معاویہ و یزید"

جس کے بارے میں شیعہ نے بھی قلم اٹھایا تھا۔ برادران اہلسنت نے بھی قلم اٹھایا تھا۔ شیعوں سے زیادہ جواب اہلسنت نے لکھے الخ لیکن ڈھکڑھکڑ صاحب! کیا آپ نے بھی عباسی تصانیف کے جواب میں کوئی کتاب

لکھی ہے؟ اور نہیں لکھی تو کیوں؟ حالانکہ آپ نے صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین کے خلاف کتابیں لکھی ہیں۔ میں نے اب تک کسی شیعہ کی کتاب ایسی نہیں دیکھی جس میں عباسی کی کتابوں کا مفصل جواب

ہو۔ واللہ اعلم۔ اور آپ دے بھی نہیں سکتے کیونکہ خارجی تو آپ کو ترکی بر ترکی مٹاتے ہیں۔ ان کا صحیح جواب

بھی ہم اہل سنت ہی دے سکتے ہیں لیکن ہمیں حضرت علی المرتضیٰؑ کی شرعی عظمت بھی ملحوظ رہتی ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰؑ قرآن کے موعودہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں اور قطعی حجتی ہیں اور ان کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔

② آپ محمود احمد عباسی اور ان کے پیروکاروں کو مسلمان کیوں نہیں سمجھتے حالانکہ وہ اسی کلمہ اسلام اور

اذان کے قائل ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور وہ قرآن کی تحریف کے بھی

قائل نہیں اور قرآن کو اہل سنت والجماعت کی طرح محفوظ مانتے ہیں مگر آپ ان کی تکفیر غالباً اسی لیے کر رہے ہیں کہ وہ

حضرت علی المرتضیٰؑ کی خلافت کو مجروح کرتے ہیں لیکن یہ بھی آپ سوچیں کہ آپ پہلے تین خلفائے راشدین حضرت

ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین کی نہ صرف خلافت کے منکر ہیں بلکہ ان کو مومن بھی

تسلیم نہیں کرتے (العیاذ باللہ) تو پھر اہل سنت والجماعت آپ کے بارے میں کیا فیصلہ کریں۔

③ جناب مولانا حق نواز جھنگوی مرحوم نہ خارجی تھے نہ عباسی کے پیرو تھے اور نہ ہی یزیدی تھے بلکہ وہ

صیغہ مسلک سنی مسلمان تھے اور سپاہ صحابہؓ کی اکثریت بھی خارجی اور یزیدی نہیں ہے البتہ ان میں بعض

ایسے لوگ بھی گھس گئے ہیں جو عباسی ذہن کے حامیان یزید ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ جماعت المسلمین

ہونی چاہیے۔ ملک میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو یزید کو عادل بلکہ خلیفہ راشد کرتے ہیں حالانکہ یہ ظہر میں

اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اور ایسے لوگ بظاہر بہت قلیل ہیں لیکن آپ ان کو سانسے رکھ کر

صحیح المسک اہل السنۃ والجماعت کو بھی مطعون کرنے کی مذہب کو شیش کر رہے ہیں۔

دیوبندی بریلوی اختلافی مسائل کی نوعیت جداگانہ ہے۔ آپ اس اختلاف

بریلوی مسلک

سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور مفلطہ اور تقریر میں یہ تاثر دے رہے

ہیں کہ وہ سنی ہیں اور وہ آپ کے بھائی ہیں حالانکہ بریلوی حساس علماء بھی شیعہ جارحیت کے مخالف ہیں اور

بریلوی مسلک کے امام جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم نے روافض کے خلاف اکابر علماء دیوبند سے

بھی سخت فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ایک رسالہ رد الرافضہ جس کے شروع میں ہی ایک استفتاء کے

جواب میں لکھتے ہیں کہ: رافضی برائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے

کتب معتبرہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ رائے ترجیح و فتاویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔ درختار مطبوعہ

مطبع ہاشمی ص ۶۳ میں ہے الخ

۲ بھر رائے کے حوالہ سے لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر

کافر ہے۔ (ص ۶)

۳ شیخین رضی اللہ عنہما کو برا کہنا ایسا ہے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا اور امام

صدر رشید نے فرمایا۔ جو شیخین کو برا کہے یا تبرکے کافر ہے۔ (ص ۱۲)

۴ شفاء مولف قاضی عیاض محدث کے حوالہ سے لکھتے ہیں: اور اس طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی

رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ (ص ۲۱)

مجتہد ڈھکونے اپنی تقریر میں یہ بھی لکھا ہے کہ

کیا ڈھکوصاحب اس قرآن کو مانتے ہیں (ہم پر الزام ہے کہ) یہ تو قرآن کو نہیں مانتے یا

قرآن کی تحریف کے قائل ہیں۔ اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر کہو۔ آج تک آپ نے اپنی پوری زندگی

میں کوئی اس تسبیح پائے دے قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن دیکھا ہے۔ کوئی پڑھا ہے۔ ساری دنیا

جانتی ہے کہ سنی ہو یا شیعہ اسی قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اسی قرآن کو یاد کرتے ہیں۔ تو اسی قرآن کا ایک کو

قائل اور دوسرے کو منکر بنانے کا جواز کیا ہے۔ بے دے کے ان کے پاس ہماری دو چار روایتیں

ہیں کہ فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے کہ یہ آیت مجید علیہ السلام کے زمانے میں یوں پڑھی جاتی تھی آج

یوں پڑھی جاتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں اس آیت کے بعد یہ آیت تھی آج وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اگر ان دو چار روایتوں کی بنا پر جو ہماری بعض کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اگر منکر قرآن قرار دینا ہے تو پھر لازم آتا ہے کہ اس آسمان کے تلے اور اس زمین کے اوپر منتشر فرقوں میں سے کوئی بھی قرآن کا قائل نہیں کیونکہ جو روایتیں ہماری کتابوں میں ہیں۔ ہماری اصول کافی یا فصل الخطاب ہیں تفسیر درمنثور اور تفسیر ابن جریر میں ہیں۔ اگر ان روایتوں کے باوجود تمہارے ایمان بالقرآن میں کوئی خلل نہیں آتا تو ان روایتوں کی وجہ سے ہمیں کیوں منکر قرآن قرار دیا جاتا ہے۔ اگر وہ روایت آپ کے نزدیک معتبر نہیں ہیں تو ہمارے نزدیک بھی معتبر نہیں ہیں۔ اگر آپ کی روایتوں کے راوی مستند نہیں ہیں تو ہماری روایتوں کے راوی بھی معتبر نہیں ہیں۔ الخ

۱۔ آپ کا موجودہ قرآن کو پڑھا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ موجودہ قرآن (الجواب) کو محرف و مبدل نہیں مانتے کیونکہ آپ کو حکم ہی یہی ہے کہ دکھلا دے کے لیے

فی الحال یہی قرآن پڑھتے رہیں۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی اصح الکتب اصول کافی میں یہ روایت ہے۔ راوی کتاب ہے کہ: ایک شخص نے حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھا۔ میں کان لگا کر سن رہا تھا۔ اس کی قرات عام لوگوں کی قرات کے خلاف تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح نہ پڑھو بلکہ جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو جب تک ظہور قائم آل محمد (یعنی امام مہدی) نہ ہو۔ جب ظہور ہوگا تو وہ قرآن کو صحیح صورت میں تلاوت کریں گے اور اس قرآن کو نکالیں گے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لیے لکھا تھا الخ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۳۱۔ کتاب فضل القرآن) یہاں یہ ملحوظ ہے کہ اصول کافی کا ترجمہ شافی شیعہ ادیب اعظم مولوی طہر احسن امر دہری نے لکھا ہے: ترجمہ میں جو انہوں نے مغالطہ دیا ہے اس کی نشاندہی "ستی مذہب حق ہے" ص ۲۵ پر میں نے کر دی ہے اور اس روایت سے ثابت ہوا کہ اصل قرآن تو حضرت امام مہدی کے پاس ہے اور یہ قرآن اصل نہیں ہے۔ ورنہ اگر بروایت شیعہ اصل قرآن یہی ہوتا تو امام جعفر صادق دوسرے اصل قرآن کا کیوں حوالہ دیتے۔ یہ روایت اصول کافی کی ہے جس کے بارے میں شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتاب حضرت امام مہدی کے ہاں پیش کی گئی ہے اور آپ نے اس کے متعلق فرمایا تھا کہ هذا کتاب لشیعتنا یعنی یہ ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے اور پھر کافی ہی اس کا نام پڑ گیا اور ڈھکوسا صاحب شافعی کے

مقدمہ میں تسلیم کر لیا ہے کہ الکافی کو امام ممدی کی رضائے سکوتی حاصل جیسا کہ میں نے ردائم میں اپنی صحیح کتاب
بشارت الدارین میں اس کی بحث کر دی ہے۔

۲ شیخ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی روایت پیش کرتے ہیں کہ ابو بکر نے جناب امیر کو بیعت کے
لیے بلایا۔ جناب امیر نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کر لوں گھر سے باہر نہ آؤں اور
چار در کدھے پر نہ ڈالوں۔ بعد چند روز کے فرقان ناطق یعنی جناب امیر نے قرآن کو جمع فرمایا اور جزو اول
میں رکھ کر سر مہر کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر مجھے مہاجرین و انصار میں ندا فرمائی کہ اے گروہ مردمان
جب میں دفن پیغمبر آخر الزماں سے فارغ ہوا بحکم آنحضرت قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جمع آیات
سورہائے قرآنی کو میں نے جمع کیا اور کوئی آیہ آسمان سے نازل نہ ہوا جو حضرت نے مجھے نہ سنایا ہو اور
اس کی تعلیم مجھے نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقین قوم و آیات نص خلافت
جناب امیر پر صریح تھے اس وجہ سے نے اس قرآن سے انکار کر دیا۔ جناب امیر خشمناک اپنے
حجرہ طاہرہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمد (یعنی حضرت مہدی)
نہ دیکھو گے۔ (جلال العیون مترجم اردو جلد اول ص ۲۰۳ ناشر شیعہ جزل و بک اکیسی اندرون ہوجی روڈ
لاہور) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شیعہ قرآن میں صرف ترتیب کی تبدیلی کے قائل نہیں بلکہ ان کے نزدیک
اصل قرآن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق میں جو آیات نازل ہوئی تھیں صحابہ نے ان کو مٹا دیا
جو منافقین کی مذمت میں نازل ہوئی تھیں ان کو بھی نکال دیا اور وہ آیات اب اس قرآن میں نہیں ہیں۔
۳ ڈھکو صاحب کا یہ کہنا بھی زرا جھوٹ ہے کہ تحریف قرآن کی تین چار آیتیں ان کی کتابوں میں پائی
جاتی ہیں۔ حالانکہ دو ہزار سے زائد روایتیں ان کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں جو مستفیض اور متواتر ہیں۔
چنانچہ شیعہ مجتہد علامہ حسین بن محمد تقی النوری متوفی ۱۳۲۰ھ لکھتے ہیں:

قال السيد نعمة الله الجزائري في بعض مولفاته عنه ان الاخبار بالردة على

ذلت تزید علماء الفی حدیث واد استقامتھا جماعتہ کالمفید المعقق الداماد والعلامة
المجلسی وغیرہم بل الشیخ ایضاً صرح فی البیان بکثر تھا بل آدمی تو اترھا جماعتہ یاتی ذکرہم
(فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ص ۲۲۴): سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا
ہے کہ جو حدیثیں تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں وہ دو ہزار سے زیادہ ہیں اور ایک جماعت نے دعویٰ کیا

مردہ احادیث مستفیض میں جیسے مفید محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم بلکہ شیخ طوسی نے بھی تفسیر بیان میں ان روایات کی کثرت کی تصریح کی ہے بلکہ ایک جماعت محدثین نے ان روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے جن کا ذکر آگے آئے گا۔ (صفحہ ۲۲۷)

علامہ نوری طبرسی (متوفی ۱۳۲۰ھ) کی یہ کتاب ایران میں ۱۲۹۸ھ میں چھپی ہے اور باوجود اس کے کہ علامہ نوری طبرسی مؤلف کتاب فصل الخطاب مراخا قرآن مجید میں ہر طرح تحریف کے قائل ہیں مگر مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو نے اپنی کتاب احسن الفوائد میں علامہ نوری کے ایک شاگرد کی زبانی ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ شیخنا الاجل الاعظم و عمادنا الرفع الاقوم صفوة المتقدمین والمتأخرین خاتم الفقہاء والمحدثین ثقتہ الاسلام وناشر آثار الائمہ الطاہرین علیہم السلام پھر ڈھکو صاحب خود ان کے متعلق لکھتے ہیں۔ بہر حال ان کی جملات قدر و عظمت شان حدیث سے باہر ہے۔ اگرچہ ایک محدث خبیرو نقاد بصیر ہونے کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں مگر وہ علم کلام میں بھی پوری دسترس رکھتے ہیں الخ (صفحہ ۲۲۷)

اگر ڈھکو صاحب تحریف قرآن کے قائل نہ ہوتے تو تحریف قرآن کے قائل بلکہ اس پر دلائل دینے والے محدث نوری طبرسی کی مدح میں وہ اس قدر کیوں رطب اللسان ہوتے۔ باقی رہا یہ کہ کتب الہست میں بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ الہست کی جو روایات ہیں ان سے نسخ آیا یا اختلاف قرات کا ثبوت ملتا ہے اور پھر یہ روایات بھی آحاد ہیں نہ کہ متواتر علاوہ ازیں کوئی سنی عالم ان روایات کی بنا پر یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن میں تحریف و تبدیلی ہو گئی ہے۔ بلکہ ہر سنی عالم اس شخص کو کافر قرار دیتا ہے جو دصال نبوی کے بعد قرآن مجید میں تحریف و تبدیلی کا قائل ہے۔ کیا ڈھکو صاحب بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص تحریف قرآن کا قائل اور ہے وہ کافر ہے۔

میرے کہنے میں کیا ہے آزمائے جس کا جی چاہے

۴ ڈھکو صاحب خود بھی تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب اثبات الامامت لمبع دم ص ۳۱۲ پر الہست کی طرف سے ایک اہم سوال کے جواب میں لکھتے ہیں، علی اور تحقیق جواب یہ ہے کہ فریقین کی بعض روایات کے مطابق ائمہ اطہار علیہم السلام کے

اسماء گرامی قرآن مجید میں موجود تھے مگر جمع قرآن کے وقت انہیں نظر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ ہماری تفسیر صفائی ص ۹۱ مقدمہ ششم طبع ایران بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا۔ **لَوْ قُرِئَ الْقُرْآنُ كَمَا أُنْزِلَ لَا تَفْسِدُوا فَايَهُ** اگر قرآن کو اسی

طرح پڑھا جاتا جس طرح نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں نام بنام موجود پڑتے احسن الفوائد ص ۹۱ جب بارہ اماموں کے نام قرآن مجید میں نازل ہوئے تھے تو صرف نام ہی تو نہیں ہوں گے بلکہ ان کی صفات کا بھی تذکرہ ہوگا۔ تو اتنا حصہ جب قرآن مجید میں سے نکال دیا گیا تو باقی قرآن کیونکر قابل اعتماد ہو سکتا ہے۔ تو فرمائیے کہ کیا ڈھکو صاحب کا اس قرآن پر ایمان باقی رہا۔ علاوہ ازیں ماہنامہ خیر العمل نومبر ۱۹۸۱ء کے ادارہ بعنوان "فتہ بدوایا اولی الالباب" میں واضح طور پر ڈاکٹر حسن مرزا عسکری نے بزرگم خود قرآن میں صحابہ کرامؓ کے ناموں کو تحریف ہونے کے دلائل و شواہد پیش کیے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں:

۱۔ تنزیل قرآن میں ہزامیہ اور دوسرے قریش کے شتر مناقین کے بدنام نازل ہوئے تھے جو مصحف عثمانی سے مفقود ہیں۔ قرآن میں اگر ایک دشمن رسول (یعنی ابولسب) کا نام آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ رسول اللہ کے جو جانی دشمن تھے ان کے اسمائے نامبارک کو بتلانے سے پرہیز کرتا۔ ابولسب ہاشمی نے اگرچہ زبانی کلامی دشمنی کی تھی تو اس کا نام ہی نہیں بلکہ ایک مکمل سورۃ اللہ نازل اس کی بیوی حماتہ المخطب (ابوسفیان کی بہن ام جہل) کا ذکر نام یہ بغیر آگیا۔ مگر ایسے موزیان رسول کے بدناموں کا قرآن میں ذکر نہیں ہے جنہوں نے رسول اللہ کی تہک حرمت کی اور آپ کو لمولمان کر دیا اور آپ کو ضربات شدید پہنچائیں اور آپ کے اعضاء کو توڑ دیا یعنی دندان مبارک کو شہید کر دیا۔ ابولسب کے لیے قطعاً مشکل نہیں کہ وہ عقل دوڑا کر سمجھ لیں کہ اہل حسبتاً اور سقیفائی خلیفے چونکہ خود قریشی تھے اور جامع القرآن چونکہ خود اموی تھا اس لیے احترام خلافت کو برقرار رکھنے کے لیے قرآن اپنی کے نو خیزوں نے قریشی اور اموی موزیان رسول کے بدناموں کو خارج دفتر کر دیا۔ مگر مفسرین نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا سالم۔ تحریف قرآن کی مزید عبارات میرے کتابچہ "عظیم فتنہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد حسین ڈھکو اور ماہنامہ خیر العمل کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر حسن عسکری بن مرزا احمد علی کی مندرجہ تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اس موجودہ قرآن کو جو خلفائے راشدین کے دور سے امت کے پاس ہے تحریف اور مبتدل مانتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود ڈھکو صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہم اس قرآن

کہانتے ہیں بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ اب ڈھکو مجتہد خود ہی اپنے اجتہاد کی بنا پر یہ فیصلہ دے سکتے ہیں کہ جو شخص قرآن میں تحریف و تبدیلی کا قائل ہو وہ کافر ہے یا مسلمان ۔

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں : ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اپنی تقریر میں ڈھکو صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ : ہاں ہم فردر دفاع کا حق رکھتے ہیں اور ہم اپنی قوم کو کہہ رہے ہیں کہ بیشک اپنا دفاع مضبوط

بناؤ۔ ہم کسی کو نہیں چھیڑتے۔ ہمیں اپنا دفاع اتنا مضبوط اور مربوط بنانا چاہیئے کہ اگر خواہ مخواہ کوئی ہمیں چھیڑے تو پتہ کر جائے اور اگر جائے تو نسلوں کو بھی تبا جائے کہ ان کو نہ چھیڑنا۔

مجتہد ڈھکو صاحب کی یہ دھکیاں اور چیلنج بازیاں شرف خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے طرز عمل تبصرہ اور عظیم کردار کے خلاف ہیں کیونکہ حسب اعتقاد شیعہ حضرت علی المرتضیٰ نے کچھ ایسے صبر و ضبط سے کام لیا کہ باوجودیکہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت بلا فصل کے لیے آپ کو نامزد کیا تھا اور یہ خلافت ایک دینی اور شرعی خلافت نبوت تھی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے تین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے قریباً ۲۴ سالہ در خلافت میں گزار دیے۔ باعتقاد شیعہ صحابہ کرام نے حضرت فاطمہ الزہراء کی پسلیوں کو توڑا، محسن کو شہید کیا اور شیر خدا کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر کی بیعت کے لیے لے گئے اور آپ کے مخلص صحابہ حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت عمارؓ بن یاسر نے بھی جبراً بیعت کر لی لیکن شیر خدا نے انہیں نکالتے کے مقابلہ میں ہاتھ تک نہیں اٹھایا۔ جب انہوں نے اپنے حق کا دفاع نہیں کیا تو آپ ان کی اطاعت کا دعویٰ کرنے والے اپنے دفاع کا حق طلب کر رہے ہیں اور شیعوں کو مجمع عام کی تقریر میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر رٹنے مارنے پر اکسار رہے ہیں اور اشتعال دلا رہے ہیں۔ اس چہ بوا العجیبت

مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو مجتہد کے شائع کردہ پمفلٹ اور تقریر میں جو اہم مسائل تھے

دعوتِ فکر ان پر میں نے بحث کر کے ڈھکو صاحب کے مغالطات اور کمذبات کی نشاندہی کر دی ہے۔

تعلیم یافتہ شیعوں کے لیے خصوصاً اس میں دعوتِ فکر ہے کہ وہ فہم و دیانت سے کام لے کر امر حق معلوم کریں اور بغیر خوف و لوم لائم اتباع حق کو اپنا نصب العین بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع و استقامت نصیب فرمائیں۔ بجاہ ابی الکریم

صلی اللہ علیہ وسلم۔ وما علینا الا البلاغ

خادم المہنت مظہر حسین غفرلہ، ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

مدت خلفائے راشدین

حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب مدظلہ، امیر تحریک خدام المسنت پاکستان ضلع لاہور

صداقت کا جہاں جن سے منور، عدالت کا چمن جن سے معطر
 سخاوت اور حیا کے مہر اور، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 خدائے پاک کے محبوب یہ ہیں، حبیب حق کے بھی محبوب یہ ہیں
 تمامی ملتوں کے یہ ہیں سرور، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 سیاست تھی برائے دین جن کی، خلافت آیت تمکین جن کی
 گواہ ہے سورۃ النور جن پر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 چلے بطحا سے یہ مردانِ غازی، سپاہی دن کے راتوں کے غازی
 مٹائی شانِ کسریٰ آنِ قیصر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 یہی رونق بنے صحنِ چین میں، کلی میں پھول میں سرو سمن میں
 یہی ہیں معدنِ قرآن کے جوہر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 ملی ان سے جہاں بھر کو سعادت، یہ کلمہ ہو کہ قرآن اور سنت
 ہے صدقہ ان صحابہؓ کا برادر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 جمالِ ہمیشگی کے اثر سے، انق رنگین ہوا ان کی نظر سے
 بنا ہے ان کا سینہ مشک و عنبر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 یہی ہیں رونقِ محراب و منبر، کسے تعریف جن کی رب اکبر
 کلماتِ نبوت کے ہیں منظر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 معیتِ مصطفیٰ سے تھے مشرف، اشداء علی الکفار ہے وصف
 مؤدت کے عبادت کے شانور، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 یہی پہچان اب خدام کی ہے، خلافت راشدہ حق چار کی ہے
 ہوا اجماع سب امت کا جن پر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 کسے جو تین کو حق، خارجی ہے، کسے جو ایک کو حق رافضی ہے
 کہ حق ہونے میں ہیں چاروں برابر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 بنی پاک نے پودا لگایا، خدائے پاک نے اس کو بڑھایا
 بنا وہ شجرہ طوبیٰ تن در، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
 صحابہؓ پھول ہیں باغِ نبیؐ کے، یہی ہیں واسطہ دینِ علیؑ کے
 بنے ہیں رونقِ محراب و منبر، ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

مولانا قاضی شمس الدین درویش اور زیدی ٹولہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب مدظلہ

مولانا قاضی شمس الدین صاحب ساکن درویش ضلع ہری پور (ہزارہ) کا ایک مضمون ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان (ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ - جون ۱۹۹۰ء) میں بعنوان ”جاہلانہ وقاحت کی عالمانہ وضاحت“ شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب فاضل دیوبند (خطیب جامع مسجد زکریا مخدوم پور پھوڑاں ضلع خانیوال ملتان) کے کتابچہ ”مولوی سید عطاء الرحمن شاہ صاحب بخاری کی جاہلانہ جسارت“ کے جواب میں ہے۔ جو تحریک خدام اہل سنت مخدوم پور نے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا تھا۔ اور جاہلانہ جسارت مولانا سید عطاء الرحمن شاہ صاحب بخاری (ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کے ان مضامین کے جواب میں لکھی گئی ہے جس میں انہوں نے اس خادم اہل سنت کی بعض عبارتوں پر ناجائز تنقید کی تھی۔ مولانا سید محمد امین شاہ صاحب اور مولانا قاضی شمس الدین صاحب دونوں ضلع ہری پور کے رہنے والے ہیں۔ مولانا محمد امین شاہ صاحب کئی سالوں سے مخدوم پور میں مقیم ہیں۔ اور نچتہ کار اور تجربہ کار کتابی مدرس ہیں منقولات ہوں یا محتولات ہوں۔ بڑی بڑی کتابیں وہ پڑھاتے رہے ہیں اب بوجہ بیماری اور بڑھاپے کے تدریس میں کمی کر دی ہے لیکن عزم و ہمت میں جوانوں کے لئے قابل رشک ہیں۔ جماعتی طور پر شاہ صاحب موصوف مجلس احرار کے ساتھ منسلک رہے ہیں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خصوصی خادمانہ تعلق رہا ہے اور تحریک ختم نبوت میں قربانیاں دیتے رہے ہیں۔ ان کی شجاعت اور بہادری مسلم ہے۔ اب آپ تحریک

غلام اہل سنت سے وابستہ ہیں۔ اور مسلک حق پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ سلوک طریقت میں آپ شیخ العرب والجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کے متوسلین میں سے ہیں اور حضرت مدنی کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ساکن قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان) کی طرف سے مجاز طریقت بھی ہیں۔

قاضی شمس الدین صاحب کی شخصیت ایک مولانا قاضی شمس الدین صاحب مرحوم ہیں جو حسن ابدال میں خطیب رہے ہیں مرحوم

بھوٹی گارڈ کے رہنے والے ہیں۔ ان کے بڑے بھائی حضرت مولانا عید الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ان سے چھوٹے اور قاضی شمس الدین سے بڑے حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب ہیں۔ ان تینوں حضرات کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے صحیح المسلك ہیں۔ لیکن قاضی شمس الدین صاحب جو نقیب ختم نبوت میں لکھنے والے ہیں یہ دوسرے ہیں۔ ان کے متعلق ماہنامہ نقیب ختم نبوت (جون ۱۹۹۰ء) میں جو تعارف شائع ہوا ہے اس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں اس مقالہ کے لکھنے والے کے متعلق ہمارے بہت سے قارئین شاید اس نام سے مانوس نہ ہوں۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین مدظلہ (ساکن موضع درویش ہری پور ہزارہ) اہل سنت کا عظیم علمی اور روحانی سربراہ ہیں۔ عمر مبارک سنہ ۷۰ برس سے متجاوز ہیں اور ضعیفی اور ناتوانی نے آ لیا ہے۔ لیکن اب بھی ایمانی قوت عمل سے سرشار اور باطل انکار و اعمال کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کا ایک زندہ ثبوت پیش نظر مقالہ ہے آپ کی معرکہ الاراکتوں کے مصنف ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ آپ ابو حنیفہ ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و رشید اور قطب العالم حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف کے خلیفہ مجاز ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف کی تاریخ تحفہ سعیدیہ میں آپ کے حالات زندگی کی کچھ تفصیل ملتی ہے جس کے مطابق آپ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں موضع کوٹ نجیب اللہ تحصیل ہری پور ہزارہ میں حضرت مولانا فیروز الدین قدس سرہ کے گھر متولد ہوئے۔ والد مرحوم معقول و منقول کے حلیل القدر عالم تھے۔

(۲) غرض اس علمی ادبی گھرانے میں قاضی صاحب موصوف نے علوم متداولہ کی تحصیل کی

پھر دورہ حدیث ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء علامہ مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں مدرسہ امینیہ دہلی میں پڑھا۔ پہلی بیعت بزمانہ طالب علمی ۱۳۵۰ھ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سرور کی قدس سرہ سے کی تھی۔ مگر قاضی صاحب موصوف کے بیان کے مطابق طالب علمانہ مشاغل اور آزادانہ روی تحصیل مقامات میں حائل رہی۔ دریں اثناء ۱۳۵۴ھ میں حضرت پیر صاحب کا وصال ہو گیا۔ ۱۳۶۰ھ میں حضرت اقدس (مولانا عبداللہ صاحب) کی بیعت سے شرف ہوئے اور سلوک نقشبندیہ مجربہ کی تکمیل کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔ آپ علم فقہ و حدیث میں خصوصی دستگاہ کے علاوہ مذاہب باطلہ خصوصاً قادیانیت کے ابطال سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ نہایت منکر المزاج۔ عالی حوصلہ بلند اخلاق اور مرتجہ مرتجباں بزرگ ہیں۔ حضرت اقدس کی وفات کے بعد موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحب قبلہ سے تجدید بیعت کر کے مدارج عالیہ میں سرگرم ہیں۔ (تحفہ سعیدیہ ص ۳۲) واضح رہے کہ حضرت موصوف نے یہ مقالہ بھی حضرت شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد ظہم کے حکم خاص پر سپرد قلم فرمایا ہے ورنہ اس سے قبل آپ کو کچھ تامل تھا جس کا سبب معاندین احرار کے پردیگنڈے کا طوفان بدتمیزی تھا۔ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے نام اپنے مکتوب میں آپ خود فرمانے ہیں :-

فقیر کا ذہن پہلے آپ کی طرف سے صاف نہ تھا۔ پھر فقیر خانقاہ شریف سراجیہ کنڈیاں گیا۔ اور قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب سے آپ کا تذکرہ ہوا۔ تو حضرت صاحب نے یہ تاکید فرمایا کہ مولانا عطاء المحسن شاہ صاحب کی مکمل امداد کریں۔ اس حکم کی وجہ سے آپ کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو گئی اور یہ مضمون پوری لگن سے لکھا ہے۔ خدا کرے آپ کو پسند آجائے۔“

تبصرہ مولانا قاضی شمس الدین صاحب موصوف کے متعلق پہلے میں یہ سمجھنا تھا کہ آپ نے دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں پڑھا ہے۔ اور آپ فاضل دیوبند ہیں۔ مندرجہ تعارفی مضمون سے معلوم ہوا کہ آپ نے دورہ حدیث مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

(۲) قاضی شمس الدین صاحب موصوف سے میری ملاقات غالباً دو تین مرتبہ ہو چکی ہے۔ ایک دفعہ چکوال بھی تشریف لائے تھے۔ اور سنی کانفرنس بھیں (چکوال) میں میری تقریر کے دوران

بھی شیخ پر تشریف فرما ہوئے تھے۔ اور بہت عرصہ پہلے ٹیکسلا میں بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جبکہ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر گھر آ گیا تھا۔ والد صاحب مرحوم اہل سنت والجماعت کی طرف سے علمی اور اعتقادی دفاع کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اور راولپنڈی عدالت میں آپ کا بیان بھی ہوا تھا جس میں شیعہ مذہب کی ضروری کتابیں بھی پیش کی تھیں بس اتنا یاد ہے۔

(۳) قاضی صاحب موصوف سے گزشتہ چار پانچ سال سے فسق یزید اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا کے سلسلے میں تحریری بحث بھی رہی ہے جس کے بعض اہم مندرجات بعد میں پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴) قاضی شمس الدین صاحب کا المیہ یہ ہے کہ یزید اور مسئلہ اجتہادی خطا کے بارے میں نہ وہ اپنے استاد حدیث مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کے متبع ہیں اور نہ ہی وہ اپنے پہلے شیخ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو ملتے ہیں۔ اور نہ ہی ان مسائل و عقائد میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے پیروکار ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہیں نچتہ دیوبندی نقیب۔
مجددی۔

مفتی اعظم حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ سے کسی نے

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب

سوال کیا کہ :- جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی

جنگ تھی؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ :- جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پہلو غالب تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی۔ مسلمانوں اور مسلمانوں ہی کی باہمی لڑائی تھی۔ ایک قرنی باطل پر تھا۔ اور اس کی طرف

سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے خفائیت مظلومیت

اور صبر و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔ (کفایت المفتی جلد اول - کتاب العقائد ص ۲۸)

(۲) سوال :- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت غضب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح اور درست ہے۔

جواب :- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے۔ انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور اولیٰ و افضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی۔ کیوں کہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (یعنی کوئی شخص قیامت کو دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا) اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہیئے۔ (کفایت المفتی جلد اول۔ کتاب العقائد ص ۲۲۸ م)

کیا قاضی صاحب موصوف اپنے اسناد حدیث حضرت مفتی اعظم کی مندرجہ تحقیق کو تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت پیر صاحب گولڑوی

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ قاضی صاحب درویش کے سابق شیخ ہیں اور موصوف نے مجھے اپنے خط (مورخہ ۱۶ رجب ۱۴۰۲ھ میں بھی لکھا ہے کہ :- نیز فقیر نے ایک اور کتاب لکھی ہے خلافت راشدہ۔ سبائیت سے مودودیت تک۔ اس میں صدر اول کے سبائیوں سے لیکر زمانہ حال کے مودودی صاحب تک سبائیوں کی تاریخ آگئی ہے۔ نیز حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات بھی لکھی ہے۔ حضرت پیر صاحب کے علمائے دیوبند سے عقیدہ تہذیب و تعلقات تھے اور پیر صاحب بالکل صحیح العقیدہ بزرگ تھے۔

(تبصرہ) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے متعلق ان کی سوانح حیات ”مہر منیر“ ص ۱۴۳ پر لکھتے ہیں :-

یزید اور اس کے حواریوں پر لعنت بھیجنے کو ناجائز قرار نہیں دیا مگر فرمایا بے سود امر ہے۔ اس کی بجائے آل رسول پر درود پڑھنا بہتر ہے۔“

(۲) حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”تصفیہ ما بین بنی و شیعہ“ میں خلافت راشدہ پر مفصل بحث کی ہے اور خلفاء اربعہ (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو امتیاز اختلاف کا مصداق قرار دیا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :- سورۃ النور میں مندرجہ بالا آیت (وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) الایۃ کے مصداق بھی ہیں حضرات اربعہ مع الاخوان من الصحابہ ہیں۔ بنو امیہ۔ جناب معاویہ و بنو عباس آیت اختلاف سے خارج ہیں کیونکہ جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے مراد آیت اختلاف سے وہ لوگ ہیں جو سورۃ نور کے نزول کے وقت حاضر تھے النحر (ص ۶)

(۳) حضرت صاحب گولڑوی بارہ خلفاء والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

خلفاء اربعہ کے بعد خلافت کی صورت ہی باقی رہی۔ اور معنی بالکل ہی ختم ہو گیا جیسا کہ امیر معاویہؓ کا دور حکومت چنانچہ حدیث شریف میں ہدثہ علی دین (یعنی صلح بر فساد) کے جو الفاظ وارد ہیں ان کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے بعد سلسلہ خلافت بالکل جبری حکومت اور دعوت الیٰ جہنم تک پہنچ گیا۔ لیکن مثبتیت از دی کے تقاضا سے پھر ایک ایسا انقلاب رونما ہوا جس میں خلافت راشدہ کی جھلکیاں اور تابانیاں نظر آنے لگیں۔ یہ مبارک دور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔ ————— الخلفاء بعدی ثلثون سنۃ (میرے بعد تیس سال خلافت ہوگی) والی حدیث میں صرف خلافت خاصہ کا ملہ مراد ہے۔ — اہل سنت کے نزدیک خلافت کے باطنی مفہوم کے لحاظ سے اور اہل شیعہ کے نزدیک اصطلاحی معنی کے لحاظ سے امام کے لفظ کا اطلاق ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر صحیح اور جائز ہے ان حضرات کے علاوہ دوسرے حضرات کو دینی پیشوا ہونے کی بناء پر امام کہا جاسکتا ہے۔ لیکن ان حضرات کی خصوصیات مختصہ انہی کی ذوات مقدمہ تک محدود ہیں۔ (فتاویٰ مہر یہ ص ۱۲۵-۱۲۶)

تبصرہ

حضرت پیر صاحب گولڑوی زید پر لعن کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور میں نے اپنی کتاب "بشارات الدارین" میں زید پر لعنت کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا مفصل ارشاد نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے، پس جواز لعن اور عدم لعن کا ملازما راسخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے۔ کیوں کہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب۔ محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا مصیبت کا اچھا نہیں" (ص ۲۷)

(۲) حضرت پیر صاحب نے آیت اشکلاف کا مصداق صرف خلفاء اربعہ (یعنی چار بارہ) کو قرار دیا ہے اور حضرت معاویہؓ اور یزید امیہ اور بن عباس کے دوسرے خلفاء کو اس آیت کے مصداق سے خارج کیا اور حضرت پیر صاحب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت کی صورت قرار دیا ہے نہ کہ حقیقت نیز خلافت راشدہ خاصہ کو تسلسل سال تک محدود فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت پیر صاحب نے بارہ ائمہ اہل بیت پر ان کی خصوصیت کی وجہ سے باطنی امامت کی بنیاد پر لفظ امام کا اطلاق جائز قرار دیا ہے اور حضرت موصوف ان ائمہ کیلئے علیہم السلام بھی لکھتے ہیں تو ہمارا سوال ہے کہ قاضی درویش صاحب کے نزدیک حضرت پیر صاحب گولڑوی صحیح الغیبہ بزرگ ہیں تو کیا وہ ان کے

بیان کردہ عقائد سے متفق ہیں یا ان کو بھی اپنی اصطلاح کے مطابق سن من مانی ہی سمجھتے ہیں۔

حضرت گنگوہی مقتدائے زمان ہیں | میں نے بشارت الدارین ص ۱۹ پر لکھا ہے :- حضرت پیر

مہر علی شاہ صاحب گولڑوی حشٹی اور مولانا عبدالحی صاحب رحمہما کا مسئلہ طاعون میں تحریری مباحثہ ہوا تھا جس میں حضرت پیر صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی تحقیق پیش کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے — لہذا ہم نے مسائلین عن الصورة المذكورة كواجتناب از نقصان المكنة متعفنه واردة تبدیلی ہوا جواز خروج از نظام الطاعون کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ مقتدائے زمان حضرت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم در مولوی شیخ عبدالغفار صاحب نے در بارہ جواز خروج فتویٰ دیا ہے جس کی نقل ذیل میں موجود ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ۔ الْعَبْدُ الْمَلْتَاقِي اِلَى اللّٰهِ الْمَدْعُو بِمَجْهَرٍ عَلٰی شَآءِ عِقَاعَتِهِ رَبِّهِ رِسَالَةُ الطَّاحُونِ ص ۶۷

حضرت مجدد الف ثانی | امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :- بنوید بیدولت از مرثۃ فقہ است توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر اہل سنت است کہ شخص متعین را

اگرچہ کافر باشد تجویز لعنت نکردہ اند گمانکہ بتفہیم معلوم کنید کہ ختم ادب کفر بودہ کا بی اللہ الجہنی و امراۃ نہ آنکہ او شایان لعنت نیست (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی فارسی طبع قدیم جلد اول ص ۱۲۷) بنوید بیدلے نصیب فاسقوں کے ٹولہ میں سے ہے۔ اس پر لعنت میں توقف کرنا اہل سنت کے اس مقرر اصول پر مبنی ہے کہ اگرچہ کوئی کافر ہو لیکن اس کی تعیین کر کے اس پر لعنت جائز نہیں کہنے لگے اس شخص میں پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں کہ اس کا کفر پر مرنا یقینی ہو۔ مثلاً ابوالہب جہنی اور اس کی بیوی اور اس پر لعنت نہ کرنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس کا مصداق نہیں ہے

میں نے بنوید کے بارے میں حضرت مجدد صاحب کی مندرجہ عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے قاضی صاحب موصوف کو اپنے مکتوب محرمہ ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۲۰۵ھ میں یہ لکھا تھا کہ:- آپ ماشاء اللہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک ہیں لیکن بہت زیادہ تعجب خیز امر ہے کہ آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی اس تحقیق سے اختلاف رکھتے ہیں کہ بنوید بیدلے دولت از مرثۃ فقہ است۔ اور پھر قسق بنوید اہل اللہ والجماعت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ ان

سب حضرات کے پیش نظر بخاری شریف کی احادیث بھی تھیں۔ سانحہ کربلا۔ واقعہ حرہ اور شہادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی وہ واقف تھے۔ مفصل بحث تو انشاء اللہ تعالیٰ خارجی فتنہ حصہ دوم میں آرہی ہے۔ یہاں میری عرضداشت کا مقصد تو یہ ہے کہ آپ جیسے حضرات کے لئے تو صدیوں کے اکابر کی تحقیق سے اختلاف کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ آپ نے اس کے جواب میں دو مکتوب محرمہ یکم رجب ۱۴۰۵ھ یہ فرمایا ہے کہ: حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو یہ سبق سکھایا ہے کہ بزرگوں کا پورا ادب ملحوظ رکھ کر ان سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اور خود حضرت مجدد نے اپنے مکتوب ۲۵۱ دفر اول میں سید شریف جرجانی متوفی ۹۱۶ھ مؤلف شرح مواقف کی تردید کی ہے پھر مولانا عبدالرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ کی تردید کی ہے الخ

اس کے جواب میں بندہ نے مکتوب محرمہ ۲۷ رجب ۱۴۰۵ھ میں یہ لکھا تھا کہ:- آپ یہ بھی تو ملحوظ رکھیں کہ ان بڑوں سے اختلاف رکھنے والے کون ہیں:- جو مجدد اعظم ہیں وہ اختلاف کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کا وہ مقام نہیں اور حضرت مجددؒ نے صاحب ہدایہ کی تردید نہیں کی بلکہ ان کے قول کی توجیہ فرمائی ہے۔ الخ

بہر حال قاضی شمس الدین صاحب اپنی بات پر مصر رہے اور تا حال اکابر مجتہد سے اختلاف پر قائم ہیں۔ نہ وہ اپنے اسناد حدیث منفی اعظم مولانا منفی کفایت اللہ صاحب طوی کی تحقیق مانتے ہیں۔ اور نہ تمام اکابر دیوبند کی حالانکہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں۔ اور نہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی۔ لیکن اس کے باوجود اپنے آپ کو نقشبندی مجددی کہنے کہلانے پر مطمئن ہیں لیکن ان کے برعکس وہ یزید اور اجنبادی خطا کے مسئلہ میں غالباً محمود احمد عباسی کے پیروکار ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آج تک محمود احمد عباسی کے باطل نظریات کی تردید نہیں کی۔ حالانکہ وہ صراحتاً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی توہین کا مرتکب ہوا ہے جیسا کہ میں نے خارجی فتنہ حصہ اول میں اس کی بعض عبارتیں نقل کر دی ہیں۔ عباسی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ:-

حضرت علیؑ کی حضرت عثمان سے مخالفت اس قدر نمایاں تھی کہ ان کے عزیز و قریب ان کا مدینہ میں رہنا اس تازک وقت میں مناسب نہ سمجھتے تھے مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کا کہ وہ قتل کی سازش میں شریک تھے کوئی ثبوت نہیں ہے (تحقیق مزید ص ۸۴) یہ تو شیعوں کا عقیدہ ہے کہ

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ آپس میں دشمن تھے۔

کیا نقشبندی مجددی قاضی صاحب موصوف بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ آپ شیعیت کی تو واضح تردید کرتے ہیں لیکن محمود احمد عباسی کے خلاف کچھ نہیں لکھتے۔ کیا کچھ وال میں کالا کالا ہے۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب نقیب ختم نبوت ذی فعدہ کے زیر بحث مضمون کے آخر میں قاضی درویش صاحب لکھتے ہیں:- حضرت امیر شریعت کے ساتھ بے لوث محبت اور قبیلہ حضرت صاحب کنڈیاں شریف کے ارشاد کی تعمیل میں فقیر نے محنت اور کوشش سے یہ مضمون لکھا ہے۔ اللہ پاک اس محنت کو قبول فرمائیں۔ آمین (ص ۳۶)

تبصرہ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت صاحب کنڈیاں شریف والوں سے آپ نے کس مضمون کی اجازت مانگی اور انہوں نے حکم فرمایا۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح آپ نے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی بے لوث محبت کے جذبہ سے حمایت یزید میں یہ مضمون لکھا ہے اسی طرح حضرت مولانا خان محمد صاحب کے حکم کی بھی تعمیل کی ہوگی۔ حالانکہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے تو لاہور ہائی کورٹ میں یہ بیان دیا تھا کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا (مقتدرات امیر شریعت ص ۲۵۷ مرتبہ ابن امیر شریعت مولانا حافظ سید عطاء المنعم صاحب ابو معاویہ ابو ذر بخاری) یہ حوالہ میں نے خارجی فتنہ حصہ دوم (بحث فتنہ یزید) حاشیہ ص ۱۳ میں درج کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت امیر شریعت اپنی ایک فارسی نظم میں لکھتے ہیں:-

ہر کہ بدگفت خواجہ مارا۔ نیست ادبے گمان یزید پلید (شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے ص ۱۲۸ در مدح خواجہ غلام فرید) یہ حوالہ خارجی فتنہ حصہ دوم ص ۶۱۳ پر بھی لکھ دیا ہے نقشبندی صاحب کی یہ عجیب غریب نوعیت کی محبت ہے کہ حضرت امیر شریعت تو یزید کو فاسق اور پلید قرار دیں اور آپ یزید کو صالح و عادل ثابت کرنے کے لئے خون پسینہ ایک کہ دیں۔ کیا اسی کا نام منافقت نہیں ہے۔ اسی طرح نقشبندی صاحب نے حضرت صاحب کنڈیاں شریف کے حکم کی بھی تعمیل کی ہوگی۔ نقشبندی درویش صاحب نے یزید کی حمایت میں کنڈیاں شریف والوں کی کوئی تحریک

نہیں پیش کی۔ حالانکہ ہمارے پاس ان کی حسب ذیل تحریر موجود ہے جو انہوں نے جناب فاری شریف صاحب علوی کو بھیجی تھی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام مسنون کے بعد گزارش ہے کہ زید کے متعلق اکابرین امت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا موقف جس کی ترجمانی حضرت مولانا فاضل مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی فرما رہے ہیں۔ اس کو صحیح سمجھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قائم رکھے۔ اور اسی زمرہ میں محشور فرمائے۔ آمین۔ والسلام فقیر خان محمد عفی عنہ از خانقاہ سرچیہ۔ ۷ رجب ۱۴۰۲ھ (دفاع صی ۲ ص ۲ مؤلفہ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ)

گزشتہ رمضان المبارک میں
چکوال میں حضرت مولانا خان محمد صاحب کی تشریف آوری
(۶ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ ۲ اپریل)

۱۹۹۰ء حضرت مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم سجادہ نشین خانقاہ سرچیہ کنڈیاں شریف چکوال میں میرے پاس تشریف لائے تھے میں نے دارالعلوم عزیز یہ بھیجیہ میں دو سال ہدیہ شریف مشکوٰۃ شریف حاسہ اور حمد اللہ وغیرہ درس نظامی کی بڑی بڑی کتابیں پڑھی تھیں اس وقت دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوئی رحمۃ اللہ علیہ تھے (بھیجیہ سے فراغت کے بعد ہی میں دارالعلوم دیوبند چلا گیا تھا۔ مولانا خان محمد صاحب موصوف میری موجودگی میں دارالعلوم عزیز یہ میں تبدائی کتب پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ رمضان مبارک کی اس ملاقات میں حضرت مولانا موصوف نے خود ہی یہ فرمایا تھا کہ آپ اس وقت بڑی کتابیں پڑھتے تھے حضرت مولانا موصوف ملکی نازک حالات کے پیش نظر ایک خاص مشورہ کرنے کے لئے آئے تھے اور انہوں نے دوسرے حاضرین کو اٹھا کر تنہائی میں مشاورت کی تھی۔ رمضان مبارک میں تو مولانا موصوف زید مجدہم مجھ کو مدینی مشورہ کے لئے قابل اعتماد سمجھتے تھے لیکن اس کے بعد انہوں نے نقشبندی صاحب موصوف کو زید کے بارے میں میرے پیش کردہ موقف کے خلاف بلکہ اپنی سابقہ تحریر کے خلاف لکھنے کا حکم فرما دیا۔ کیا یہ بھی حضرت صاحب کنڈیاں شریف سے بے لوث محبت کی آڑ میں ہو رہا ہے۔
عبرت عبرت عبرت

حق چار بار جتڑی
زیر بحث ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں ابن امیر شریعت سید
عطاء المحسن صاحب بخاری نے ایک مضمون بعنوان چک والی قندہ

رفض اور باطنیت کا نیا روپ لکھا ہے۔ اس میں میرے خلاف اپنے سابقہ مضامین کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:- میری اس گفتگو سے چک والی فتنہ کے اراکین بڑے چسپ بہ حبیب ہوئے اور میرے خلاف طوفان بدتمیزی بپا کر دیا۔ میں نے سکوت کا ارادہ کیا۔ مگر منظر حسین صاحب نے اپنے داماد کو سامنے لا کھڑا کیا اور بر خور دار نے حق و ماد کی ادا کر دیا۔ ان لوگوں کی ناروغائی اور باپوہ گوئی کے جواب میں میرے لئے رحمت الہی... بن گئی اور خانقاہ سراجیہ کندیوں سے موجودہ اکابر اس مسلک حق کے اظہار پر کمر بستہ ہو گئے اور ہل من مہارتا پکارتے ہوئے میدان تحقیق میں سامنے آ گئے جو فقیر عطاء الحسن نے لکھا اور بیان کیا۔ میرے بزرگ حضرت مولانا فاضل محمد شمس الدین صاحب مدظلہ نے ایک وقیع مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ قارئین مطالعہ فرمائیں اور چک والی فتنہ کے بانی و اراکین بھی۔ (صفحہ ۹)

حقیقت حال مولانا سید عطاء الحسن نے میرے پیش کردہ مسلک کے خلاف ۲۱ مارچ ۱۹۸۸ء کو بمقام بھوٹی گاڑ صلیح راولپنڈی تقریر کی تھی جو ماہنامہ نقب ختم نبوت

دکنان ۲۱ مارچ ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی تھی (جس کے رد عمل میں) الخ

حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب (مخدوم پور) نے ایک رسالہ بعنوان "جاہلانہ جہارت" شائع کیا۔ بعض احباب نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ ماہنامہ حق چاہیہ لاہور میں نقب ختم نبوت کا جواب آنا چاہیے لیکن میں نے یہ مشورہ قبول نہیں کیا۔ اور نہ ہی میری کوئی آئندہ کے لئے خواہش تھی کہ سید عطاء الحسن صاحب کے جواب میں کچھ لکھوں۔ کیونکہ ان کی تقریر و تحریر کا جو انداز ہے میں اس کے جواب کی صلاحیت نہیں دیکھتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے داماد مولوی عبدالحق صاحب بشیر سلمہ راہن حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم کو جرنالہ "کو نہ" حق چاہیہ جنتری میں جواب لکھنے کی کوئی رائے دی ہے اور نہ ہی اجازت اور نہ ہی میں چاہتا تھا۔ انہوں نے اپنی ہی صوابدید سے وہ مضمون لکھا ہے بلکہ باقی مضامین بھی میرے مشورہ کے بغیر شائع کئے ہیں اور عبدالمصطفیٰ کی وجہ سے میں اب تک سوائے ابتدائی چند صفحات کے اس جنتری کے مضامین کا مطالعہ ہی نہیں کر سکا۔ سرسری طور پر مضامین کی فہرست کچھ دیکھی ہے۔ اور مولوی عبدالحق صاحب سے جنتری کے بعض مضامین کی اشاعت

پر میں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ (۲) مولانا قاضی شمس الدین صاحب کے زیر بحث مضمون کا جواب میں اس لئے خود لکھ رہا ہوں کہ ان سے باہمی اختلافی مسائل میں پہلے تحریری بحث ہو چکی ہے اور فنی یزید اور خطائے اجتہادی وغیرہ اہم مباحث پر ہی میں نے خارجی فتنہ حصہ اول۔ حصہ دوم (بحث فنی یزید) کشف خارجیت اور دفاع حضرت معاویہ تصنیف کی ہیں اور میں مطمئن ہوں کہ میں نے اکابر محققین اہل سنت کے مسلک کی ترجمانی کی ہے۔

یزیدی گروہ جناب مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی کی کتاب "اظہار حقیقت" حصہ

اول و حصہ دوم کے بعض مباحث کی تردید میں خارجی فتنہ حصہ اول (صفحہ ۶۱۱) میں نے شائع کی تھی۔ جو علمائے اہل سنت والجماعت میں بہت مقبول ہوئی اور خصوصاً ماہنامہ بینات کراچی میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی زید فضلہم نے اس پر مفصل مدلل تقریظ لکھی جس کی وجہ سے مولانا سندیلوی موصوف ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن (کراچی) سے متعفی ہو گئے تھے۔ لیکن میری کتاب کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموشی اختیار کر لی۔ پاکستان کے یزیدی گروہ کو اس امر کی ضرورت تھی کہ کس دیوبندی عالم کو حمایت یزید کے مشن کی تائید کے لئے میدان میں لایا جائے چنانچہ ان کی نظر انتخاب مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویش پر پڑی اور انہوں نے یزیدی گروہ کی قیادت ان کے سپرد کر دی۔ لیکن ان کو غالباً یہ معلوم نہ تھا کہ ان مسائل پر یزیدی قائد موصوف اور میری تحریری بحث پہلے ہو چکی ہے یا کچھ سرسری طور پر معلوم تھا لیکن اس بات سے وہ ناواقف تھے کہ ان کے قائد تحریک قاضی شمس الدین صاحب میری کتاب "دفاع حضرت معاویہ" کی پوری پوری تائید کر چکے ہیں اور انہوں نے اس پر جو تقریظ لکھی ہے وہ خود ہی مجھ کو بھیج دی ہے جس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں :- "اروز بان کی یہ کتاب لا جواب ہے جو ترجمان اہل سنت وکیل صحابہ۔ خادم اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ فاضل دیوبند کی تالیف ہے۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کا چھپا

کے جواب میں اور حضرت امیر معاویہؓ کی براءت میں یہ معرکہ الاراء کتاب تصنیف فرما کر مسلمانان اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے الخ ۲۴/۵

قارئین حضرات کے استفادہ کے لئے قاضی صاحب درویش موصوف کی اس تقریظ کا پورا عکس دوسرے صفحہ پر شائع کر دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ علاوہ ازیں جناب موصوف نے اپنے مکتوب نمبر ۱۵-۷-۱۴ میں یہ بھی لکھا ہے کہ:- جناب کی کتاب ”دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ“ فقیر نے مولانا سندیلوی کو بھیجی ہے اور ان سے اس پر تقریظ لکھنے کا بھی عرض کیا ہے۔ امید ہے کہ وہ خوشگوار تقریظ لکھیں گے اور اس مکتوب میں موصوف نے یہ لکھا ہے کہ:- ”مرسلہ رسلے اور دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ“ چیدہ چیدہ ذی علم محققین کو دی ہیں رب نے بھی پسند کی ہیں وَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

مولانا قاضی شمس الدین صاحب نے نو میری کتاب ”دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ“ کی انتہائی طور پر مدح سرائی کی ہے۔ لیکن اس کے برعکس زیر بحث ماہنامہ نقیب ختم نبوت ص ۹ پر اس کتاب کے متعلق یوں تبصرہ کیا گیا ہے کہ:- ”چکوال میں مظہر حسین نامی ایک صاحب نے رافضیوں سے متھا لگایا اور شہرت پائی۔ رافضیوں نے مظہر حسین صاحب کا ناطقہ بند کیا تو انہوں نے اپنے مخالفین سے ڈر کر اپنی مخالفت کم کرنے کے لئے بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خصوصاً سید معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف وہی لب و لہجہ اختیار کر لیا جو ملا باقر مجلسی اور مسٹر فیضی کا تھا۔ اور اس یا وہ گوئی کو تحقیق کا نام دیا اور خود کو وکیل صحابہ کہنا شروع کیا۔“ دفاع معاویہ نامی کتاب لکھی اور اس میں سیدنا معاویہؓ۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے بارے میں وہ کچھ لکھا کہ پناہ بخدا۔ میں نے اس پر گرفت کی اور اڑنگے پر لا کر ایسی پٹخنی دی کہ مظہر حسین صاحب کے اوسان خطا ہو گئے، اب یہ فیصلہ خود مولانا قاضی شمس الدین صاحب اور سید صاحب موصوف آپس میں مل کر کر لیں کہ دفاع حضرت معاویہ کیسی کتاب ہے۔ اور ان دونوں میں سے کس کا تبصرہ صحیح ہے۔ اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری کتاب ”دفاع حضرت معاویہؓ“ ہے نہ کہ صرف ”دفاع معاویہ“

سب سے بڑا جھوٹ | مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویش نے اپنے زیر بحث مضمون

میں یہ بھی لکھا ہے کہ :- صحیح بات تو یہ ہے کہ قاضی مظہر حسین صاحب پختہ سبائی ہیں اور حبیب ابن سبا سے سخت مغلوب ہیں اس لئے وہ جلیل القدر صحابہ پر تبرا کہتے ہیں الخ (القیب ختم نبوت ص ۲ ذی القعدہ ۱۴۱۰ھ)

الجواب (۱) قاضی شمس الدین صاحب درویش کے نزدیک ۱۹۸۵ء میں نو بندہ نرجان اہل سنت اور وکیل صحابہ وغیرہ ثقایدا کہ انہوں نے دفاع حضرت معاویہ کی تقریظ میں لکھا ہے لیکن اب ۱۹۹۰ء میں پختہ سبائی بن گیا۔

(۲) ۱۹۸۵ء کے بعد بھی اپنے مکتوب ۹؍ ۹ مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ میں بندہ کے نام تحریر فرمائے ہیں

:- محب مکرم جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ و دام لطفہ مطالعہ فرمائیں - بحمد اللہ سبحانہ طالب خیریت بخیریت ہے۔ پرسوں ایک دوست سے یہ معلوم کر کے بہت انوس ہوا کہ ان دنوں آپ کی طبیعت سخت ناساز ہے۔ دفاع صحابہ و حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اپنی بساط و استعداد کے مطابق جناب کی جو مساعی حسنه ہیں۔ وہ قابل قدر ہیں واللہ تعالیٰ اس کو آپ کا زادِ آخرت بنائے۔ زلات کو معاف فرمائے اور آپ کو صحت کاملہ و دائمہ عاجلہ سے نواز کر تادیر سلامت رکھے۔ امین

چونکہ میں ان دنوں سخت بیمار تھا اس لئے دفتر خدام اہل سنت کے ناظم حافظ عبدالوجید صاحب حنفی سے کہہ دیا کہ میری طرف سے مولانا قاضی شمس الدین صاحب سے بعد سلام منون یہ عرض کر دیں کہ صحتیاب ہونے کے بعد آپ کے خط کا جواب دوں گا۔ لیکن پھر میں ان کو کوئی خط نہیں لکھ سکا۔ بہر حال ان کے مندرجہ خط سے یہ تو واضح ہے کہ انہوں نے نومبر ۱۹۸۹ء میں صحابہ کرام اور حضرات اہل بیت کے متعلق میری مساعی کی تحجین فرمائی ہے۔

(۳) اس کے بعد انہوں نے ایک عنایت نامہ محررہ ۸ ثوال ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۹۰ء کو دفتر ماہنامہ حق چار یار لاہور کے پتہ پر حکیم حافظ محمد طیب صاحب کے نام ماہنامہ میں اشاعت کے لئے ایک مضمون بعنوان ایک مضمون - چند توضیحات بھیجا ہے جس میں لکھتے ہیں کہ ماہنامہ حق چار یار شمارہ شعبان و رمضان ۱۴۱۰ھ میں جناب مفتی مزمل حسین صاحب کا پیر یا کراچی کا ایک مضمون بعنوان

قانون جنت ص ۸-۶ پر چھپا ہے۔ اس مضمون کی بعض باتیں فقیر کے مطالعہ کے مطابق اصلاح طلب ہیں۔ ان کے متعلق چند توضیحات ارسال ہیں۔ اگر جناب کے مسلک اور مزاج کے مطابق ہوں تو رسالہ حق چار بار میں شائع فرمادیں۔ ورنہ مضمون واپس فرمادیں۔ شکریہ

الف - مضمون میں ص ۶ سطر ۶ پر لکھا ہے: کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کو اطلاع دیدی۔ پھر آگے سطر ۱۲ پر دوبارہ اسی بات کو یوں دہرایا ہے کہ: یہ بچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان دونوں عبارتوں میں جناب مفتی کا پڑیا صاحب نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور سب سے چھوٹی بیٹی لکھا ہے۔ جبکہ واقعہ میں حضور علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ ام کلثوم تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور واضح رہے کہ سیدہ ام کلثوم سب سے چھوٹی بیٹی ہوں یا سیدہ فاطمہ الزہراء ہم اہل سنت کے نزدیک تو اس سے ان شہزادیوں کی شان عالی میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی صاحبزادیاں ہونے کا شرف تو دونوں شہزادیوں کو یکساں حاصل ہے۔ اور پھر اہل سنت کے نزدیک تو چاروں بنات سید الکائنات علیہ السلام یکساں واجب الاحترام ہیں۔

عمر ہم مرتبہ ہیں یہ بنات نبی — کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

لیکن چونکہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان بن عفان اموی رضی اللہ عنہ کی دوسری باوقار زوجہ محترمہ تھیں اور اسی رشتہ کی وجہ سے حضرت عثمان اموی رضی اللہ عنہ ذوالنورین بنے تھے۔ اور چونکہ سب سے چھوٹے بچے بچی کے ساتھ والدین کو قدرتی طور سے زیادہ لاڈ اور پیار ہوتا ہے تو سبائی فاسد ذہن یہ برداشت نہ کر سکا کہ سیدہ ام کلثوم حضرت عثمان ذوالنورین اموی کی زوجہ محترمہ بھی ہوں اور پھر سب سے چھوٹی بیٹی ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی سب سے زیادہ لاڈلی اور پیاری بیٹی ہو جائیں۔ اس لئے سبائی فاسد ذہن نے سیدہ ام کلثوم کا رتبہ گھٹانے کے لئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سب سے چھوٹی بیٹی ہونے کا شانسانہ زرائع اور سیدہ فاطمہ کو سب سے چھوٹی بیٹی مشہور کر دیا۔ اور شیعوں کی غفلت سے یہ روایت شہرت حاصل کر کے شیعوں میں بھی مقبول ہو گئی۔ اب حوالہ ملاحظہ ہو۔ علم انساب کے مشہور ماہر

امام ابن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ جو بنو امیہ کے متعلق دل میں نرم گوشہ بالکل نہیں رکھتے۔ اپنی مشہور کتاب جمرۃ النساب العرب ص ۱۷ طبع بیروت پر لکھتے ہیں :- وَكَانَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْبَنَاتِ نَرِيبٌ وَهِيَ اكْبَرُهُنَّ وَتَالِيَتُهَا مَرْفِيَةٌ وَتَالِيَتُهَا فَاطِمَةُ وَتَالِيَتُهَا اُمُّ كَلْثُومٍ وَامُّ جَمِيعٍ وَلَدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاشَا اِبْرَاهِيمَ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ . ترجمہ :- حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں میں ایک نربیب اور یہ سب سے بڑی بیٹی تھیں اور نربیب کے متصل بعد رقیہ تھیں۔ اور رقیہ کے متصل بعد فاطمہ تھیں اور فاطمہ کے متصل بعد ام کلثوم تھیں اور حضرت ابراہیم کے سوا حضور علیہ السلام کی سب اولاد ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد سے تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ کیوں کہ حضرت ابراہیم کی والدہ ام المؤمنین ماریہ قبطیہ تھیں۔ رضی اللہ عنہا الخ

اس مضمون کے آخر میں قاضی صاحب درویش لکھتے ہیں — اور پھر یہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ جناب مفتی کا پڑیا صاحب رقص کے متعلق خدا نخواستہ ذہن میں کوئی نرم گوشہ رکھتے ہیں یا محض سن من سنی ہیں — پہلی بات ہے تو شرمناک ہے کہ ایک سنی رسالہ ”حق چارہ پا“ کو اپنے مسلک اوج کی ترویج کے لئے استعمال کر لیا — اور پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب مدظلہ جو مذہب رقص کے مفسر مضمّنات اور دسیہ کاریوں کو سمجھنے والی باریک بین عقابانی نگاہ کے مالک ہیں۔ ان کی نگاہ سے ادھل ہو کر یہ مضمون کسی طرح پاکستان کے انتہائی سنجیدہ ماہنامہ ”حق چارہ پا“ میں جگہ پا گیا۔

تبصرہ | یہ مضمون شوال ۱۴۱۰ھ مطابق ۹-۵-۴۷ کا لکھا ہوا ہے جس کے آخر میں قاضی درویش صاحب نے میرے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کر دیا ہے کہ میں رقص

کی دسیہ کاریوں کو سمجھنے والی باریک بین عقابانی نگاہ رکھتا ہوں اور ماہنامہ ”حق چارہ پا“ کو سنی رسالہ اور انتہائی سنجیدہ ماہنامہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہی درویش صاحب شوال کے بعد ذیقعدہ میں شائع ہونے والے ماہنامہ - ”لقیب ختم نبوت“ میں میرے متعلق لکھ رہے ہیں کہ — صحیح بات تو یہ ہے کہ قاضی منظر حسین صاحب پختہ سائی ہیں اور جب ابن سبا سے سخت مغلوب ہیں اس لئے وہ جلیل القدر صحابہ پر تنہا جکتے ہیں۔“

اس خادم اہل سنت کو بچتہ سبائی کہنا اس صدی کا بہت بڑا جھوٹ ہے جس کا ارتکاب ایک
مفتنبری درویش قاضی شمس الدین نے کیا ہے۔ سوال کے گرامی نامہ میں مندرجہ تبصرہ اور پھر
لقیب ختم نبوت کے ذریعہ کے شمارے میں اس سے متضاد دوسرا تبصرہ کیا کسی ایک شخصیت
کا تبصرہ ہے۔ ایک مہینہ یا اس سے بھی کم مدت میں یہ عجیب و غریب ایک ذہنی انقلاب
یا کسی وقتی ہنگامی الہام کا نتیجہ ہے۔ یا قاضی شمس الدین کوئی دو ہیں۔ ایک میرے نام خط
لکھنے والا ہے اور دوسرا لقب ختم نبوت کا مقالہ نگار ہے امید ہے قاضی صاحب درویش
اس گتھی کو سلجھائیں گے۔

رسول اللہ کی چھوٹی صاحبزادی کون ہیں

حکیم حافظ محمد طیب صاحب سلمہ کے
نام مکتوب میں امام ابن حزم کے حوالہ

سے قاضی صاحب درویش نے یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی
اور پیاری صاحبزادی حضرت ام کلثوم تھیں (رضی اللہ عنہا) لیکن یہ ایک قول ہے اور بعض
روایات میں ہے کہ حضرت رقیہ چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ جلد ۵ باب ۵
میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بھی درج کی ہے کہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے سب سے بڑے لڑکے قاسم تھے پھر زینب پھر عبداللہ پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ
موصوف قاضی درویش صاحب اس روایت کو وہ کیوں نظر انداز کرنا گئے۔ اور البدایہ میں ہی
ایک یہ بھی روایت ہے کہ :- راوی بیان کرتا ہے پھر آپ کے ہاں زینب پیدا ہوئی پھر رقیہ پھر فاطمہ
پھر طہر پھر مطہر پھر طیب پھر طیب پھر ام کلثوم پھر فاطمہ۔ اور حضرت فاطمہ سب سے
چھوٹی تھیں۔ (الیناء البدایہ والنہایہ۔ مترجم باب ۵۷ - ص ۵۲) قاضی موصوف عموماً
البدایہ والنہایہ کی عبارتیں استدلال میں پیش کیا کرتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ ان کثیر
کی یہ روایت آپ کے لئے کیوں قابل قبول نہیں۔

۲۔ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے تحت لکھتے ہیں۔

۱۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر ہیں سلمہ میں ان کا

نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ اس لئے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔ کیوں کہ رسالت پناہی کے دو جگہ گوشے یکے بعد دیگرے ان کے سیدہ قلب بنائے گئے۔ (رقمہ للعالمین جلد دوم ص ۱۷۱) قاضی صاحب موصوف اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ علیہا السلام نہایت بکبریٰ کے بطن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ ان کی ولادت غالباً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال ہوئی۔ علی مرتضیٰ کے ساتھ سیدہ کا نکاح واقعہ ہدر کے بعد اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ (ایضاً ص ۱۷۱)

قاضی صاحب منصور پوری نے حضرت فاطمہ الزہرا کے نام کے ساتھ علیہا السلام لکھا ہے۔ ممکن ہے قاضی درویش صاحب اس کو بدعت تنقید بنائیں کیونکہ انہوں نے سرکاری سکولوں میں پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کی طرف سے معاشرتی علوم کی چوتھی جماعت کی کتاب پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کتاب کے ص ۱۳۷ تک حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے ناموں کے بعد دعائیہ کلمہ رضی اللہ عنہ کے بجائے رضی اللہ عنہ کا مخفف رضا لکھا ہے۔ لیکن اس کتاب میں ص ۳۵ سے جب حضرت علی کا تذکرہ آیا تو آپ کے نام کو جلی قلم سے اس طرح لکھا گیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام۔ اور پھر آگے خوب پھیلا کر لکھا گیا کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کے شوہر تادمار تھے۔ (رجحی سازش ص ۱۷۱) ناشر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بحیرہ ضلع سرگودھا، لیکن یہ بات بھی نہایت تعجب خیز ہے کہ خود قاضی درویش صاحب موصوف بھی حضرت فاطمہ کے نام کے ساتھ سلام اللہ علیہا لکھتے ہیں:- ابن زیاد سے اقتدار کے حلیف بن کر سبائی اشراروں نے ابن زیاد سے عہدے بھی لئے اور مال بھی کمایا۔ سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی اکلوتی نانی سیدنا حسین کو ظلم و فہر آشہید بھی کر دیا۔ اور بزرگ کو قیام قیامت تک بحیروں کے گہرے میں کھڑا کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ (زیر بحث ماہنامہ نقیب ختم نبوت ص ۲۷ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ جون ۱۹۹۹ء) (۲) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ ایک فون کے بموجب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ اور ایک فون

سے سیدہ رقیہ اور ایک قول سے ام کلثوم رضی اللہ عنہن سب سے چھوٹی تھیں۔ (مدارج النبوة من ترجمہ جلد دوم ص ۷۸)

(۴) امام قسطلانی محدث لکھتے ہیں :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ اولاد جن پر علما کا اتفاق ہے ان میں سے چھ ہیں ان سب سے پہلے حضرت فاطمہ ہیں اور آخر حضرت ابراہیم ہیں۔ اور آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں بڑی زینب ہیں اور حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ ان سے اصغر ہیں یہ صحیح قول ہے (ترجمہ مواہب لدینہ ص ۲۳۱) گو بعض اقوال حضرت رقیہ یا حضرت ام کلثوم کی چھوٹی صاحبزادی ہونے کے بارے میں بھی ہیں لیکن صحیح قول وہی ہے جو امام قسطلانی نے لکھا۔ حوالجات اور بھی ہیں لیکن فی الحال انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۵) سب سے اہم حوالہ تو یہ ہے کہ خود قاضی شمس الدین صاحب نے بھی حضرت فاطمہ الزہراء کو آخری صاحبزادی لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :- حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں میں سے تین شہزادیوں سیدہ زینب۔ سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم کی شادی فائدان بنو عیشم کے حضرت ابوالعاص عیشی اور حضرت عثمان عیشی سے ہوئی تھی۔ آخری شہزادی سیدہ فاطمہ الزہراء حضرت علیؑ کے گھر میں تھیں الخ (عجمی ساریش ص ۷۷)

فرمایا ہے۔ یہاں آخری شہزادی حضرت فاطمہ الزہراء کو قرار دیا۔ اور یہی جمہور کا مسلک ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قاضی شمس الدین صاحب کوئی دوہیں ایک اصلی ہیں اور ایک نقلی صورت کے لیکن معلوم نہیں کہ ان میں سے لکھنے والے اصلی کون ہیں۔ اور نقلی کون۔

فی الحال حوالہ کتاب یاد نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہؑ سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے زیادہ پیار تھا۔ کیوں کہ چھوٹی اولاد زیادہ پیاری ہوتی ہے۔

حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں

افضلیت حضرت فاطمہؑ

اپنی اپنی فضیلت رکھتی ہیں اور حنبلی ہیں۔ لیکن ان میں سے

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مخصوص فضائل ہیں اور وہ اپنی بہنوں سے افضل ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے :- قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة سيدة نساء اهل الجنة

بجی ری شریف . باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنقبۃ فاطمہ علیہا السلام بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے اور اس حدیث کی بناء پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خاتون جنت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ فاضل شمس الدین صاحب موصوف بھی اپنے اس مکتوب محررہ ۸ شوال ۱۲۱۰ھ میں لکھتے ہیں :- اگر صحیح روایات سے حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی جنتی ہی تعریفیں ثابت ہوں چشم مارو شن دل ماشاؤ۔

(۲) عن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی۔ (ایضاً بخاری باب متقبۃ فاطمہ علیہا السلام) :- حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

(۳) عن النبی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حَبِيبَتٌ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مَرَامُ بِنْتُ عِمْرَانَ۔ وَخَدِیجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِیَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ (رواہ القسری مزی) (کتاب الفتن باب فی مناقب الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہان بھر کی عورتوں میں فضیلت کے لئے تجھے یہ چار عورتیں کافی ہیں۔ مریم۔ خدیجہ۔ فاطمہ۔ آسیہ۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :- وذكر عائشة درین حدیث منكره دازجہت اكتفا كردن بذكر وے در احادیث دیگر :- اور اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ ان کا ذکر دوسری احادیث میں موجود ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ :-

و فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام (متفق عليه) (مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ کو باقی عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ترید کو باقی کھانوں پر ہے، علامہ علی قاری محدث حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :- والاطهر انھا افضل من جميع النساء كما هو ظاهر الاطلاق من حيث الجامعة للكمالات العلمية

والعملیۃ الخ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۱)۔ باب مناقب انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
 ۱۔ اور نہ بارہ ظاہرات یہ ہے کہ حضرت عائشہ تمام عورتوں سے افضل ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مطلقاً فرمایا ہے اس حیثیت سے کہ آپ کو علمی و عملی کمالات کی جامعیت حاصل ہے
 بہر حال مختلف احادیث کی بنا پر شارحین حدیث نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ حضرت خدیجہ
 حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ میں سے افضل کون ہے لیکن احادیث کی روشنی میں اتنا تو
 ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور پاک بیویوں سے بعض کو بعض پر
 فضیلت حاصل ہے اور ان کے درجات اور مراتب مختلف ہیں لیکن تعجب ہے کہ قاضی درویش
 صاحب اپنے پیش کردہ حسب ذیل مصرعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو ہم
 مرتبہ قرار دے رہے ہیں۔ ع۔ ہم مرتبہ ہیں یہ بنات نبی۔ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں۔

چاروں صاحبزادیوں کو ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں غالباً قاضی درویش صاحب موصوف
 کا یہ مقصود ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء کی جو فضیلت مشہور ہے اس کو مجروح کیا جائے وہ
 اپنے مخصوص ذہن کی وجہ سے یہ سمجھتے ہوں گے کہ جو محدثین و محققین اہل سنت والجماعت
 کسی درجے میں بھی حضرت فاطمہ الزہراء کی افضلیت کے قائل ہیں وہ سبائی پروپیگنڈے
 سے متاثر ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا موصوف تمام صحابہ کرام اور خلفائے راشدین
 رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر بنات رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم مرتبہ قرار دینے کی کیا علت ہے۔ مندرجہ مصرعہ انہوں نے مولانا ظفر علی خان
 مرحوم کے اس شعر سے چرایا ہے۔

ہیں کہ نہیں ایک ہی مشعل کی بوبکر و عمر عثمان و علی۔ ہم مرتبہ ہیں یا ران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں
 دوسرے مصرعے سے چونکہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ مجروح ہوتا ہے کہ چاروں خلفائے راشدین
 کی باہمی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب سے ہے یعنی ان میں سب سے افضل خلیفہ اول حضرت
 ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذوالنورین اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
 عنہم۔ اس لئے بعض علماء نے اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں اس طرح اصلاح کر دی ہے
 ہم مسک ہیں یا ران نبی ہے فرق مگر ان چاروں میں۔

اموی اور ہاشمی | قاضی شمس الدین صاحب نے اسی مذکورہ زیر بحث مکتوب میں حدیث فاطمہ بضعتہ منی کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ یہ روایت بخاری شریف باب فضائل المہاجرین کے باب ذکر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم دینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے ذکر میں یہ بابت ہے، کی وہ حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ کی زندگی میں جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا اور اس سے حضرت فاطمہ کو سخت رنج پہنچا تو حضور علیہ السلام نے نام صحاہ کو مسجد میں جمع کیا اور خود منبر شریف سے ایک اہم خطبہ دیا۔ اس خطبہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے سب سے پہلے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع ہاشمی رضی اللہ عنہما کی بہت تعریف فرمائی اور اسی خطبہ میں تقابلی طور پر حضرت علی ہاشمی رضی اللہ عنہ سے جو حضور علیہ السلام کے ربیب (پروردہ) بھی تھے اپنی بکیرہ خاطر کی کا اظہار فرمایا اور اسی خطبہ کی وجہ سے حضرت علیؑ نے بنت ابوجہل سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیا تھا۔ خلیفہ راشد چہارم امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنی قلبی فرط عقیدت کی وجہ سے ہم نے اس سے زیادہ تفصیل لکھنی مناسب نہیں سمجھی جو حضرات زیادہ تفصیل دیکھنا چاہیں وہ بخاری شریف جلد اول سے مذکورہ بالا حدیث تلاش کر کے پوری عبارت دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح حضور علیہ السلام نے اپنے سب سے پہلے اموی داماد حضرت ابوالعاص ہاشمی کی دل کھول کر تعریف فرمائی اور مقابلے میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا کس ناگواری سے تذکرہ فرمایا ہے الخ

تبصرہ | (۱) بخاری شریف کی مذکورہ حدیث حسب ذیل ہے۔ ان المسور بن مخرمۃ قال ان علیاً خطب بنت ابی جہل فسمعت بذلک فاطمۃ فانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یرغم قومک انک لا ترضی لبنا تک وھذا علی منا کھ بنت ابی جہل فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ جہن تشھد یقول اما بعد انکھت ابوالعاص بن المریع فحدثنی وصدقنی وان فاطمۃ بضعتہ منی وانی اکرہ ان یرکبھا واللہ لا یجتمع بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بنت عدو اللہ عند راجل واحد فترکہ علی الخطبۃ۔ وزاد محمد بن عمر و بن حاکم عن ابن شہاب عن علی عن مسور سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر صھرا لہ من بنی عبد شمس فاشتی علیہ فی مصاہر تہایا

ناحن قال حدثني فصدتني و وعدني فوفى لي :- حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا۔ یہ خبر حضرت فاطمہؓ نے سُن لی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ آپ کی قوم کا یہ خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے بارے میں غصہ نہیں کرتے۔ اور یہ حضرت علیؓ نہیں جو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اور میں رابعی حضرت مسورؓ آپ کی بات سُن رہا تھا۔ آپ نے توحید و رسالت کی شہادت دی اور پھر فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں دیدی تھی۔ پھر اس نے میرے ساتھ جو بات کہی وہ سچی کی۔ اور فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے اور جو بات اس کو بُری لگے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ قسم بخدا۔ ایک مرد کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی اکٹھی نہیں رہ سکتیں اس ارشاد کے بعد حضرت علیؓ نے اس پیغام نکاح کو ترک کر دیا۔ اور حضرت مسورؓ کی دوسری روایت میں اتنی بات زیادہ لکھی ہے کہ :- میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے اپنے ایک داماد کی دامادگی کی تعریف و تحسین فرما کر جو نبی عبد شمس میں سے تھا۔ اور فرمایا کہ اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچا کر دیا اور مجھ سے جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔ اس حدیث میں نہ مسجد کا ذکر ہے نہ منبر کا۔ اور نہ ہی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اصحاب کو جمع کیا۔ یہ موصوف کا اپنا اضافہ ہے اور انہوں نے قارئین کو جو ترغیب دی ہے کہ وہ پوری روایت خود دیکھ لیں۔ تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ اس کے ظاہر کرنے میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی تنقیص پائی جاتی ہو۔

(۲) حضرت ابوالعاص نے کیا وعدہ کیا تھا۔ جس کو پورا کر دیا۔ تو اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی محدث فرماتے ہیں۔ وقد أَسْرَ ابوالعاص ببدر مع المشركين وفدًا من أئمة بني فسطاط عليه النبي صلى الله عليه وسلم ان يُزِيلُوا اليه فوفى له بذلك - (فتح الباری جلد ۷ ص ۶۸) :- غزوہ بدر میں دوسرے مشرکین کے ساتھ حضرت ابوالعاص (متوفی ۳۵ھ) بدر کے لئے گئے تھے ان کا ندیہ حضرت زینبؓ نے ادا کیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ شرط لگائی کہ وہ (حضرت زینبؓ) کو آپ کے پاس بھیج دیں گے۔ پھر ابوالعاص نے اس شرط کو پورا کر دیا۔ بیشک

حضرت ابوالعاص کا وفات عہد قابل تحسین امر ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کی اس خواہش نکاح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی اور حضرت علی المرتضیٰ نے آپ کے ارشاد کی تعمیل بھی کر دی کہ اس نکاح کا ارادہ بالکل ترک کر دیا۔ لیکن قاضی صاحب موصوف کا ان دو دامادوں کے طرز عمل کو اس طرح تقابل کی حیثیت سے پیش کرنا کہ:۔۔۔ اس خطبہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے سب سے پہلے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع عیشی رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف فرمائی اور اس خطبہ میں تقابلی طور پر حضرت علی ہاشمی رضی اللہ عنہ سے جو حضور علیہ السلام کے ربیب (پروردہ) بھی تھے اپنی کبیدہ خاطری کا اظہار فرمایا۔ اس سے موصوف کی ایک خاص بیماری کا پتہ چلتا ہے۔ یعنی وہ اموی عیشی داماد کو ہاشمی داماد پر بحیثیت داماد ترجیح دینا چاہتے ہیں۔ اور اب ان کا نہ لانا موضوع ہی یہی ہے کہ وہ اموی اور عیشی حضرات کو ہاشمی حضرات سے ممتاز حیثیت میں قوم کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ اس ذہنیت کے تحت وہ اپنے مایہ ناز کتابچہ عجیبی سازش“ ص ۲۴ پر رقمطراز ہیں کہ:۔۔۔ بنو عیشم حضور علیہ السلام کے خسر تھے ام المؤمنین ام حبیبہ عیشیہ دختر حضرت ابوسفیان کی وجہ سے اور اس شادی کے متعلق سورۃ ممتحنہ کی آیت عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ تَاَخُزًا زِلْ هُوَ (تفسیر درغشور اور تفسیر ابن کثیر) جب کہ کوئی ہاشمی حضور علیہ السلام کا خسر نہ بن سکا“ اور پھر ع کے تحت لکھتے ہیں:۔۔۔ بیعت رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عیشی حضرت عثمانؓ کے لئے اپنے دامن ہاتھ مبارک کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا تھا الخ۔ پھر ع کے تحت لکھتے ہیں حضرت علیؓ کی شادی کے موقع پر حضرت عثمان عیشی نے حضرت علیؓ کی ہاشمی کو چار سو درہم پیش کئے الخ (ایضاً ص ۲۵) نقشبندی صاحب موصوف بنی عیشم کے احباب کی فہرست میں یہ لکھا بھول گئے ہیں کہ حضرت عثمان عیشی نے فلاں فلاں غزوہ میں رسول ہاشمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتنی اتنی مالی امداد فرمائی تھی۔

یہ اموی عیشی اور ہاشمی کی بھول بھلیاں میں مبتلا ہو کر درویش صاحب موصوف اہل الذلت والجماعت میں پھر ایک ذہنی تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ صرف نسلی بنیاد پر سوچنا اور قوم کو اس طرف لگانا شیعوں کا طریق کار ہے۔ اور اس میں تقابلی حیثیت سے وہ زیادہ اثر انداز ہو سکتے ہیں (۱) حضرت ابوالعاص اموی کی جزوی فضیلت مذکورہ حدیث سے تو اپنے پیش کردہ لیکن صحیح بخاری

میں حضرت علی المرتضیٰ کے جو مخصوص فضائل بلسان نبوت مذکور ہیں پیش نہیں کئے۔ حضرت علی المرتضیٰ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ مہاجرین اولین میں شامل ہیں۔ سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں شامل ہیں۔ اصحاب بدر میں سے ہیں۔ بیعت رضوان والوں میں ہیں۔ اور پھر عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور قرآن حکیم کے موعودہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

(۳) نبی ہاشم کے جلیل القدر اصحاب میں سے حضرت علی المرتضیٰ۔ حضرت حمزہ۔ حضرت عباس جعفر۔ عبداللہ بن عباس۔ حضرت عقیل۔ حضرت جعفر طیار۔ حضرت حسن۔ اور حضرت حسین ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور خاندانی اور نسبی اعتبار سے خود سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور سوائے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ کے فتح مکہ تک کوئی اموی اور عثمینی نمایاں شخصیت صحابہ کرام میں موجود نہیں۔ بیشک حضرت عثمان ذوالنورین کے علاوہ حضرت ابوسفیان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلیل القدر صحابی ہیں اور حنفی ہیں۔ لیکن یہ دونو حضرات مہاجرین اولین میں سے نہیں ہیں۔ فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرتے والے ہیں۔ شرف صحابیت کے بعد ان کی تسمین کرنے والا یقیناً بدعت ہے۔ لیکن نسلی اور نسبی حیثیت سے تو آپ ان کو دوسرے ہاشمی حضرات کے مقابلے میں شیعوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ اموی تو اموی ہیں یہاں تو حضرت بلال حبشی اور حضرت صہب رومی کو بھی وہ ارفع و اعلیٰ مقام نصیب ہوا جس سے ابولہب ہاشمی محروم رہ گیا۔ علماء پر لازم ہے کہ وہ اموی اور ہاشمی کے چکر سے بیکل کر قرآن کے اس بنیادی اصول کی قوم کو تعلیم دیں کہ اِنَّ اَكْثَرَ مَا كُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَا كُمْ۔ (تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بندہ وہ مکرم ہے جو زیادہ متقی ہے) اس آیت نے محض نسلی تفاخر کی جو بڑھ کاٹ دی ہے۔ سارے ہاشمی اچھے نہیں اور سارے اموی بُرے نہیں۔ ان کے مراتب ایمان و تقویٰ کی بنیاد پر ہیں۔

(۴) مفتی صاحب کا پٹریا کا زیر بحث مضمون میں نے پہلے نہیں پڑھا تھا۔ لیکن قاضی شمس الدین صاحب نے حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی چھوٹی صاحبزادی اور حدیث فاطمہ بضعتہ منیٰ کی وجہ سے ان پر جو اعتراض کیا ہے غلط ہے۔ فاطمہ بضعتہ منیٰ بخاری شریف میں ہے۔ اور اگر شیعہ اس کی بنیاد پر حضرت صدیق اکبر پر طعن کرتے ہیں تو اس وجہ سے کیا ہم اس حدیث کو چھوڑ دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ شیعہ کیا آیات سے غلط استدلال نہیں کرتے۔ تو کیا آیات قرآنیہ محل اعتراض سمجھی جائیں گی

شیعہ نو حدیث قرطاس وغیرہ کی وجہ سے صحابہ کرام کو مطعون کرتے ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے مخصوص فضائل جو احادیث سے ثابت ہیں۔ ہم اہل سنت و الجماعت تسلیم کرتے ہیں۔

ع۔ مگر فرق مراتب نہ کئی زندگی - (۵) مفتی صاحب کا پڑیا موصوف نے اپنے اس زیر بحث مضمون میں جو یہ لکھا ہے کہ :- وہ فاطمہ الزہراءؑ کہ جن کے والد بحر و بر کے مالک تھے الخ

یہ محل نظر ہے کیونکہ مالک بحر و بر صرف ایک اللہ ہے جو خالق کائنات ہے۔ مالک ارض و سموات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں خاتم النبیین ہیں، امام الانبیاء والمرسلین۔ سید الکائنات ہیں۔ اور اللہ وحدہ لا شریک کے بعد ساری مخلوق سے افضل ہیں صلی اللہ علیہ وسلم لیکن صفات خداوندی میں شریک نہیں لیکن تعجب ہے کہ قاضی درویش صاحب موصوف نے اس میں اعتراض نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں ایک ہی مسئلہ سمایا ہوا ہے کہ فلاں اموی ہے اور فلاں ہاشمی ہے۔

میں نے خارجی فتنہ حصہ دوم (بحث فتی زید) میں بعض نئے حامیان زید کے نام پیش کئے تھے مثلاً شاہ بلخ الدین وغیرہ۔ اور قاضی شمس الدین صاحب

نئے زیدی

موصوف کا نام اس فہرست میں نہیں لکھا تھا۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ وہ بھی زیدی ہیں۔ اس امیر پر کہ شاید وہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی برکت سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تحقیق کو ہی تقلید قبول کر لیں لیکن اب تو وہ خود علمبرار زیدیت بن کر میدان میں آگئے ہیں زیدی ٹولہ کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ میرے ساتھ تحریری بحث میں وہ رک اٹھا چکے ہیں تو ہرگز ان کو اس آزمائش میں نہ ڈالتے۔ لیکن تدبیر پر تقدیر غالب آجایا کرتی ہے۔ تدبیر کند بندہ۔ تقدیر کند خندہ۔

مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویش نے زیدی بحث میں مجھے لکھا تھا کہ :- جب حضرت نعمان بن بشیر

درویش صاحب کیسے محقق ہیں

رضی اللہ عنہ مدینہ سے ناکام واپس گئے اور مدینہ کی صورت حال زید کو بتائی تو زید نے مشہور مخضرم صبی حضرت مسلم بن عقبہ کو بلایا، نیز یہ لکھا کہ :- اس فوج کے افسر اعلیٰ تو حضرت مسلم بن عقبہ تھے الزہراءؑ چوںکہ محمود احمد عباسی نے مسلم بن عقبہ کو صحابی لکھا ہے اس لئے قاضی درویش صاحب موصوف نے اس پر اعتماد کر کے لکھ دیا کہ مسلم بن عقبہ مخضرم صحابی ہے۔ میں نے ان کی تغلیط کرتے ہوئے اپنے جوابی مکتوب محررہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ میں یہ لکھا کہ :- مخضرم تو کوئی صحابہ کی قسم ہی نہیں

کاش کہ آپ (مؤلف حاکم بن حمر عسقلانی) کا خطبہ ہی دیکھ لیتے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ (القسم الثالث) فیمین ذکر فی الکتاب المذکورہ من المخصرین الذین ادرکوا الجاہلیہ والاسلام ولم یرو فی خبر قط انھم اجتمعوا بالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ولا سواہ سواء اسلموا فی حیاتہ ام لا وهؤلاء لیسوا اصحابہ بالتفاق من اهل العلم بالحديث الخ۔ اور قسم ثالث ان کی ہے جو مذکورہ کتب میں مخضرمین میں شمار کئے گئے ہیں جنہوں نے جاہلیت (کفر) اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا ہے اور ان کے بارے میں کسی روایت میں یہ نہیں آیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور نہ یہ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ خواہ وہ آپ کی حیات میں اسلام لائے ہیں یا نہ۔ تو یہ لوگ بالاتفاق علمائے حدیث کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے نہیں ہیں الخ یہ ہیں قاضی صاحب درویش جو اس بحث سے پہلے مخضرم کا مطلب ہی نہیں سمجھتے تھے۔

ایک نریدی لطیفہ

اسی عنوان کے تحت میں نے خارجی فتنہ دوم بحث فستق نرید (ص ۳۸۳) پر لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ کے حوالہ سے

ابن زیاد کی گستاخی کے متعلق بخاری شریف کے یہ الفاظ پہلے نقل کئے گئے ہیں کہ: عن انس بن مالک راضی اللہ عنہ قال اتی عبید اللہ بن زیاد برأس الحیین فجعل فی طست فجعل یبکت وقال ف حسنہ شیئاً الخ یعنی حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت حسینؓ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے پاس ایک طشت (نخال) میں رکھ کر لایا گیا اور اس نے آپ کے دانتوں پر چھڑی ماری اور آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا الخ حامیان نرید میں سے ایک صاحب نے جعل ینکت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ: ابن زیاد نے آپ کی خوبصورتی کے متعلق کچھ نکتے بیان کئے۔ خوب کیا عجیب نکتہ سنجی ہے کہ حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور وہ آپ کے حسن و جمال کی تعریف کر رہا ہے۔ قتل کرانے والا بھی وہی۔ سرکٹوانے والا بھی وہی اور طشت میں سر مبارک ڈال کر آپ کے حسن و جمال پر نکتے بیان کرنے والا بھی وہی۔ وہی قتل بھی کئے ہیں۔ وہی لے ثواب الٹا۔ عربی لغت کی مشہور کتاب

قاموس میں ہے :- المنکت ان تضرب فی الامراض بقضیب فیوثر فیھا۔ نکت اس کو کہتے ہیں کہ تو زمین میں چھڑی مار کر کریدے، اور حضرت امام حسینؑ کے کسی حصّہ کو ابن زیاد کے چھڑی مارنے کا قریبہ مندا حمد بن حنبل کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جو حافظ ابن کثیرؒ ابدایہ والنہایہ میں نقل کئے ہیں (جلد ۸ صفحہ ۱۹)۔ فجعل فی طست فجعل ینکت علیہ۔ پس حضرت حسینؑ کا کاسر ایک فقال میں رکھا گیا اور ابن زیاد چھڑی سے اس پر ٹھونکنے مارنے لگا، یہاں علیہ کو ملحوظ رکھا جائے۔ معلوم ہوا کہ نکت کا معنی ہی چھڑی سے ٹھونکنے مارنا ہے اور راویوں نے اس کا مطلب ہی واضح کیا ہے الخ۔ قارئین کی واقفیت کے لئے عرض ہے کہ مذکورہ یزیدی لطیفہ بیان کرنے والے حامی یزید مولانا قاضی شمس الدین صاحب نقشبندی موصوف ہی تھے۔ میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے ان کا نام نہیں لکھا تھا۔ لیکن اب ان کو بے نقاب کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ واللہ العالی (۳) قاضی شمس الدین صاحب موصوف نے اپنے مکتوب محررہ یکم رجب ۱۲۰۵ھ میں یزید کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے لکھا کہ :- اس کی صفائی حضرت مہلب بن ابی صفرة رضی اللہ عنہ نے دی۔ متولد ۱۲۰۵ھ متوفی ۱۲۰۸ھ جن کے سامنے یزید پیدا ہوا۔ اور سامنے ہی فوت ہوا۔ یہ امویوں کے جنرل تھے۔ یزید کی زندگی کے چشم دید گواہ تھے۔ الخ۔ اس کے جواب میں اپنے مکتوب محررہ ۲۷ رجب ۱۲۰۵ھ میں بندہ نے لکھا کہ

:- آپ نے مہلب کو صحابی قرار دیکر تحقیق کا ایک نیا باب کھول دیا جو صدیوں سے بند تھا۔ جناب۔ بخاری کی حدیث مغفور لکم کی بحث میں شارحین حدیث نے المہلب کا قول پیش کیا ہے۔ یہ مہلب صحابی نہیں ہیں جن کا تذکرہ آپ نے اصحاب وغیرہ کتب میں پڑھا ہوگا بلکہ مہلب بن احمد بن اسد الاسدی بن ابی صفرة متوفی ۱۲۰۵ھ ہیں۔ اور اس کے لئے میں نے مولانا محمد اسحق صاحب سند پوری کی کتاب اظہار حقیقت جلد دوم ص ۵۷ پر حاشیہ کی عبارت بھی پیش کی تھی۔ کہ مہلب جو بخاری کے شارح ہیں یہ صحابی نہیں ہیں۔ اور ان کا سال وفات ۱۲۰۵ھ ہے۔ اس کے بعد میں نے قاضی درویش صاحب موصوف سے خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

حضرت۔ آپ اس قسم کی اپنی جدید تحقیقات کو کہیں شائع نہ کر دیں کہ پھر روافض سے

مکمل ہو جائے گی الخ یہ ہیں ہمارے محقق درویش جو لقب ختم نبوت کے دفاع میں
ہل من مبارز کا نعرہ مارتے ہوئے قلمی معرکہ میں کود پڑے ہیں۔ موصوف کی اور بھی اسی
طرح کی من گھڑت تحقیقات ہیں جن کو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

یزید سے محبت اور مناسبت بھی نہیں درویش

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ میں لکھتے ہیں۔ فقیر کو بجد اللہ یزید کے ساتھ قطعاً کوئی لگاؤ یا مناسبت
نہیں ہے۔ سیدنا حضرت امام حسینؑ کی جوتیوں میں بیٹھنے کی سعادت بھی اگر یزید کو حاصل ہو جاتی تو
یہ اس کا شرف ہوتا۔۔۔ اسی طرح یزید کے والد اور دادا باوجود جلیل القدر صحابی ہونے کے
خلیفہ راشد چہارم امیر المؤمنین سیدنا حضرت علیؑ کے فضائل و سوابق کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے اور
اور یہی از حد اول تا امر و تمام مسلمانان اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اور پھر یزید قرن
اول کے طبقہ علیا کے تابعین کا فرد ہے۔ اور غزوہ قسطنطنیہ کا قائد ہو گزرا ہے الخ

(۲) اور پھر اپنے مکتوب یکم رجب ۱۴۰۵ھ میں لکھتے ہیں:- فقیر نے پہلے بھی لکھا تھا کہ۔
بجد اللہ فقیر کو یزید سے کوئی مناسبت یا محبت نہیں تاہم وہ مومن تو تھا اس لئے اس کی عزت
کا سبائیوں کے مسموم حملوں سے تحفظ مناسب سمجھتا ہے اور بس۔ کیونکہ اس کی مذمت اور فتنہ کو آڑ
بنا کر ناسمجھ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتے ہیں اور پھر حضرت عثمان تک جا پہنچتے ہیں الخ
(۳) موصوف مکتوب (محررہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۸۵ء) میں لکھتے ہیں:-
سیدنا حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؑ سے کوئی مقابلہ نہیں۔ اور نہ ہمارا حضرت معاویہؓ سے کوئی
مقابلہ ہے۔ اور یزید کا نہ حضرت حسینؑ کے مقابلے میں ذکر بھی بے ادبی ہے۔

تبصرہ میں نے درویش صاحب موصوف کے مکتوب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ کے جواب میں لکھا کہ
حضرت آپ نے یہ بھی عجیب بات فرمائی۔ جب آپ یزید کو صالح اور عادل مانتے ہیں اور اس کا دفاع
بھی بہر حال کر رہے ہیں تو پھر عدم مناسبت اور عدم تعلق کا کیا مطلب، بسوخت عقل زحیرت کہ ایسے
بالعجیبست۔ ایک صالح اور عادل خلیفہ سے تو شرعاً لگاؤ اور مناسبت ضروری ہے۔

درویشانہ چال قاضی شمس الدین صاحب درویش ادھر تو یہ لکھ رہے ہیں کہ مجھے یزید سے

مُجْتَنِب نہیں اور نہ ہی مناسبت ہے۔ اور باوجود اس کے یزید کے مناقب میں ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مضمون میں کتنے صفحات سیاہ کر رہے ہیں۔ اور جواب الجواب میں بھی عجیب و غریب لطائف پیش کرنے ہیں مثلاً — حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم لوہری نے ”جاہلانہ جبارت“ میں امیر شریعت کا یہ قول پیش کیا تھا کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔ تو اس کے جواب میں درویش صاحب موصوف بعنوان یزید کے نام کی بحث لکھتے ہیں: — اپنی جاہلانہ جبارت کے ص ۱۳ پر مولوی امین صاحب نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک روایت منسوب کی ہے کہ آپ نے فرمایا: — کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا اور یہ بھی کہ حضرت امیر شریعت نے یزید کو پلید کہا ہے۔ یزید کا لفظ کوئی ایسا نجس اور ناپاک لفظ تو نہیں جو زبان پر ہی نہ لیا جاسکے۔ خود قرآن میں جا بجا یہ لفظ اپنے لغوی معنی اور صیغہ مضارع واحد مذکر غائب میں آتا ہے مثلاً یزید فی الخلق ما یشاء.... اور یزید ہم من فضلہ وغیرہ۔ پھر سینکڑوں صحابہ کرام تابعین۔ تابعین۔ محدثین اور اولیاء یزید نام کے ہو گزرے ہیں (تفصیل کے خواہشمند حضرات کتب اسماء الرجال۔ فصل الیاء میں یزید نام تلاش کر لیں۔ اصل بات تو وہی ہے جو ہم واضح کر آئے ہیں کہ ایرانی سباٹیوں نے نہایت منصوبہ بندی سے بنو امیہ کے متعلق عموماً اور حضرت امیر معاویہؓ اور یزید کے متعلق خصوصاً گالی گلوچ کا جو عالمگیر طوفان بپا کیا اس کا مقصود ہی یہ تھا کہ معاویہؓ و یزید کے ناموں کو گالی بنا دیا جائے الخ

(نقیب ختم نبوت ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ ص ۲۵)

تبصرہ

(۱) درویش صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی امین صاحب نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک روایت منسوب کی ہے، ویسے ہی یہ روایت منسوب نہیں کی گئی بلکہ یزید کے بارے میں مذکورہ الفاظ حضرت امیر شریعت کے اس بیان کے ہیں جو آپ نے ہائی کورٹ لاہور میں دیا تھا۔ اور ”جاہلانہ جبارت“ میں ہائی کورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: — خود عطاء المحن صاحب کے والد ماجد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ نے ہائی کورٹ لاہور میں بیان دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔ (مقدمات امیر شریعت مک

مزیہ مولانا سید عطاء الحسن شاہ صاحب بخاری اور یہ حوالہ درج کرنے والے بھی جناب مولانا حافظ عطاء المنعم صاحب بخاری ہیں جو سید عطاء الحسن صاحب کے بڑے بھائی ہیں۔ درویش صاحب نے ناریں کو دھوکا دینے کے لئے مندرجہ زیر بحث الفاظ کا حوالہ نہیں لکھا کہ یہ مقدمات امیر شریعت کے الفاظ ہیں، (۲) درویش صاحب نے لفظ یزید کی گردان شروع کر دی ہے حتیٰ کہ قرآن مجید کی آیات سے لفظ یزید ثابت کیا ہے۔ حالانکہ یہ انتہائی درجے کی درویشانہ تبلیغ ہے اور العباد باللہ قرآن سے لفظ یزید کی عظمت ثابت کی ہے۔ اور اسی طرح کا ثبوت پیش کیا ہے جس طرح شیعہ قرآن کا بعض آیات سے حضرت علیؑ کا نام ثابت کرتے ہیں۔

مثلاً — وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ — حالانکہ بحث لفظ یزید میں نہیں ہے نہ ہی ماضی اور مضارع کی بحث ہو رہی ہے بلکہ بحث یزید بن امیر معاویہؓ کی شخصیت کے بارے میں ہے اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ایک مقدمہ میں زیر دفعہ ۳۰۲-۳۰۷ ۱۲۴ الف-۵۳ انگریز ہندو گرفتار تھے، اس مقدمہ میں ایک سال سات ماہ ۲ دن حوالہ میں رہے ۵ اپریل ۱۹۵۷ء کو ہائی کورٹ لاہور میں آپ کا بیان ہوا، اور انگریز چیف جسٹس سر ڈگلس یٹنگ نے آپ پر خود جرح کی جس کی تفصیل مقدمات امیر شریعت میں موجود ہے چیف جسٹس کے ایک سوال کے جواب میں سید عطاء اللہ شاہ نے کہا کہ میں نے ہرگز نہیں کہا تھا کہ انگریزوں کو اس طرح قتل کر دو جس طرح یزید نے حسینؑ کی فوجوں کو قتل کیا — جہاں تک حسینؑ اور یزید کا تعلق ہے آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید کہا اور انگریزوں کو حسینؑ — ایسا ہرگز نہیں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔

(مقدمات امیر شریعت ص ۲۵)

فرمائیے درویش صاحب ہائی کورٹ کے بیان میں لفظ یزید کی بحث ہے یا اس یزید کی جس کی فوجوں نے حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا تھا، علاوہ ازیں یہاں بات سبائیوں کی پڑ پگڈیے کی نہیں ہے بلکہ بات حضرت امیر شریعت کے بیان اور ان کے الفاظ پر ہو رہی ہے۔ جو سرکاری ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ (۳) قاضی درویش صاحب نے حضرت امیر شریعت کے مذکورہ الفاظ کی ایک عجیب و غریب تاویل کی ہے۔ فرمانے ہیں: — اور پھر حضرت امیر شریعت کے اس جملہ سے

محض بیان واقعہ بھی تو مقصود ہو سکتا ہے کہ آج اذہان اس قدر مذموم ہو چکے ہیں کہ کوئی مسلمان یزید نام رکھنے کا روادار نہیں۔ (نقیب ص ۳۶) مائیکورٹ کے مذکورہ بیان میں یہ تاویل چل نہیں سکتی کیوں کہ امیر شریعت نے یزید کی شخصیت سے اپنی بیزاری کے اظہار کے لئے یہ الفاظ قرآن میں اور اس کی دلیل آپ کا یزید کے بارے میں ایک شعر بھی ہے جس کے بارے میں ”جابلانہ جازا“ ص ۱۳ پر یہ لکھا ہے :- علاوہ ازیں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فارسی نظم میں یہ شعر بھی لکھا ہے :- ہر کہ بدگفت خواجہ مارا - ہست اوبیگیاں یزید پلید -

فرماتے اب کوئی درویشانہ تاویل یہاں کارگر ہو سکتی ہے۔ امیر شریعت کی یہ نظم ”کتاب حضرت امیر شریعت کے علمی اور تقریری جواہر پارے ص ۱۲۸ پر منقول ہے اور اسی کتاب کے ص ۱ پر لکھا ہے کہ - ایک شیعہ مذہبی آپ کی خدمت میں آئے - جب وہ چلے گئے تو :- حاضرین میں سے کسی نے مزاحاً کہا کہ شاہ صاحب - آپ نے حافظ صاحب کی بڑی آؤ بھگت کی - شاہ جی نے دونوں ہاتھ فرش پر ٹکا کر گردن جھکا دی اور آہ بھر کر فرمایا - ہاں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کیلئے جو بھی ہمارا ساتھ دیگا میں اس کا پانی بھرنے کو تیار ہوں - شاہ جی نے سراٹھایا تو ایک دوسرے صاحب نے ازراہ نفی کہا - شاہ جی مجھے تو اس میں ایک اور پہلو بھی نظر آتا ہے - شاہ جی نے دریافت فرمایا - کیا اس نے کہا - سید کوئی بھی ہو اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے -

شاہ جی نے متفقہ لگایا اور فرمایا :- ... مگر تجھے یہ معلوم نہیں کہ جو سنی ہونے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شاہ جی یزید سے متنفر تھے - باقی رہی قاضی صاحب درویش کی یہ بات کہ :- حضرت امیر شریعت فرین خطابت کے بادشاہ تھے - مجاہدین آزادی کے قائد سالار تھے - ہزرگان دین میں بہت ممتاز تھے - لیکن مؤرخ اور محقق نہیں تھے (نقیب ص ۳۶)

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ مؤرخ اور محقق ہیں ؟ آپ کا مؤرخ اور محقق ہونا تو آپ کے پیش کردہ خطوط سے ہی معلوم ہو گیا ہے - حقیقت یہ ہے کہ تمام اکابر دیوبند - حضرت ثناء اللہ اور آپ کا خاندان - اور ان سے پہلے امام ربانی مجدد الف ثانی اور جنہور محدثین تنظیم اور مؤرخین

یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان میں کوئی بھی مؤرخ اور محقق نہیں ہے
آپ کی اصطلاح میں یہ سارے سُنُّ مَن ہی ہیں۔ ایک آپ ہی ہیں، آپ کے چند حواری
جو ہوشمند اور دانشمور ہیں۔ آپ حافظ ابن کثیر کو مؤرخ اور محقق مانتے ہیں۔ لیکن یزید کے
بارے میں ان کا مسلک وہی ہے جس سے آپ پریشان ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں۔ یل قد کان فاسقاً (۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲)۔ بلکہ یزید
یقیناً فاسق تھا۔ اور مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون کے نزدیک دورِ صحابہ میں بھی فسق یزید مفتق
علیہ تھا چنانچہ لکھتے ہیں:-

مگر حضرت حسینؑ کا معاملہ یہ ہے کہ جب اس دور کے تمام لوگوں کے نزدیک یزید کا فسق
ظاہر ہو گیا تو کوفہ سے اہل بیت کے حامی لوگوں نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہاں تشریف
لے جائیں تو وہ ان کے مقصد کو قائم کریں گے (اس وجہ سے) حضرت حسینؑ کی رائے ہوئی کہ
یزید کے فسق کی وجہ سے اس کے مقابلے میں نکلنا تو متعین ہو گیا۔ اور خصوصاً جبکہ آپ کو اس پر طاعت
بھی حاصل ہے اور آپ نے اپنے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ اس کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ اور آپ
کے پاس اس کے لئے قوت و شوکت بھی ہے۔ مگر اہلیت تو اس سے بھی زیادہ تھی جس کا آپ
گو گمان تھا۔ لیکن طاقت و شوکت کا اندازہ لگانے میں آپ سے غلطی ہو گئی الخ

(مقدمہ ابن خلدون) مترجم جلد دوم) اور ابن خلدون عربی متن جلد اول کے الفاظ یہ ہیں
واما الحسين فانه لما ظهم فسق يزيد عند الكافة من اهل عصره الخ (ص ۲۱۳)
فرمایئے۔ کیا آپ مؤرخ ابن خلدون کی یہ تحقیق مانتے ہیں؟

خارجی فقہ حصہ دوم (بحث فسق یزید) میں فسق یزید پر مفصل و مدلل بحث کی گئی ہے اور
یزیدی جو استدلال پیش کرتے ہیں ان کا بھی ابطال کر دیا گیا ہے اور انشاء اللہ اس مضمون کی
قسط دوم میں قاضی درویش صاحب موصوف کے ان دلائل پر مزید تبصرہ کیا جائے گا جو نقیب
ختم نبوت کی زینت بنائے گئے ہیں۔

یزیدی جو نک | قاضی شمس الدین صاحب درویش اپنے مکتوب محررہ ۲۸ جمادی الاولیٰ

۱۴۰۶ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۸۵ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ آپ نے اس تانہ مکتوب میں فقیر کے

متعلق خاص فکر مندی کا اظہار فرمایا ہے کہ کہیں یزیدی آپ کا گھیراؤ نہ کر لیں، فقیر اس فکر مندی پر آپ کا شکر گزار ہونے کے بعد دینی انتقامت کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہے اور یہ بھی اطمینان رکھیں کہ بفضلہ تعالیٰ اس فقیر کو آپ کے مبینہ یزیدیوں کی جو تک نہیں لگ سکتی الخ۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ موصوف دور حاضر کے بعض یزیدیوں سے متنفر ہیں۔ اور ان کو یزیدی جو تکس قرار دیتے ہیں اور اپنے خطوط میں یہ بھی فرما رہے ہیں (جیسا کہ پہلے حوالہ گزر چکا ہے) کہ ان کو یزید سے کوئی لگاؤ اور محبت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہماری گزارش تو یہی ہے کہ آپ بڑھاپے کے آخری قیمتی لمحات اس شخص کے دفاع میں خواہ مخواہ صرف کریں جس سے آپ کو دلی محبت نہیں ہے۔ اور غالی حامیان یزید سے یہ گزارش ہے کہ آپ کوئی ایسا محقق حامی یزید تلاش کریں جو دل سے یزید سے محبت رکھتا ہو۔ ممکن ہے وہ آپ کے کام آسکے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

دیوبند سے پاکستان کا بیت الخلا اچھا ہی (عطاء المحسن)

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب

یزید فضلکم کے کتابچہ ”جاہلانہ جہارت“ ۱۳۱ پر بھی لکھا تھا کہ:۔ سید عطاء المحسن بخاری نے سوال ۱۲۰۳ کے مقام تلہ گنگ ضلع ایک مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔ میں دیوبندی نہیں ہوں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ مجھے فخر ہے اس بات پر کہ میں دیوبندی نہیں ہوں دیکھ پنجابی میں ارشاد فرمایا کہ:۔ نیک بخت پاکستان کا بیت الخلا دیوبند نالوں پاک ہے یعنی پاکستان کا بیت الخلا دیوبند سے پاک ہے (اس تقریر کی کیٹ ہمارے پاس موجود ہے) الخ۔ اس کے جواب میں مولانا قاضی صاحب درویش فرماتے ہیں — محاورہ ہے۔ ساون کے اندھے کو ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن صاحب بخاری کے خلاف الزامات کی سابقہ فہرست سے جب قاضی جی کی تسلی خاطر نہ ہوئی تو شاہ صاحب کو مزید نادم کرنے کے لئے لکھا کہ بخاری شاہ صاحب نے تلہ گنگ کی تقریر میں کہا کہ — پاکستان کا بیت الخلا دیوبند سے اچھا ہے:۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ بیت الخلا ہی وہ جگہ ہے جہاں مولوی محمد امین شاہ اور قاضی صاحب ایسے لوگوں کی مشکل کشائی ہوتی ہے اور ذی علم

لڑ سکوں پاتے ہیں۔ ویسے چک وال لوگ خوب واقف ہوں گے کہ عربی میں بیت الخلا و مترجح کہتے ہیں۔ یعنی راحت کی جگہ اور تمام ذی علم مسلمان راحت پانے کے بعد یہ پڑھتے ہیں۔ (یقیناً مولوی محمد امین شاہ اور قاضی صاحب بھی پڑھتے ہوں گے) غفرلک۔ الحمد للہ الذی اذهب عني الالذی و عافانی، ترجمہ :- تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اذیت دور فرمائی اور ہمیں عافیت بخشی۔ مولوی محمد امین شاہ اور ان کے اسوۃ الصلیاء صاحب فرماتے ہیں کہ پاکستان کا اتنے فوائد والا بیت الخلا دار الحرب ہندوستان میں مندروں اور مورتیوں کی پوجا پاٹ والے شہر دیوبند سے بہتر ہے کہ نہیں۔ بخاری صاحب نے اگر ایسا کہا بھی ہے تو دیوبند شہر کے دارالعلوم کے بارے میں ہرگز نہیں کہا بلکہ اس کی حربی نسبت کی بنیاد پر ایسا کیا ہے جس کی تفصیل اسی نلہ گنگ کی تقریر میں موجود ہے لیکن براہو اس عداوت و بغض کا یہ آدمی کو اندھا کر دیتی ہے اس اندھے پن پر وہ فوج بزرگ (چک والی اور مخدوم پوری) مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (لقیب ص ۱۹)

الجواب - (۱) کیا عجیب درویشانہ نکتہ سنجی ہے قارئین محظوظ ہونگے۔ یہ موصوف کی مجنوط الحواسی کی ایک نمونہ مثال ہے۔ اور دار الحرب ہندوستان میں بھی تو بیت الخلا ہیں اور خراب درویش صاحب کو اگر وہاں جانا پڑے تو وہاں کے بیت الخلاؤں یعنی راحت گاہوں میں آرام فرمائیں (۲) اگر دار الحرب ہونے کی وجہ سے مذکورہ بول نکالا ہے تو کیا دیوبند ہی کی مثال دینی ضروری

لکھی حقیقت یہ ہے کہ سید عطاء الرحمن صاحب موصوف نے اس کو دارالعلوم دیوبند پر ہی چسپاں کیا تھا۔ اور ان کی تقریر کے سیاق و سباق سے ہی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ تقریر میں فرمایا۔
— تم بڑے مولوی پتے پھرتے ہو۔ بڑے چودھری اسلام کے اباجان نے اسلام کو یا کہ تمہاری

اباجان کے دودھ میں آیا اور باقی کسی کی ماں کے دودھ میں نہیں آیا۔ کوئی حق نہیں ہے تمہیں ہمیں برا کہنے کا۔ اپنی زبانوں کو کنٹرول کرو۔ روکو اپنے قلم کو۔ سات سات سو صفحے کی کتابیں لکھتے ہو اس لئے کہ تمہارے پاس سرمایہ بہت ہے۔ اپنی کتابوں بند کر واپس دے دیے ہیں۔ اس قسم کے کمزور ٹیم نے بہت سے اڑتے ہوئے دیکھے۔ اور لوگوں کے کھڑوں پر بیٹھتے اور فریج ہوتے دیکھے۔ کتابیں لکھنے سے رعب ڈالتے ہو کیا ہو جائے گا۔ البدایہ - سنو مولانا کرام - یہ ہے البدایہ والنہایہ - نہ میرے باپ کی

لکھی ہوئی ہے۔ نہ کسی دیوبندی کی لکھی ہوئی ہے۔ میں دیوبندیت کو معیار اسلام نہیں سمجھتا۔ کان کھول کے سن لو۔ نہ میں بریلویت کو مدار اسلام سمجھتا ہوں نہ میں اہل حدیث کو مدار اسلام سمجھتا ہوں۔ سب ہندوستانی مذہب ہیں۔ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ اسلام کے ماتحت اور محتاج ہیں۔ ان کے ماتحت نہیں ہے اسلام۔ اگر کچھ دیوبندیوں کو غلط فہمی ہے کہ اسلام ہمارے ماتحت ہے تو میں نہیں اس کو قبول کرتا۔ ہاں تمہاری دیوبندیت اگر اسلام کے مطابق ہوگی تو قابل قبول ہے۔ اگر تمہاری دیوبندیت اسلام سے ٹکراتی ہے تو میں قبول نہیں کرتا۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی بات رد کی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ کی حدیث کے مقابلے میں تو تمہاری دیوبندیوں کی بات رد نہیں کی جاسکتی تم دیوبندی آسمان سے پتہ لکھو کہ لائے ہو حق و صداقت کا اور باقی حق و صداقت کائنات میں نہیں ہے واہ کیا فلسفہ ہے۔ یونہی ہیں بریلوی مولوی تمہارے پاس رسول کا کھانا ہوا ہے کہ تم حق پر ہو باقی سب باطل ہیں۔ پاگل کہیں کے۔ جاہل اکٹھے ہو رہے ہیں۔ حیوانوں والا کام کرنے کے بعد دعویٰ کرتے ہو کہ تم اسلام کے علمبردار اور اس کائنات میں تم اسلام کا پھر پرا لہانا چاہتے ہو۔ کرنوت تمہارے یہ ہیں کہ تم اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور تم یہ اہل حدیث بھائی تمہارے پاس تو اللہ میاں نے گلے میں پٹہ ڈال دیا ہو گا۔ اوپر لکھ دیا ہو گا۔ اہل حدیث میڈ بائی اللہ۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں میں دیوبندی نہیں ہوں۔ نہیں ہوں۔ نہیں ہوں۔ لے جاؤ دیوبندیت کو پھر میں مسلمان نہیں رہا۔ واہ بڑے اسلام کے چودھری۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں دیوبندی نہیں ہوں۔ مجھے فخر ہے اس بات پر کہ میں دیوبندی نہیں ہوں۔ میرا باپ بھی دیوبندی نہیں تھا۔ میرا دادا لکڑا دادا۔ ہم میں سے کسی نے بھی دیوبند نہیں پڑھا۔ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ شیخ الفاضل دیوبند میں پڑھے تھے۔ او دیوبندیو۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ اللہ تمہارے حال نے رحم کرے۔ اللہ تمہانوں شعور عطا فرمائے۔ اللہ تمہانکو اسلام کی وسعت دے۔ مطابق دل دے۔ وسعت دے اور دی تو فنیق دیوے۔ کے دے دیوبند۔ ہن تو نیک بختا کمراری ڈائن ہندو رن دی حکومت اے اوہ تو گنتی توں زیادہ ناپاک رن دی حکومت اے تمہارے دیوبندوچ۔ پاکستان کا بیت الزنا دیوبند توں زیادہ پاک اے۔ انج بریلی بھی۔ انج دلی۔ رام پور۔ امر وہ سب گئے اندر گاندھی کول اور دار الحرب اے۔ ایہہ دار المسلمین اے۔ ادہ دار النجاست اے۔ ایہہ دار الطہیر اے۔ پاکستان دے

مقابلے وچ انڈیا دی کیا حیثیت اے۔ پورا انڈیا۔ سارا دیوبند۔ مظاہر العلوم سہارنپور۔ دلی۔ امر وہہ۔
الہ آباد۔ کلکتہ۔ دلی جتنے اس دے عالی شان علاقے ہیں۔ ساڈے پاکستان دے مقابلے وچ وطنی
نقطہ نگاہ نال اس دی کیا حیثیت اے۔ کیا فخر اے۔ الخ

الجواب (۱) اس تقریر میں دارالحرب اور دارالسلام کی بات تو آخر میں کی ہے۔ مذکورہ
عبارت کے شروع میں جو کہا ہے کہ:- سات سات سو صفحے کی کتابیں لکھتے ہو الخ اس میں ہدف
طعن بنایا گیا ہے۔ خدام کے لٹریچر کو یہ تقریر سن لہہ کی ہے اس سے فریبا ایک سال پہلے سن لہہ
میں میری کتاب خارجہ جتنے حصہ اول شائع ہو چکی تھی جس میں جناب محمد اسحق صاحب سندیلوی
کے جواب میں اصل بحث تو مسئلہ اجتہادی اختلاف کی تھی جس کا تعلق مشاجرات صحابہ سے ہے
اس میں اکابر دیوبند کا مسلک بھی اپنی تائید میں پیش کیا تھا اور محمود احمد عباسی کی علمی خیانتوں
کی نشاندہی بھی کی گئی تھی۔ اس میں زبیدی کی ولی عہدی کی بحث بھی تھی۔ خلافت راشدہ
اور حق چار یار کی اصطلاح بھی زیر بحث آئی تھی۔ تحریک مدح صحابہ میں لکھنؤ کی مدح محض
کمیٹی کے تحت جو جلوس نکلے تھے ان میں احترام کی طرف سے یہ شعر بھی جوش و خروش سے پڑھا
جاتا تھا۔۔۔ جن کا ذکر کہج رہا ہے چار سول و تہار۔ وہ ابو بکر و عمر عثمان و حیدر چار یار
(۲) تقریر میں یہ کہنا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول الله میں دیوبندی نہیں ہوں الخ قاضی
درویش صاحب ہی بتائیں کہ کیا اس کی مراد یہ تھی کہ میں دیوبند کا رہنے والا نہیں ہوں۔ کیا یہ
مسئلہ زیر بحث تھا کہ سید عطاء الرحمن صاحب دیوبند کے رہنے والے ہیں یا نہیں؟ بات صاف ہے
کہ تبصرہ دیوبندی مسلک پر ہو رہا تھا۔ کہ ان نزاعی مسائل میں اکابر دیوبند کا کیا موقف ہے
اور میں دیوبندی نہیں ہوں اس میں صاف اقرار ہو رہا ہے کہ میں اکابر دیوبند کے مسلک کو
موجودہ اختلافی مسائل میں تسلیم نہیں کرتا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سید عطاء الرحمن صاحب صوف
فنی زید اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا کے بارے میں اکابر دیوبند کی تحقیق کچھ لافین
(۳) اصل اختلاف تو دیوبندی مسلک سے ظاہر کرتا تھا لیکن وزن بیت کے طور پر بریلوی اور اہل
حدیث کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ اور ہندوستان کا دارالحرب ہونا اور پاکستان کا دارالسلام ہونا بھی
تقریر کا موضوع نہ تھا۔ غالباً اس بیان سے شہر دیوبند کی بھی تحقیر اس لئے کی گئی کہ دیوبند کی اہمیت اور

غفلت چونکہ دارالعلوم دیوبند سے ہے اس لئے اس شہر کو بھی قوم کی نظروں میں اس وقت گرایا جائے تاکہ دیوبندی مسلک کے امتیازی نشان کی بھی کوئی اہمیت باقی نہ رہے۔ واللہ اعلم

بہر حال قاضی صاحب دہلوی کا جواب عذر گناہ بذرا گناہ کا مصداق ہے۔ کاش کہ قاضی موصوف حق پسندی کا ثبوت دیتے اور یوں نیزیدی گمراہ کے دھڑے میں فنا ہو کر غرہرچہ درکان نمک رفت نمک شد۔ کا مصداق نہ قرار پاتے۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر | مولانا قاضی شمس الدین موصوف نے مضمون کا پیٹ بھرنے کے لئے غیر متعلقہ مباحث چھیڑ دیئے ہیں چنانچہ بعنوان

”قاضی صاحب کی طبعی شدت“ لکھتے ہیں۔ قاضی صاحب مزاجاً تند ہیں اور بیجا سخت گیر ہیں یہ فطری شدت ان کی موروثی ہے۔ کیونکہ ان کے والد ماجد مولانا کرم الدین صاحب رام نے بھی علمائے دیوبند کے خلاف بہت دلا زار فتویٰ دیا تھا اور نام لے کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹوی مرحوم کو قطعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ مفصل فتویٰ تو مولوی حشمت علی لکھنوی کی کتاب ”الصارم المندیہ“ طبع دوم کے صفحہ ۱۱۱-۱۱۰ پر مذکور ہے اور اس کو باختصار امام اہل سنت مولانا علامہ محمد اسحق صدیقی سندیلوی نے اپنے قیمتی رسالہ ”جواب شافی“ میں بھی نقل کیا ہے۔ گو کہ قاضی منظر صاحب نے اپنی کتاب ”تاریخ غنہ (جلد اول)“ میں اپنے والد کی اس تکفیری فتویٰ کی خاصی لپیلا پوتی کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ بے سود ہے کیونکہ اپنے والد کے ”رجوع الی الحق“ کو بغیر کسی تحریری ثبوت کے وہ صرف اپنی شہادت سے ثابت کر رہے ہیں حالانکہ اصول یہ ہے کہ: ”التوبة علی حسب الجناية ان كانت جھراً فجھراً وان كانت سراً فیسراً“ جبکہ یہاں گناہ تو دوبارہ کا مطبوعہ ہے اور مشہور ہے اور توبہ گھر کے اندر کی۔ ویسے بھی بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں شرعاً مردود ہے.... دو گواہ ہونے چاہئیں مولانا کرم الدین کا یہ تکفیری فتویٰ ہم نے اس مقالہ کے آخر میں بھی بطور ضمیمہ درج کر دیا ہے اور یہ مفصل فتویٰ دو روپے کے ڈاک ٹکٹ آنے پر فقیر سے علیحدہ بھی دستیاب ہے۔ پھر خود قاضی صاحب نے پاکستان کے معمر نامور عالم دین۔ یادگار اسلاف۔ امام اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد اسحق سندیلوی صدیقی دامت مجالسہم (ساتی شیخ الحدیث و مہتمم ندوۃ العلماء

لکھو حال مقیم کراچی، کو اپنی تصنیف کشف "خارجی فتنہ حصہ اول اور کشف خارجیت" میں جس
 ہونڈے سے طریقے سے رگبدا ہے۔ ان ناپاک لفظوں پر قاضی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں الخ
 (نقیب ختم نبوت ص ۱۴۰ ذیل قندہ سالہ ۱۴۰۰ھ جن ۱۹۹۰ء)

الجواب (بحث تو آپ کی میرے ساتھ ہے اور میرے والد صاحب مرحوم ۷ جولائی
 ۱۹۴۶ء (مطابق ۱۸ شعبان ۱۳۶۵ھ) وفات پا چکے ہیں۔ ان کے خلاف اس بغض کے
 اظہار کی اس زیر بحث مضمون میں کیا ضرورت تھی۔ اور صرف والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
 مذکورہ فتویٰ بھی جو حیات الحرمین کی تائید میں ہے سالہ ۱۳۲۷ھ یا اس کے بعد کا ہے۔ کیونکہ حسام
 الحرمین مترجم سالہ ۱۳۲۷ھ میں شائع ہوئی۔ اور الصوارم الہندیہ مؤلفہ مولوی حشمت علی خان صاحب
 بریلوی (سالہ ۱۳۴۵ھ کا ہے جدید ایڈیشن سالہ ۱۳۹۵ھ (۱۹۷۵ء) کا ہے جو مکتبہ فریدیہ (ضلع ساہیوال
 نے شائع کی ہے اور قاضی صاحب درویش نے یہی نسخہ دیکھا ہے۔ بریلوی مسلک کے امام
 مولانا احمد رضا خان مرحوم کی کتاب "حسام الحرمین" میری پیدائش (سالہ ۱۹۱۳ء) سے پہلے کی ہے
 مجھے تو حضرت والد صاحب مرحوم کے اس فتویٰ کا علم ہی نہ تھا۔ تاکہ حضرت والد صاحب سے اس
 کے متعلق دریافت کرتا۔ لیکن مجھے والد صاحب نے خود شوال ۱۳۵۶ھ میں دارالعلوم دیوبند میں
 داخلہ لینے کے لئے بھیجا۔ دو سال اس بندہ کو دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کی سعادت
 نصیب ہوئی سالہ ۱۳۵۸ھ میں دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ بخاری و ترمذی کے درس میں شیخ العرب
 والجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کی تقریریں قلمبند کرتا تھا۔ دارالعلوم سے فراغت
 کے بعد دارالعلوم کے حالات اور حضرت مدنی کے درس کے بعض ملفوظات سنائے تو والد صاحب
 کو حضرت مدنی سے غائبانہ عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے بعد جب میں قید و بند میں مبتلا ہوا
 تو حضرت والد مرحوم نے دھاکے لئے حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعجاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 کی خدمت میں خطوط لکھے جن کا جواب بڑی خیر خواہی سے دیتے رہے۔ چنانچہ حضرت
 شیخ الادب کے دو گرامی نامے جو انہوں نے مجھے والد صاحب کے بارے میں سنٹرل جیل لاہور میں
 لکھے تھے "کشف خارجیت" ص ۱۱ پر شائع کر دیئے ہیں۔ ایک والا نامہ حضرت والد کی وفات
 کے متعلق ہے جس میں شیخ الادب لکھتے ہیں۔ آپ کے والد کے انتقال کا سانحہ شدید ہے اللہ تعالیٰ

مغفرت کرے۔ آمین۔ آپ نے علم و عقل کی روشنی میں جس طرح صبر کیا وہ نہ صرف قابل تحسین ہے بلکہ لائق تقلید بھی ہے الخ (۱۴ رمضان ۱۳۶۵ھ)

(۲) حضرت شیخ الادب کے چار گرامی نامے نازبانہ عبرت کے مقدمہ میں بندہ نے شائع کر دیئے ہیں۔ جن میں سے ایک میرے نام ہے جو اوپر نمبر ۱ میں ہے۔ اور تین حضرت والد صاحب کے نام ہیں جس میں حضرت شیخ الادب لکھتے ہیں :- جناب محترم زیدت معالیکم۔ آپ کا والا نامہ اچھی ملا۔ عزیز قاضی مظہر حسین صاحب سلمہ کے حالات مقوڑی سی تفصیل کے ساتھ معلوم ہوئے، آپ کے ارشاد کے موافق ہیں۔ عزیز مذکور کو اچھی خط لکھ رہا ہوں شاید وہ میرا کہنا مان لیں جس کتاب کے متعلق جناب نے فرمایا ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی عزیز مذکور کے نام بذریعہ پارسل روانہ کر دوں گا۔ قیمت روانہ فرمانے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کو ان سے زیادہ تعلق ہے تو کسی نہ کسی ادنیٰ درجہ میں میرا بھی تعلق ان سے ہے۔ حضرت مولانا دینی مدظلہ مراد آباد جیل میں ہیں۔ اسارت کی مدت زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں ختم ہو جانی چاہیئے۔ الخ

(۸ شوال ۱۳۶۱ھ)

(۳) جناب محترم زیدت معالیکم۔ پس از سلام منون آپ کا والا نامہ صادر ہوا۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے عزیزم مولوی مظہر حسین سلمہ کو خط لکھا ہے آپ اس کو غور سے پڑھ لیں اور اس کے بعد ان تک پہنچا دیں۔ مجھ کو امید ہے کہ وہ میری سفارش مان لیں گے اور چونکہ مجھ کو انتظار رہے گا۔ اس لئے اچھا ہو کہ آپ مجھ کو اس امر سے بے جھجکت ممکنہ مطلع فرمائیں کہ عزیز مذکور نے اس پر کیا فرمایا۔ پندرہ روپے کا منی آرڈر موصول ہوا۔ باقی میرے پاس ہیں۔ کتب خانہ اعزانیہ میں داخل کر دیئے ہیں آپ کا دعا گو ہوں اور امیدوار ہوں کہ حسن خانہ کی دعا سے فراموش نہ فرمائیے۔ ز ۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

(۴) جناب محترم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط آیا تھا۔ عزیزم قاضی مظہر حسین کے خطوط سفر کی وجہ سے میرے پاس سے ضائع ہو چکے ہیں۔ ان کا پتہ مجھے یاد نہیں۔ میں ان کو جواب دے سکا۔ اگر آپ کی کلمات ان سے ہو تو ان سے میرا سلام پیش کر دیں اور معافی کی درخواست کریں۔ یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کے لئے درخواست رہائی کی پیش کئے

جانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ کل بخاری شریف کا ختم مدرسہ میں ہوا تھا۔ میں نے اس میں بھی ان کے لئے رہائی کی دعا کی ہے۔ میں خود بھی دعا کر رہا ہوں اور یہاں کے اکابر سے بھی دعا کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ اگر آپ اپنے اس خط میں عزیزم موصوف کا پتہ لکھ دیتے تو میں ان کو آج ہی خط لکھ دیتا۔ امید ہے کہ اب آپ خط تحریر فرمائیں تو ان کا پتہ ضرور لکھ دیں۔ والسلام (۲۲ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ)

قاضی درویش صاحب شہادت مانگتے ہیں۔ کیا مندرجہ خطوط اس بات پر شاہد نہیں ہیں کہ والدکم حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی خان صاحب کے مابین عقیدت و احترام کا تعلق تھا۔ اگر حضرت مولانا مرحوم آخری عمر میں دیوبندی مسلک قبول نہ کرتے اور اپنے سابق فتویٰ پر قائم رہتے تو کیا میرے لئے دعا کرانے کے لئے دارالعلوم کے اکابر ہی رہ گئے تھے۔ سابق مسلک کے علما و مشائخ موجود نہ تھے۔ کیا بریلی اور حزب الاحناف لاہور کی طرف رجوع نہیں کر سکتے تھے؟

درویش صاحب کا ماضی و حال مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویش میرے نام اپنے ایک مکتوب (محررہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ ۳ فروری

۱۹۸۵ء) میں لکھتے ہیں:۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اذہان کو متاثر کرنے میں پراپیگنڈے کا بڑا دخل ہے۔ ایک صدی پہلے ہندوستان میں علمائے دیوبند کے خلاف گستاخ رسول علیہ السلام ہونے کا ملک گیر طوفانی پراپیگنڈا کیا گیا جس کی زد میں اچھے سمجھدار لوگ بھی آگئے جتنی کہ آپ کے والد صاحب (عفا اللہ عنہ) نے بھی ان بزرگوں کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ اور مناظر سلازالی (ضلع سرگودھا) ۱۹۳۶ء میں اکابر علمائے دیوبند کی بے گناہی منکشف ہوئی اور یہ ان کی طہارت طہنت تھی کہ تقریباً ۸۲ سال کی عمر کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے علمائے دیوبند سے عقیدت و محبت عنایت فرمائی جس کے آپ خود چشم دید گواہ ہیں۔ اسی طرح چودہ سو سال کے مسلسل سبائیانہ پراپیگنڈے نے نیز بد کو کفر و فسق کی سولی پر لٹا چڑھایا کہ اچھے اچھے لوگ سبائیوں کی سی بولیاں بولنے لگے (تبصرہ) جب آپ خود ۱۹۸۵ء میں میرے والد صاحب کا رجوع الی الحق تسلیم کر چکے ہیں اور وہ بھی میری شہادت کی بنا پر رکیونکہ میں نے آفتاب ہدایت کے مقدمہ میں یہ حالات لکھے تھے، اور والد

مرحوم کی طہارت طہیئت کا اعتراف کر چکے ہیں۔ تو پھر ۱۹۹۰ء میں آپ میری شہادت کو رد کرنے ہوئے حضرت مولانا دبیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے غیض و غضب کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اور شیعوں کے کبتوں سے ماہنامہ نقیب ختم نبوت کو زینت دے رہے ہیں۔ آخر اس ماضی و حال کے مخالف کی بنیاد کیلئے۔

عمر کچھ تو ہے جس کی پمدہ داری ہے۔ دور حاضر کے جس پراپیگنڈے کی آپ مذمت کرتے ہیں۔ اپنے ملک تاحی کو پھیلانے کے لئے آپ اسی خوفناک پراپیگنڈے کا سہارا لے رہے ہیں۔ پہلے تو مولانا دبیر مرحوم کی طہارت طہیئت کے قائل ہو گئے لیکن اب وہی مولانا دبیر مرحوم آپ کے نزدیک مجروحہ عیوب بن گئے۔ یہاں علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر یاد آگیا۔

خداوند! یہ تیرے سادہ دل بندے کہ ہر جائیں۔ کہ درویشی بھی عیاری ہے، سلطانی بھی عیاری
شیعوں کا ایک کبت قاضی صاحب درویش زریخت نقیب ختم نبوت ص ۱۴ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:- مولانا کرم دین کے متعلق مشہور یوں تھا کہ زمانہ جوانی میں موصوف تین طلاق کے بعد نکاح بغیر حلالہ کے جواز کا فتویٰ بنیں روپے لے کے دیتے اور ان کے متعلق ایک پنجابی رباعی بھی مشہور تھی۔

مولوی کرم دین بھیاں دا — نہ پتراں دا نہ دھیاں دا
 نہ سنیاں دا نہ شیباں دا — اوہ جناں روپیاں دیہاں دا
 میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ رباعی بھی مولانا مرحوم کی طہارت طہیئت کے نتیجے میں آپ نے تسلیم کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی رباعیاں اور کیت شیعوں نے بنائے تھے جو حضرت والد مرحوم کی استقامت سے پریشان رہتے تھے یہ بھی وہی پراپیگنڈا تھا جس کی مذمت نقشبندی درویش صاحب خود کر رہے ہیں۔

(۲) کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ والد صاحب مرحوم تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کے جواز کا فتویٰ دیدیتے تھے۔ آخر اتنی ہتھان تراشی کی وجہ کیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو کیا سنی حنفی علماء آپ کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔

(۳) آپ اپنے ایک مکتوب میں حضرت والد صاحب کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ:- ۱۹۳۵ء میں ٹیکسلا ضلع

راولپنڈی کی کسی تقریب کے والد ماجد مناظر اسلام حضرت مولانا کریم دین صاحب بیرحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک رات گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی اس وقت نماز عصر اور کمزور تھے لیکن رخص کے متعلق معلومات بالکل تر و تازہ تھیں۔ ۱۹۴۱ء میں آپ کے بڑے بھائی مجاہد اسلام حضرت مولانا قاضی منظور حسین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اچھا تعارف تھا۔ میں اور وہ جناب صوفی شیر محمد صاحب کرم (میانوالی کے مکان پر دو رات اکٹھے رہے) شہید موصوف عبیدی خیل سے واپس آئے تھے اور ایک بندوق بھی لائے تھے اور ان کے بعد کے واقعات تا شہادت کا اس وقت مفصل علم تھا۔ اور اب بھی ان کی دھندلی یادیں باقی ہیں، رحمہما اللہ رحمتہ واسعہ۔

حضرت والد صاحب اور میرے بڑے بھائی غازی مولوی منظور حسین صاحب شہید کو آپ اچھی طرح جانتے پہنچتے ہیں اور ان کی شخصیتوں سے خاصے مناسبت بھی ہیں۔ تو اب ماہنامہ نقیب میں حضرت والد مرحوم کے خلاف اس زہر افشانی کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ کیا حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور وفاداری کا بھی یہی تقاضا ہونا چاہیے تھا۔

(نوٹ) قاضی شمس الدین صاحب کے مذکورہ خط کے صرف دو صفحے میرے پاس ہیں باقی اس وقت نہیں مل سکے چونکہ خط کے اختتام پر موصوف تاریخ لکھا کرتے ہیں اس لئے اس مکتوب کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

والد صاحب نے ساری عمر شجیت اور مرزا بیت کا بڑی پامردی سے تعاقب کیا ہے مرزا غلام احمد قادیانی دجال سے دو سال تک عدالت میں مقدمہ چلتا رہا جس میں گورداسپور کی عدالت سے مرزا قادیانی کذاب کو چھ ماہ قید یا پانچ سو روپے جرمانہ اور اس سے مرید حکیم فضل دین کو چھ ماہ قید یا دو سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ آخر اپیل میں ایک انگریز وکیل کی پیروی سے خلاصی ہوئی، اس دلچسپ علمی اور مذہبی مقدمہ کی مفصل روداد سرکاری دستاویزات کے ساتھ والد صاحب نے اپنی زندگی میں بنام "مازایانہ عبرت" المعروف بہ تنبیہ قادیان قانونی شکنجہ میں شائع کی تھی جو نایاب تھی۔ اسی طبع قدیم کا فوٹو لے کر جدید ایڈیشن مولوی محمد یعقوب صاحب ہستم مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی ضلع میانوالی نے اسی سال شائع کیا ہے جس میں میرا مقدمہ کتاب بھی ہے۔ مرزا قادیانی دجال کے اس مقدمہ کی سمری تاویز سوائے مازایانہ عبرت کے کسی اور کتاب میں نہیں ملتی۔ مرزا بیت کے علاوہ حضرت مولانا دبیر مرحوم نے

شیعیت کے بارے میں بھی کبھی لچک نہیں دکھائی۔ ان کے بڑے بڑے مشہور مناظرین سے کامیاب مناظرے کئے اور روضہ شیعیت اور دفاع مذہب اہل سنت والجماعت کے لئے اپنی ایک ضخیم کتاب ”آفتاب ہدایت ردِ روضہ و بدعت اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ گو شیعوں نے محمد بن موسیٰ محمد بن موسیٰ نے اس کا جواب بنام تجلیات صداقت شائع کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک خانہ پری ہے آفتاب ہدایت آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مصداق ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تجلیات صداقت کا جواب بھی اپنے وقت پر دیا جائے گا۔

اگر قاضی درویش صاحب ردِ سیائیت میں مخلص ہیں تو ان پر لازم پر تھا کہ حضرت مولانا مرحوم کی مذہبی اور سنی خدمات کا ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں اعتراف کرتے لیکن انہوں نے شاید اس لئے فخر اہل سنت مولانا کریم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف معاندانہ روش اختیار کی ہے کہ مولانا مرحوم بھی یزید کے خلاف تھے۔ لیکن درویش صاحب اپنے سابقہ خطوط کو بھول گئے یا جان بوجھ کر نظر انداز کر گئے کہ انہوں نے مولانا مرحوم کی تصنیف ”آفتاب ہدایت“ سے ایک خاص فائدہ حاصل کیا ہے چنانچہ اپنے مکتوب محررہ ۵، نومبر ۱۹۸۵ء میں لکھتے ہیں:

— جناب مولوی عبدالوجید صاحب کا مرحلہ ہدیہ تازیانہ عبرت اور چھ نسخے دفاع حضرت معاویہؓ کے تھے۔ دل بہت خوش ہوا۔

دوسری خوشی اس بات سے ہوئی کہ فقیر نے مولوی لال شاہ صاحب کے رد میں اپنے رسالہ ”رفض کی فریب کاریاں“ — پر لکھا تھا کہ سیدنا علیؓ اپنے ہی ایک محب پیروا بن بلجم کے ہاتھوں شہید ہوئے اس پر مولوی لال شاہ صاحب نے فقیر سے پوچھا کہ کیس نے لکھا ہے کہ ابن بلجم حضرت علیؓ کا محب پیرو تھا۔ فقیر نے ان کو لکھا کہ ابن حجر مکی نے تطہیر النجاں ص ۱۲۶ پر لکھا کہ: — کانوا من المؤمنین والمؤمنین لی۔ اس سے مولوی لال شاہ صاحب کو منہ بند ہو گیا۔ لیکن اپنا فتنی باقی رہا کہ کہیں پڑھا تھا کہ خود ابن بلجم آپ کا محب مرید تھا مگر ٹھیک سے کتاب کا حوالہ یاد نہ آتا تھا۔ حسن اتفاق سے کل رات کتاب آفتاب ہدایت دیکھ رہا تھا ص ۲۲۵ پر من وعن ہی حوالہ سامنے آ گیا۔ تب یاد آیا کہ چپس پرس قبل آفتاب ہدایت کی پہلی طباعت میں یہ حوالہ پڑھا تھا۔ تو حضرت دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بہت دعائیں نکلیں کہ انہوں نے

ایسے قیمتی قیمتی حوالے جمع فرمائے پھر آپ کے لئے بھی بہت دعائیں نکلیں کہ اللہ نے آپ کو ان کا صحیح جانشین بنایا۔ آپ کی حسن توجہ سے یہ کتاب دوبارہ چھپی اور پھر فقیر تک پہنچی و اللہ الحمد۔

پانچ سال پہلے درویش فقیر کو آفتاب ہدایت کے مصنف حضرت مولانا دبیر سے یہ عقیدت تھی اور ان کا علمی احسان اتنا تھا۔ لیکن آج اس قدر احسان ناشناس بنے ہوئے ہیں

کہ مولانا دبیر مرحوم کو کسی طرح معاف نہیں کرتے۔ آخر اس ذہنی اور قلمی انقلاب کا باعث کیا ہے

ناضی شمس الدین صاحب درویش زیر بحث نقیب ص ۱ پر لکھتے ہیں اب

ایک اور تلبیس

آخر میں ہم جناب قاضی صاحب کے والد صاحب مولانا کرم الدین صاحب مرحوم کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ اگر قاضی صاحب ان کے صحیح خلف ہوئے تو اپنے ابا جان کی بات مان لیں گے مولانا کرم دین دبیر اپنی کتاب آفتاب ہدایت (مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ حیدرآباد) کے ص ۳۶ پر اصل حقیقت لکھتے ہیں:۔ حقیقت یہ ہے کہ (جمل و صفین) یہ جنگ و جدال طرین کی بددینی پر مبنی نہ تھا بلکہ ہر دو فریق کی اجتہادی غلطی تھی۔ یعنی حضرت سیدنا معاویہؓ بکطرفہ اجتہادی غلطی نہ تھی۔ پھر چند سطر مزید لکھتے ہیں کہ اب اس بات پر طعن کرنا خود مورد طعن بنائے اگر اعتراض عائد ہوتا ہے تو ہر دو فریق پر یکساں عائد ہوتا ہے۔ پھر ص ۳۷ پر مزید لکھا ہے حضرت علیؓ۔ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ میں جو کچھ ہوا اور جتنے واقعات مابین صیابہ واقع ہوئے وہ محض خطائے اجتہادی پر مبنی تھے (ہر دو فریق کا) ہر فرد اپنے آپ کو حق پر سمجھتا تھا تو گویا "اخواننا بلغوا علیکنا" کا مطلب یہ بھی واضح ہو گیا۔

(۲) خود قاضی صاحب نے جب تک اپنا خود ساختہ علم و کلام جاری نہیں فرمایا تھا۔ آپ بھی یوں ہی لکھا کرتے تھے جیسے کہ ان کے ابا جان لکھا کرتے تھے۔ اس لئے اگر ان کو اپنا یاد نہ آیا تو یاد کرا دیں گے۔ اور یہ لکھیں گے کہ اقلہ کتابک کفی بنفسک الیوم حسیباً۔ شیخ سعدی نے سچ فرمایا ہے گرنہ بیند بروز بشترہ چشم۔ چشمہ آفتاب راجہ گناہ۔

(الجواب) ۱۱) اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔ حضرت مولانا دبیر مرحوم کی یہ عبارت جو قاضی صاحب درویش نے پیش کی ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی باہمی جنگ کے بارے میں نہیں۔ بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

اور جنگ و جدل کے الفاظ سے پہلے فوسین (یعنی بریکٹ میں) جو (جمل و صفین) کے الفاظ ہیں یہ مولانا دبیر کے نہیں بلکہ درویش صاحب کا اضافہ ہے۔ درحقیقت یہاں حضرت مولانا دبیر مرحوم حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں بعض شیعہ مطاعن کا جواب دے رہے ہیں۔ شیعوں کا پہلا طعن حضرت عائشہ صدیقہ کے میدان جنگ میں نکلنے کے بارے میں ہے جس کا جواب مولانا مرحوم نے دیا ہے اس کے بعد ان کا دوسرا طعن یہ لکھا ہے کہ۔ حضرت عائشہ نے جناب امیر سے بغاوت کی اور جنگ کی۔ حالانکہ خلیفہ سے بغاوت جائز نہیں اور جرم کبیرہ ہے اس کے جواب میں مولانا دبیر کہتے ہیں:- اسی قسم کا اعتراض جناب امیر علیہ السلام پر عائد مذمتا ہے کہ یحکم وَاَزْوَاجُہٗ اِمَہَاتِہُم (رسول اللہ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں) جب حضرت عائشہ حضرت علیؓ کی ماں تھیں آپ کو ان سے جنگ کرتا ہرگز جائز نہ تھا۔ قرآن میں ہے۔ وَلَہٗ تَقْلٌ لِّہَا اَبٌ (ماں باپ کو اُف تک بھی نہ کہو)۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جنگ و جدل طرفین کی کسی بذیبتی پر مبنی نہ تھا بلکہ ہر دو فریق کی اجتہادی غلطی تھی۔ حضرت عائشہ اور ان کے طرفدار حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے ان کے قاتلین کو امیر علیہ السلام سے مانگتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام ان کے شروفساد کے اندیشہ سے ان کو حوالہ نہ کر سکے دوسری طرف سے سمجھا گیا کہ قتل عثمانؓ میں آپ کا بھی کچھ ہاتھ ہوگا۔ حالانکہ امیر علیہ السلام اس الزام سے پاک تھے جس کا اظہار بار بار آپ بذریعہ خطوط و خطبات کرتے رہے اسی طرح جناب امیر علیہ السلام اور ان کے معاونین نے خیال کیا کہ دوسرا فریق خلیفہ سے باغی ہو کر جنگ کرنا چاہتا ہے۔ طرفین میں معرکہ کی جنگ ہوئی بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت عائشہ اپنے کئے پر پشیمان ہوئیں جناب امیر علیہ السلام نے ان کو بڑی عزت و تکریم سے گھر پہنچایا اور دلی صفائی ہو گئی۔ اب اس بات

۱۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی یہی لکھا ہے کہ۔ لَکَذٰلِکَ عَائِشَہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نَدِمَتْ عَلٰی مَسِئِہِہَا اِلٰی الْبِیْضِیِّ وَ کَانَتْ اِذَا ذَکَّرْتُہٗ بِہِکِی حَتّٰی تَبَلَّ خَمَارُہَا النِّحْمُ (منہاج السنۃ جلد سوم ص ۱۸) :- اور اسی طرح حضرت عائشہؓ اپنے بصرہ جانے پر پشیمان ہوئیں۔ اور جب آپ اس کو یاد کرتیں تو اس قدر روتی تھیں کہ آپ کی اور مٹھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھی یہ پشیمانی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت صدیقہؓ کو اپنی خطا کا احساس ہو گیا تھا۔ حالانکہ وہ خطا بھی اجتہادی تھی جس پر از روئے حدیث بخاری ایک اجر ملتا ہے

پر طعن کرنا خود مورد طعن بننا ہے۔ اعتراض ہر دو فریق پر یکساں عائد ہوتا ہے۔ قما ہو جو ابکم فعمو جوابنا (یعنی جو تمہارا دشمنوں) کا جواب ہو گا وہی ہمارا جواب ہے) جب مولانا دبیر حضرت عائشہ صدیقہؓ پر طعن دوم کا جواب دے رہے ہیں تو درویش قاضی صاحب کا ”بلکہ ہر دو فریق کی اجتہاد غلطی تھی“ کے بعد یہ لکھنا کہ:- یعنی حضرت سیدنا معاویہؓ کی ایک طرفہ اجتہادی غلطی تھی یہ ان کی واضح تلبیس اور فریب ہے۔ پھر درویش صاحب نے جو اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ:- پھر ص ۲۷۵ پر مزید لکھا ہے کہ:- حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ میں جو کچھ ہو ا اور جتنے واقعات مابین صحابہ واقع ہوئے وہ محض خطائے اجتہادی پر مبنی تھے یہ تو مولانا دبیر کی عبارت ہی نہیں۔ بلکہ یہ انجم لکھنؤ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۲ء کے مضمون بعنوان ”سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عبارت ہے اور آفتاب ہدایت میں اس کی تشریح موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درویش صاحب ظاہری اور باطنی دونوں نکھوں سے اندھے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں۔ فارمین حضرات خود آفتاب ہدایت کی عبارت دیکھ لیں۔ قاضی درویش صاحب نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق بحث میں حضرت امیر معاویہؓ کا از خود تعلق جوڑ لیا۔ اور پھر امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنؤی کے مضمون کو حضرت والد مرحوم کا مضمون قرار دیکر ایک نتیجہ نکال لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ دونوں کے بارے میں مولانا دبیر نے جو یہ لکھا ہے کہ:- ہر دو فریق کی اجتہادی غلطی تھی۔ تو یہ گویا شیعوں کے طعن کا الزامی جواب ہے۔ کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ حضرت علیؓ وقت کے خلیفہ راشد تھے۔ ان سے جنگ جائز نہ تھی تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت علیؓ کی بھی مومنہ ماں تھیں بحیثیت بیٹا ہونے کے ان کی اپنی ماں کے ساتھ جنگ جائز نہ تھی۔ اسی لئے بعد میں لکھا کہ:- جو تمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے، علاوہ ازیں مولانا دبیر کا یہ لکھنا کہ حضرت عائشہ اپنے کئے پر پشیمان ہوئیں۔ لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے میں اور ان کی پشیمانی کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ اور پھر یہ ایک وقتی جنگ تھی کہ اختتام جنگ کے بعد ہی حضرت علی المرتضیٰؓ نے ام المؤمنین کو انتہائی احترام و اکرام کے ساتھ گھر پہنچا دیا۔ (۳) حضرت امام غزالیؒ نے انہی جنگوں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ:- وَلَمْ يَذْهَبَ إِلَى تَحْظِئَةِ عَلِيٍّ وَتَحْصِيلِ أَصْلِهِ (احیاء العلوم جلد اول ص ۷۱)

:- کسی اہل علم کی تجویز نہیں ہے کہ۔ حضرت علیؑ کو کہا ہو کہ خطا پر تھے“ (ترجمہ مذاق المعارفین جلد اول ص ۳۱۷-۳۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) قاضی صاحب درویش سے ہم پوچھتے ہیں کیا آپ بھی مولانا دیر کی تحقیق کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کی اجتہادی خطا بھی مان لی۔ پھر بحث کس میں ہے۔ حامیان یزید اگر یا بھی جنگ و جدال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تسلیم کر لیں تو یہ بحث تو ختم ہو جاتی ہے۔ علاوہ قارئین کرام درویش صاحب کی خاص ذہنیت کا اندازہ لگائیں کہ اس بات سے ان کو بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ان محاریبات میں حضرت المرقفی کی اجتہادی غلطی مان لی جائے۔ آخر اس کی تہ میں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ مصنف آفتاب ہدایت حضرت مولانا کرم الدین صاحب دیر نے حضرت عائشہ صدیقہ پر شیعہ مطاعن کا جواب دینے کے بعد مستقل طور پر بعنوان ”حضرت امیر معاویہؓ“ شیعوں کے ان مطاعن کا جواب دیا ہے جو وہ حضرت امیر معاویہؓ پر عائد کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ شیعہ صحابیان حضرت معاویہؓ کو بہت کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے امیر علیہ السلام سے جنگ کی۔ اس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ یہ ناگوار واقعہ طرین کی اجتہادی رائے کی وجہ سے ہوا۔ وہ باہم جدی بھاٹے تھے۔ اصحاب رسول تھے، حضرت امیر معاویہؓ کاتب وحی بھی تھے۔ حضور کے سالے بھی تھے۔ آپ کی شان میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ حضور سے آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ پھر اس ایک واقعہ سے جس کا خاتمہ صلح پنہوا آپ کو برا کہنا اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرنا ہے بھائیوں کے درمیان تنازعات ہو کر رہے ہیں اور صلح صفائی بھی ہو جاتی ہے لیکن ایک اجنبی شخص کا حق نہیں ہے کہ اس تنازعہ کی وجہ سے ایک کو برا بھلا کہے۔

حضرت یوسف پر ان کے بھائیوں نے کس قدر مظالم توڑنے اور تکلیف دی تھی لیکن آخر یوسف نے ان کی خطا کو معاف کر دیا۔ باہم بھگت ہوئے۔ ایسا ہی یہ واقعہ ہے بیکھنا یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس بارہ میں کیا فتویٰ دیا ہے۔ ان کو مسلمان اپنا بھائی قرار دیا ہے یا کافر مبین اور ان کو لعن طعن کرنے کا حکم دیا یا اس سے منع فرمایا ہے۔ الخ۔ فرمائیے حضرت مولانا دیر نے حضرت امیر معاویہؓ کے سلسلہ میں یہ نہیں لکھا کہ دونوں طرف اجتہادی خطا تھی۔ بلکہ صرف یہ لکھا ہے کہ: ناگوار واقعہ

مرفین کی اجتہادی رائے کی وجہ سے ہوا۔ اور بلا شک ان کے مابین اجتہادی اختلاف تھا نہ کہ عنادی و نفسانی۔

(۲) اس کے بعد جو یہ فرمایا ہے کہ دو بھائیوں کا نزاع تھا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال دی ہے کہ انہوں نے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا دبیر مرحوم کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی بھائیوں نے زیادتی کی۔ لیکن انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حضرت معاویہ و غیرہ اپنے بھائیوں کی خطا کو معاف کر دیا۔ اور ان پر لعن طعن کرنے سے روک دیا۔ قاضی درویش صاحب نے انتہائی چالاکی سے حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں مولانا دبیر کی جو عبارت تھی اس کے ساتھ حضرت معاویہ سے حالات کا تعلق جوڑ دیا تاکہ قارئین یہ سمجھیں کہ مولانا مرحوم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کی طرح حضرت علی اور حضرت معاویہ کے نزاع میں بھی دونوں کی خطائے اجتہادی تسلیم کی ہے۔ کیا شان تحقیق اور وصف حق پسندی اسی کا نام ہے عبرت۔ عبرت۔ اور یہ بھی فرمائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ دونوں کی اس جنگ میں اجتہادی خطا کا پہلے بھی اہل حق میں سے کوئی قائل ہوا ہے؟

قاضی صاحب درویش موصوف نے بشارت الدارین کے متعلق لکھا تھا کہ: تاریخ ابن کثیر کی ساتویں اور

بشارت الدارین کی عبارت

آٹھویں جلد کا بار بار مطالعہ کیا تو عجیب سازش کی فریب کاریاں کچھ سمجھ میں آئیں۔ اور ساتویں کی گہری سازشوں کے خدوخال بھی سامنے آئے۔ جناب نے بھی اپنی قیمتی کتاب "بشارت الدارین" کے ص ۱۹۸ تا ص ۲۱۱ پر عمدہ تحقیق فرمائی جس سے ساتویں کے کلیجے مسلسل جل رہے ہیں۔ واللہ الحمد۔

یہ وہی مکتوب ہے جس میں قاضی شمس الدین صاحب موصوف نے ۱۹۳۸ء میں والد صاحب مولانا دبیر کی ملاقات کا ذکر کیا ہے،

(ب) اپنے مکتوب محررہ ۲۵ شوال ۱۴۰۵ھ (۱۴-۱۵-۱۹۸۵ء) میں مولوی لال شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ (جس میں موصوف کی بھی شہادت طلب کی گئی تھی) :-
:- اس مقدمے کا ایک فائدہ فقیر کو یہ ہوا ہے کہ اس دفعہ بامعان نظر آپ کی کتاب مستطاب

بشارت الدارین“ بالانتیاب بامعان نظر و یکھتی قدم قدم پر دل سے دعائیں نکلیں اور دل ٹھنڈا ہو گیا۔ فجزاکم اللہ خیراً۔

اللہ تعالیٰ ایسی مفید کتابوں کی مزید توفیق بخشے۔ قارئین غور فرمائیں۔ قاضی درویش صاحب موصوف میری ضخیم کتاب“ بشارت الدارین“ کو سبائوں کے کیلئے جلانے والی بھی قرار دے رہے ہیں۔ اور دل سے دعائیں بھی کر رہے ہیں لیکن جب نقیب ختم نبوت میں مضمون لکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ قاضی مظہر حسین پختہ سبائی ہے۔

عمر بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ اتنا ذہنی انقلابی سفر آپ کس طرح طے کر لیتے ہیں

نقیب ختم نبوت میں کتاب بشارت الدارین کی ایک عبارت کے متعلق لکھا ہے کہ:۔ خود قاضی صاحب نے جب تک

اپنا خود ساختہ علم کلام جاری نہیں فرمایا تھا۔ آپ بھی یونہی لکھا کرتے تھے جیسے کہ ان کے ابا جان لکھا کرتے تھے اس لئے اگر ان کو اپنا نوشتہ یاد نہ آیا تو یاد کرا دیں گے الخ (نقیب ص ۱۷)

تبصرہ ملحوظ رہے کہ تلہ گنگ (سابق ضلع الہک حال ضلع جکوال) میں ایک پتھر

”ہم ماتم کیوں کرتے ہیں“ شیعوں نے شائع کیا تھا۔ جس کے جواب میں میں نے ”ہم ماتم کیوں نہیں کرتے“ شائع کیا جس کے جواب میں پھر اس کے ”جواب الجواب“ میں شیعوں نے ایک کتاب ”فلاح الکونین فی عزاء الحسین“ شائع کی۔ پھر جواب الجواب میں میری ایک ضخیم کتاب (بڑی تقطیع صفحات ۶۱۷) شائع ہوئی جس میں مسئلہ ماتم کے علاوہ اُردنی و شیعہ نزاعی مسائل زیر بحث آگئے اور حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی جنگ پر بھی بحث کی گئی۔ اور شیعہ مصنف کے رد میں الزامی اور تحقیقی دونوں قسم کے دلائل پیش کئے گئے۔ اور اسی سلسلہ

میں بندہ نے لکھا:۔ لہذا مسک اہل الفت والجماعت کے مطابق یہی کہا جائے گا کہ اصحاب رسول اور خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کر لینے کے بعد ان کے کام کی ظاہری سطح کے پیش نظر بدگمانی نہیں کرنی چاہیے جو کچھ انہوں نے کیا دین کے لئے کیا۔ اور رضائے الہی کے حصول کے لئے کیا۔

سوائے اجتہادی خطا کے ان کی طرف کسی امر کو منسوب کرنا اپنے ایمان کی بربادی کا موجب بن سکتا ہے کہوں کہ ان سب صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضواعتہ (ص ۱۹۱)

شاید اس سے قاضی درویش صاحب یہ نتیجہ نکالتے مول گے کہ حضرت علی المرتضیٰ سے بھی مشابہت
 صحابہ میں اجتہادی خطا سرزد ہو گئی تھی۔ لیکن ایسا نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے میرا مقصد تو
 اس عبارت سے ایک کلیہ بتانا ہے کہ خطائے اجتہادی سے زائد صحابہ کرام کی طرف کسی بات کی نسبت
 نہیں کرنی چاہیے۔ اور خارجی فتنہ حصہ اول میں بندہ نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا یہ اشارہ
 بھی نکل کر دیا ہے کہ:۔ لازم نیست کہ امیر جمیع امور خلیفہ حق باشد و مخالف ایشان بر خطا۔ ہر چند
 دو امر محاربہ حق بجانب امیر بودہ (ص ۱۵۷)۔ یہ لازم نہیں ہے کہ حضرت امیر (علیؑ) تمام
 اجتہادی امور میں حق پر ہوں۔ اور ان کے مخالف خطا پر۔ البتہ محاربہ (حنگہ قتال باہمی)
 میں حق و صواب حضرت امیر کی طرح (علی المرتضیٰ) کی طرف تھا۔ اسی سلسلہ میں اہل سنت و الجماعت
 کا مسک پیش کرتے ہوئے بندہ نے بشارات الدارین میں لکھا تھا کہ:۔ کسی صحابی نے بھی نفسانیت
 ذاتی اور دنیوی مقاصد کے لئے جھگڑا نہیں کیا۔ کیوں کہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب
 صحبت سے ان کے نفوس پاک ہو چکے تھے اور ان کو اخلاص نیت کا اعلیٰ مقام نصیب ہو چکا تھا۔
 چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلوص نیت کے بارے میں شہاد
 دی ہے۔ يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (سورۃ الفتح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
 اور سنگت میں رہنے والے اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔
 يَرْيِدُونَ وَجْهَهُ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس شہادت کے بعد
 کسی مومن کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کی صفائی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ لیکن باوجود
 خلوص نیت کے رائے اور طریق کار میں غلطی ہو سکتی ہے اس لئے اہل سنت کا اس بارے میں یہ موقف
 ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس معاملہ میں خطا ہو گئی تھی۔ لیکن اس کا تشاؤ نہ
 نفسانیت نہیں اس لئے اس کو اجتہادی خطا کہا جائے گا۔ (مک ۱۸)

اگر اس تحریر اور عقیدہ پر قاضی موصوف کو کوئی اعتراض ہے تو پیش فرمائیں اور چونکہ ہم
 تمام صحابہ کرام کو انہی نیتوں میں مخلص مانتے ہیں۔ اس لئے جن کتابوں میں اکابر نے حضرت معاویہ
 رضی اللہ عنہ کے لئے باغی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میں نے اس کی توجیہ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت
 معاویہ صوراً باغی تھے نہ حقیقتاً۔ لیکن حامیان یزید نے اس کو مورد طعن بنالیا۔ اس کی مفصل

بحث تو انشاء اللہ مفہوم ہذا کی قسط دوم میں آئے گی۔

میرا چیلنج مولانا قاضی شمس الدین صاحب کو میرا چیلنج ہے کہ وہ (۱) ثابت کریں کہ میں نے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کو فاسق لکھا ہے۔ (۲) کسی صحابی کے مؤقف کو میں نے باطل قرار دیا ہے۔ (۳) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کو عنادی لکھا ہے۔ (۴) خارجی فتنہ حصہ اول میں حکیم کے بارے میں جو ضللا و ضل من ابتغما کے

الفاظ ہیں۔ وہ میرے نہیں بلکہ ایک حدیث کے ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے

ازالة الخفاء میں درج کی ہے۔ اور اس سے مراد بھی انہوں نے خطائے اجتہادی ہی ہے۔ اس

پر بحث بھی دوسری قسط میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ حکیم کے لئے خارجی فتنہ حصہ اول میں بند

نے جو گناہ اور نافرمانی وغیرہ کے الفاظ لکھے ہیں تو یہ الزاماً جناب مولانا محمد اسحق صاحب سندیلوی کے

جواب میں ہیں۔ اور ان سے مراد بھی میں نے خطائے اجتہادی ہی ہے۔

زیر بحث ماہنامہ نقیب ختم نبوت (جون ۱۹۹۰ء) جس میں ”چکوالی فتنہ“ کے عنوان سے مضامین

لکھے گئے ہیں مجھے اس وقت بلا جبرکہ میں ایک شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکوی کی تقریر اور ایک مفلٹ

”لمحہ فکریہ“ کا جواب لکھ رہا تھا۔ اور وہ جواب اسی ماہنامہ حق چار یار (ذیقعدہ۔ ذی الحجہ میں) بعنوان

اہل قبلہ کون ہیں“ شائع ہو رہا ہے اس مضمون کی تکمیل کے بعد میں نے مولانا قاضی شمس الدین صاحب

کے مضمون کے جواب میں اپنا مضمون ”مولانا قاضی شمس الدین درویش اور نیریدی ٹولہ“ لکھا ہے

یہ مضمون بھی خاصا طویل ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ اس کی دوسری قسط بھی شائع ہوگی۔ قارئین حضرات

بغور مطالعہ کر کے حق و باطل اور صدق و کذب کی پہچان کر سکتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

۳۰ جولائی ۱۹۹۰ء

صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ

سُزنا پاتھے رحمِ درافت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
ظاہر باطن رخشاں رخشاں کیا خوب تھے پاکارانِ نبیؐ
ہم کو طاعتِ اِنِ لازم! لاریب میانِ بزمِ بستر
رکھتے تھے ہاں! انابتِ اپنی بارِ غبتِ مطنِ صبحِ دُسا
پھیلاتے تھے جہاتِ عالمِ مضمومِ کُناں با اہلِ زَمَن
دین کے سب کاموں میں دایمِ سرگرم ہے یہ اہلِ عَصَا
حاصل تھی طوبائی اِنِ کو دربارِ پیمبرِ شاہِ رسل
رکھتے تھے سینوں میں اپنے خوش کیفِ عطائے ربِّ علا
فتوحِ دیں با حُسنِ سیاستِ ہر وقتِ انھیں تھیں بد نظر
دیانتوں میں امانتوں میں مشہور ہوئے اطرافِ جہاں

تھے یہ سب معیارِ شرافت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
پانے والے نبیؐ کی صحبت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
بعدِ نبیؐ میں افضلِ درجَت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
سمتِ یزداں غلوتِ جلوت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
خوش خلقی کی شمیمِ نکمت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
کیا کہنا! با جہاں ہمت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
کرتے تھے نظارۂ جنت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
پھولوں کی مانند نفاست صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
اللہ اللہ! اَدُو الفِراست صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ
سبحان اللہ! دُودِ الکرامت صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ

اِن سے جس کو سرتابی ہو بچپن! کیا وہ سہمتِ سقر!

راہِ نما میں سُوئے جنتِ صِدِّیقُ عَمْرُ عَثْمَانُ عَلِیُّ

بابا بیچپنِ رجپوری (بدایونی)

ماہنامہ "حق چار یارہ" پڑھنے والے لکھتے ہیں!

جناب مولانا محمد گلستان صاحب - بیکا - صوابی (سرحد)

محترم المقام حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب مدظلہم ودام فیضکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اٹال بعد۔ ماہنامہ "حق چار یارہ" توسط عزیزم قاری فخر الحسن صاحب
مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ جناب کے اس جہاد کو وقت کا اہم فریضہ سمجھتا ہوں۔ اللہم زد فرزد۔

مثنیٰ کے قول کے مطابق۔ لا خیل عندک ولا مال۔ فلیسعد النطق ان لم یسعد الحال
بلسلۃ اعانت ماہنامہ حق چار یارہ "بلغ پانچ سو روپے بذریعہ عزیزم فخر الحسن بھیج رہا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

جناب حافظ داؤد احمد خان صاحب میواتی - متعلم نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ماہنامہ حق چار یارہ "لاہور بلاشبہ اپنی نوعیت کا منفرد، یکتا، خوبصورت اور خوب سیرت جریہ ہے۔
ردِ رفض وشیعیت، خارجیت و مودودیت کے موضوع پر ایسے رسالے کی ضرورت کافی عرصے سے محسوس
کی جا رہی تھی۔ آپ نے حق چار یارہ "کا اجرا فرما کر اور اس کے ذریعہ سے باطل فتوؤں کے خلاف مؤثر آواز
اٹھا کر عصر حاضر کی اہم ترین ضرورت کو پورا کر کے مسلمانانِ اہلسنت پر احسان عظیم کیا ہے۔ "حق چار یارہ"
میں حضرت قائدِ اہلسنت مدظلہ کی علمی تحقیقی نگارشات خوب سے خوب تر ہوتی ہیں۔ دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ
جسٹی قوم و مذہب کی صحیح تر جانی کرنے والے اسلاف کے حقیقی جانشین اور سچے دارث حضرت قاضی صاحب
مدظلہ کی عمر میں (صحت و تندرستی کے ساتھ) برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب اکبر حمزنی - اسلام آباد

آج صبح میرے اپنے ادارے کے ساتھی ڈاکٹر طارق محمود صاحب نے ماہنامہ "حق چار یارہ" کا شمار پڑھنے
کے لیے دیا۔ اس کا بغور مطالعہ کیا۔ بر لحاظ سے اس جریہ کو بہتر پایا۔ اچھا جریہ یہ ہے۔ ایسے رسالے کا
ہونا ضروری ہے۔ مولانا قاضی منظر حسین صاحب نے اچھا قدم اٹھایا ہے۔ سنی مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے
کے لیے کافی ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ جس سے حق چار یارہ کی کما حقہ تعریف کر سکوں۔ بلاشبہ انوں
جریہ یہ ہے۔ اس کو جاری و ساری رہنا چاہیے۔ خدا آپ لوگوں کو بہت عطا کرے آمین۔ ادیری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

وہ دانا، نبیؐ ہم سب جنہیں عثمانؓ کہتے ہیں
یہ قرآنِ نبیؐ ہے آپؐ نے ہی جمع فرمایا
انہیں کے عقد میں دو بیٹیاں سرکارؐ نے دی تھیں
شریکِ بیعتِ رضوان پندرہ سو صحابہؓ سے
نبیؐ نے ہاتھ کو اپنے ہے ان کا ہاتھ فرمایا
رسولِ پاکؐ کی خاتم میں مہتی تاثیرِ وحدت کی
نبیؐ نے جیشِ عسیرہ کی اعانت کو جو فرمایا
غنیؓ نے دے دیے لاکھ ہزاروں اونٹ اور گھوڑے
کیے دینار بھی جب پیش تو حضرتؓ نے فرمایا
بشارتِ رحمتِ عالم نے خود دی ان کو جنت کی
گرمیاں جنگ سے تھے عسکری قوت کے ہوتے بھی
یہ دھن دولت کیا راہِ خدا میں جان بھی دے دی
تھے ذی الحج کی اٹھلہ جمعہ کے دن اپنے زم سے
تسلِ خواب میں دی رحمتِ عالم نے فرمایا
علیؓ نے دونوں میٹوں کو بنایا آپؐ کا دربال
ہو لعنت تا قیامت دشمن دی ابنِ سودا پر
جو ہیں عثمانؓ کے منکر وہ ہیں قرآن کے منکر

سجادِ علم کا سپکر، حیا کی آن کہتے ہیں
انہیں سب اہلسنت جامعِ اقرآن کہتے ہیں
اسے عثمانؓ کے ایمان کی برہان کہتے ہیں
ہمیشہ میں ہوں راضی بر لا رحمان کہتے ہیں
اسے آپس کے لطفِ انس کی پہچان کہتے ہیں
نغم ہو کر ملی خود آپؐ تھے حیران کہتے ہیں
یہ سیم و زر ہے کیا ہے جان بھی بان کہتے ہیں
یہ نبیؐ خالی نہیں مع ساز اور سامان کہتے ہیں
نہیں نقصان جو چاہے کرے عثمانؓ کہتے ہیں
کرے جو شک اسے ملعون و شیطاں کہتے ہیں
اسے صبر و رضا کی اک انوکھی شان کہتے ہیں
زبان پر آپؐ کی تھا اس گھڑی قرآن کہتے ہیں
فرشتوں کے جلو میں روح کا پردان کہتے ہیں
ہم آئے آپؐ ہوں گے شام کو مہمان کہتے ہیں
وہ تھے آپس میں دشمن پھر بھی کچھ دان کہتے ہیں
بغاوت کا کیا اس نے بپ طوفان کہتے ہیں
ہم ایسوں کو مل الاعلان بے ایمان کہتے ہیں

حسینی جس کے دل میں ان کی عظمت اور محبت
اسے کہتے ہیں انساں صاحبِ ایمان کہتے ہیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

وفات

جناب حاجی عبدالقیوم شملوی وفات پا گئے!

تحریک خدام اہلسنت حضرو ضلع اٹک کے مخلص معرکار جن جناب حاجی عبدالقیوم شملوی قضاۃ الہی سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم صالح اور تحریک کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے آدمی تھے۔ آپ کی وفات سے جہاں اہل خاندان کو دلی صدمہ ہوا ہے۔ وہاں مقامی جماعت بھی ایک متحرک بزرگ سے محروم ہو گئی۔ قارئین حق چاریارؒ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام رفیع عطا فرمائے اور اہل خاندان کو صبر جمیل نصیب ہو آمین۔

جناب شبیر احمد میواتی کے والد گرامی انتقال فرما گئے!

جناب شبیر احمد صاحب میواتی کے والد گرامی جناب حافظ محمد سلیمان خان مورخ ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ الموافق ۵ جولائی ۱۹۹۰ء شب اتوار بوقت نمازِ عشاء اچانک دل کا دورہ پڑھنے سے انتقال فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مرحوم ایک صالح، متقی، پرہیزگار، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور شب زندہ دار انسان تھے۔ قارئین حق چاریارؒ سے درخواست دعا ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔

(ادارہ ماہنامہ حق چاریارؒ لاہور مرحومین کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے)۔

خادم اہلسنت احقر ماسٹر منظور حسین مظہری

خادم ادارہ ماہنامہ حق چاریارؒ لاہور

مدح صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

میرے سینے میں جو سوزِ نہال ہے
دلوں میں چار یاروں کی محبت
ہمارا کاروانِ دین و ملت
صحابہؓ پر تصدقِ جاں ہماری
بلی منزلِ انہی کی روشنی سے
سلامت کس طرح منزل پہ پہنچے
صحابہؓ مقتدے، ہم مقتدی ہیں
شریعت ہے اگر جسمِ مقدس
عقیدت چار یارانِ نبیؐ سے
نہ ہو شامل جو کردارِ صحابہؓ
صحابہؓ کی ہے سیرتِ جُزْدِ ایمان
خدا کا شکر ہے سرورِ کبریا
تسلم مدحِ صحابہؓ میں رواں ہے

یا اللہ
مدد

لا الہ الا اللہ

حق چاریار

تحتویہ خدام اہل السنّت والجماعت بھٹن
کمزراہتنامہ

مترجم

۲۳-۲۴ محرم ۱۴۱۱ھ

مطابق ۱۵-۱۶ اگست ۱۹۹۰

بمقام
ضلع جکوال

بانیسویں دوروزہ

عظیم الشان

دیسنگدان
مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
امیر تحریک خدام اہل السنّت پاکستان

جان کار

فخر السنّت
حضرت مولانا
محمد کرم الدین صاحب
دبیر

کلام حق

بوڑ
بدھ جمعہ

مولانا محمد حسین صاحب
حضرت محمد حسین صاحب

مناظر السنّت
مولانا محمد امین صاحب
حضرت محمد امین صاحب

خطیب السنّت
مولانا عبداللطیف صاحب
حضرت عبداللطیف صاحب

مولانا جوشن صاحب
حضرت جوشن صاحب

مولانا عبدالحی صاحب
حضرت عبدالحی صاحب

مولانا خالد محمود صاحب
حضرت خالد محمود صاحب

مولانا لغضار صاحب
حضرت لغضار صاحب

مولانا محمد الیاس صاحب
حضرت محمد الیاس صاحب

مولانا محمد عبدالحی صاحب
حضرت محمد عبدالحی صاحب

نوائے حق
مولانا محمد عبدالحی صاحب

شاعر السنّت
مولانا محمد عبدالحی صاحب

مولانا عزیز الرحمن صاحب
حضرت عزیز الرحمن صاحب

مولانا عبدالحی صاحب
حضرت عبدالحی صاحب

مفتی محمد رفیع صاحب
مولانا محمد رفیع صاحب

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

اور دوسرے علمائے السنّت خطاب فرمائیں گے

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

قاضی ظہور حسین خطیب جامع مسجد

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

نائب امیر تحریک خدام اہل السنّت
بھٹن ضلع جکوال

مولانا محمد رفیع صاحب
حضرت محمد رفیع صاحب

فون ۲۳۳۳
تختیل ضلع جکوال فون بھٹن ۷۱